ھٰذَا کِتَابٌ لَوْ یُبَاعُ بِوَزْنِہٖ
ذَھَبًا لَکَانَ الْبَائِعُ مَغْبُوْنًا

عیدِ میلاد النبی ﷺ کا بنیادی مقدمہ

اَوَمَا مِنَ الْخُسْرَانِ اَنْ تَکُ اِلَّا خَجِلٌ
ذَھَبًا وَتَشْتَرِکَ جَوْھَرًا اِھٖ مُلْکًا مَغْبُوْنًا

جسمیں متفقہ عقائد حقہ ہیں، جسمیں ہر جملہ نور کا لمعہ اور ہر لمعہ نور کا بقعہ ہے
یہ مقدمہ تفصیلی عشقِ محمدی کا اجمال ہے،
تو یہ مقدمہ انوار لمعات محمدیہ کا اجمال ہے

تصنیف لطیف جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول شیخ الحدیث ابو الفتح
محمد نصر اللہ خان نصرہ اللہ تعالیٰ

جس کا حق الطبع بحق مصنف و اولاد مصنف محفوظ ہے۔ مصنف کا مختصر سوانح حیات آخر میں ملا دیا گیا ہے
باہتمام تام مصنف مطبع سروات پرنٹرز میں چھاپا گیا۔
ہدیہ ۳۰۵ روپے۔

فہرستِ کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

وَصَلَّی اللہ عَلٰی نُورٍ کَزُوشُد نورہا پَیدَا
زَمِینْ اَزْحُبِّ اُوسَاکِن فَلَکْ دَرْ عِشقِ اُوشَیدَا
اَزُو در ہر تنے ذَوقِے وَزُو در ہردلے شَوقِے
وَزُو بر ہر زبان ذِکرے وَزُو در ہر سَرے سَودَا
اگر نامِ محمدؐ را نیاوردِے شَفِیع آدم
نَہ آدم یافتے تَوبَہ نہ نوح از غَرَق نَجِّینَا
نَہ اَیُّوب از بلا راحت نہ یُوسُف حَشمَت و شَوکَت
نَہ عِیسٰی آن مَسِیحَا دَم نَہ مُوسٰی آن یَدِ بَیضَا
مُحَمَّدؐ اَحمَد و مَحمُود وَیرَا خالِقَش بِستُود
کَزُوشُد بُودِ ہَر مَوجُود وَزُو شُد دِیدہا بِینَا
زِسِرِّ سِینَہ اَش جَامِیؔ اَلَم نَشرَح لَکَ بَرخُوَانْ
زِمِعرَاجَش چِہ مے پُرسِی کہ سُبحَانَ الَّذِی اَسرٰی
عَلَّامَہ جَامِیؔ عَلَیہِ الرَّحمَۃ

اَمَّابَعدُ

اے عزیز جان! جان کہ یہ فَقِیر اِلٰی رَبِّہٖ الْغَنِیِّ الْقَدِیْرِ اَبُوالْفَتْحِ، مُحَمَّد نَصرُاللّٰہِ بنُ خوش کیارخان الْمَرْحُوْمِ السَّرْرَوْضَوِیُّ خروتی نَسَباً اپنی اس کتاب مستطاب کو ایک مقدمہ اور گیارہ لمعات شارقہ کی صورت میں مسلمانان عالم کے لئے عموماً اور علماءِ عاملین، صوفیائے صافیہ، خطباء و مبلغین، کاملین کے واسطے خصوصاً پیش کرتا ہے، یہ لمعات محمّدی انوار سے مستفاد ہیں اس لئے اس کتاب کا ہر جملہ لمعہ اور ہر ہر مسئلہ گران قدر و بیش بہا مایہ ہے جس کی تایید و تاکید آیاتِ کریمہ احادیثِ شریفہ اور معتبر و اشہر علماءِ اولیاء کے تحریری دستاویزات و تصنیفات سے ثابت و متحقق ہوچکی ہے۔ تاہم انسان مرکب ہے خطاء و نسیان سے اس لئے مستفیدین اور ہمارے عزیز علماء و ناقدین سے خواہش و گزارش ہے کہ اگر انھیں کتاب ہٰذا میں کوئی خطا و لغزش نظر آئے یا وہ کتاب ہٰذا کا کوئی جملہ یا مسئلہ خطا و لغزش سمجھے اسے درگزر نہ کریں بلکہ اس فقیر کو اس خطاء و لغزش پر مطلع فرمائیں۔ شکر و امتنان کے ساتھ اس پر غور رہے گا اور اگر واقع میں وہ جملہ یا مسئلہ لغزش رہا تو آئندہ اشاعت میں اِنْشَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ اِنْشَآءَ رَسُوْلُہٗ (۱) صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ وَالْعِلْمُ عِنْدَاللّٰہِ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ۔

۱۔ جَآءَ فِي الْحَدِيْثِ الشَّرِيْفِ لَايَقُلْ اَحَدُكُمْ شَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ وَّلٰكِنْ لِيَقُلْ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ الْحَدِيْث۔ حصن حصن الشريف فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الْكُتُبِ وَذَكَرَ الْاِمَامُ النَّوَوِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي شَرْحِهٖ لِصَحِيْحِ مُسْلِم صفحه ۲۸۶ جلد ۱ ـ ۱۲ مِنْهُ نَصرَهُ اللّٰهُ

"بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ الَّذِیۡ کَانَ کَنۡزاً مَّخۡفِیّاً فَاَحَبَّ اَنۡ یُّعۡرَفَ فَخَلَقَ الۡخَلۡقَ وَاجۡتَبٰی مِنۡھُمۡ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاصۡطَفَاہُ۔ وَجَعَلَہٗ صُوۡرَۃً لِّصِفَتِہِ الۡوَحۡدَۃِ فَھُوَ اَصۡلُ وَّ مَنۡشَاءُ وَّ مَعَادُ وَّمَبۡدَءُ لِّجُمۡلَۃِ الۡخَلَاۤئِقِ لِحَضۡرَۃِ حَقِیۡقَۃِ الۡحَقَاۤئِقِ وَصُوۡرَۃُ لِّحَضۡرَۃِ الۡوَاحِدِیَّۃِ الۡاَحَدِیَّۃِ الۡجَامِعَۃِ لِجَمِیۡعِ الۡکَمَالَاتِ الۡاِلٰھِیَّۃِ وَالۡکَیَانِیَّۃِ فَھُوَ مَظۡھَرُ اَتَمُّ لِلۡاِسۡمِ الۡاَعۡظَمِ وَوَاضِعُ مِیۡزَانِ مَرَاتِبِ الۡاِعۡتِدَالَاتِ الۡمَلَکِیَّۃِ وَالۡکَیَانِیَّۃِ وَالۡحَیَوَانِیَّۃِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ صَلٰوۃً ھُوَ لَھَاۤ اَھۡلُ وَّھُوَ لَھَاۤ اَھۡلُ مِنۡہُ وَلَہٗ وَاِلَیۡہِ وَعَلَیۡہِ السَّلَامُ وَعَلٰی اٰلِہِ الَّذِیۡنَ ھُمۡ مَّخۡزَنُ عِلۡمِہٖ وَکِتَابِہِ الۡعَزِیۡزِ وَاَصۡحَابِہِ الَّذِیۡنَ اَصۡبَحَ الدِّیۡنُ بِھِمۡ فِیۡ حِرۡزٍ حَرِیۡزٍ۔

اَمَّا بَعۡدُ

اَسۡعَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی بدانکہ آن صاحبِ تاجِ لَوۡلَاکَ سَیِّدُ الۡاَرۡضِ وَالۡاَفۡلَاکِ وَمَافِیۡھِنَّ شہنشاہِ کَوۡنَیۡن سَرۡوَرِ دَارَیۡن وہ ذات ہے جو ہر ذات سے برتر۔ اس کی ہر ہر صفت کونین کے تمام صفات سے اعلٰی اور ہر عیب و شَیۡن سے مُنَزَّہ و مُبَرّاء ہے، کائنات کے کل فضائلِ اعلٰی و کمالاتِ بالا کا مَنۡبَع و سرچشمہ، ساری خدائی کا مَرۡجَع و منشاء ہے، ہر زَیۡن سے مُزَیَّن و پیراستہ اور تمام اخلاقِ جمیلہ سے آراستہ و شائستہ ہے آپ ہی وہ انسان کامل ہیں جس کو خالق عالم نے اپنے جمال ذات و اپنے تمام صفاتِ جلال و جمال کا مظہر اتم بلکہ شفاف آئینۂ اَفۡخَم گردانا ہے۔ پوری خدائی کو آپ کے ہی خاطر صفحہ

ہستی پر ظاہر فرمادیا ہے۔ پس فیض و ہدایت، عرفان و دلالت میں ہر ایک شی آپ کا محتاج رہا کہ خالق عالم نے جس کو جو بھی عطا کیا یا جو بھی جس سے لے لیا یہ سب آپ ہی کے لئے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حضرت سے نبیوں کو نبوت ملی تو آپ کی خاطر، ولیوں کو ولایت سے نوازا گیا آپ کی خاطر، ثواب و عقاب کی عطا و سزا آپ کی خاطر، غرض کہ مقصود ذاتِ اوست دیگر جملگی طفیل۔ منظور نورِ اوست دیگر جملگی ظلام۔ کہ لَوْلَاكَ لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ(۱) کہ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا اور اگر نہ ہوتا تو میں ہرگز ہرگز اپنی رَبُوْبِيَّتْ ظاہر نہ فرماتا اور ظاہر کہ اگر ربوبیت کا ظہور نہ ہوتا تو یقیناً مربوبیۃ نہ ہوتی کوئی شی نہ ہوتی کہ مَاسِوَی اللہ، اللہ تعالیٰ کے مربوب ہیں۔ خدائی کا ظہور اسی نور کی خاطر رہا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ خَالِقِ عالم جَلَّ مَجْدُہٗ نے اس مَقْصَدِ تخلیق کو آپ کو مخاطب فرماتے ہوئے یوں بیان فرمایا۔

مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَحَبَّ اِلَيَّ وَلَآ اَكْرَمَ لَدَيَّ مِنْكَ بِكَ اُعْطِيْ وَبِكَ اٰخُذُوَبِكَ اُثِيْبُ وَبِكَ اُعَاقِبُ۔ دیکھو سَیِّدُنَا مُحْیُ الدِّیْن خَاتَم فَصِّ الْوِلَایَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ مُحَمَّدْ بُنْ عَلِیْ طَائِی (ابن عربی) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا کی تفسیر جلد اول صفحہ ۲ یعنی میں نے آپ کو محبوب ترینِ محبوبان بنایا آپ ہی کو اپنے تمام خلق میں مکرم تر گردانا۔ آپ ہی کی خاطر لیتا ہوں، آپ ہی کی خاطر دیتا ہوں، آپ ہی کے لئے ثواب سے نوازا کرتا ہوں۔ آپ ہی کے لئے سزا و عِقاب دیتا ہوں۔ اس حدیثِ پاک کے سیاق و سباق و کلمات

۱۔ وَكَذَاجَاءَ فِي الْحَدِيْثِ الْقُدْسِيِّ حَدِيْثِ الْاَسْرَاءِ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اگر آپ نہ ہوتے افلاک کو پیدا نہ کرتا صفحہ ۶۱۸ جلد ۲ مدارج النبوۃ وصل دربیان سِرِّتَسْمِيَۃِ وَیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَحَبِیْبٍ و دفتر پنجم صفحہ ۱۳۲ و دفتر ششم صفحہ ۷۴ و صفحہ ۸۸ شرح بحر العلوم للمثنوي الرومي۔ ۱۲ مِنْہُ نَضَرَہُ اللّٰہُ۔

سے دو اہم ترین نِکات پر حِکمت و برکاتِ نُبُوَّت بر آمد ہوتے ہیں۔ اَوّل یہ کہ خالقِ عالم نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی اپنے اس محبوب سراپا جود کے برابر و ہمسر نہیں بنایا چہ جائیکہ آپ سے زیادہ محبوب یہ نکتہ کلماتِ حدیثِ بالا کے کلمہ "مَا" اور "خلقًا" سے مستفاد ہے کہ کلمہ "خلقًا" نکرہ ہے اور کلمہ "مَا" حرفِ نفی اصل و قاعدہ یہ کہ جب نکرہ نفی کے ماتحت آجائے۔ پس یہ نفی عام ہو جاتی ہے اور عموم و استغراق کا افادہ کرتی ہے۔ یہ نفی اس وقت اسمِ نکرہ کے سارے افراد کو اپنے حکم نفی میں گھیر لیتی ہے اور اسے کلمۂ حصر کہا جاتا ہے۔ دوسرا نکتہ یہ کہ کلمہ "بِکَ" کو حدیثِ شریف میں فعل "اُعطِی"، "اٰخذ"، "اُثِیبُ" اور "اُعاقِبُ" سے پہلے ذکر فرما کر بھی حصر ہی کے اِفادہ کے لئے استعمال فرما دیا ہے اس اِفادۂ حصر کے لئے اردو زبان میں کلمہ "ہی" کام میں لایا جاتا ہے یہی کلمہ "ہی" نفی و اثبات کو ظاہر کرتا ہے۔ حَدیثِ مَذکُور کے ترجمہ میں ان قواعد و اصول کا خیال کیا گیا ہے۔ فَتَدَبَّرْ سَتَجِدُ فَتَقِف (۱) السِّرَ فتقف اِنْشَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ۔

اے عزیز جان! جان لیں کہ یہ فقیر اِلیٰ رَبِّہ الْغَنِیِّ الْقَوِیِّ شَیْخُ الْحَدِیث اَبُو الْفَتح مُحَمَّد نصرُاللّٰہ بن خوش کیارخان السَّرْرَوْضَوِیُّ خَروتِی نَسَباً اس اجمال کی تفصیل ایک مقدمہ اور گیارہ لمعاتِ شارقہ میں بیان کرتا ہے یہ مقدمہ و لمعات در حقیقت، حقیقت مُحَمَّدِیَہ کے اَنْوَار اور اَحَادِیثِ قُدسِیَہ کے اَسْرَار ہیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقُ وَھُوَ نِعْمَ الْمَولٰی وَ نِعْمَ الرَّفِیقُ۔

۱۔ نظرِ غائر سے دیکھئے تو راز پالے گا اور تو (اس راز و ناز پر یقین رکھنے سے) واقف راز رہے گا۔ تقف الاَوَّلُ مِن الوقُوفِ وَ الثَّانِیُّ مِنَ القوفِ بِمَعنٰی پَیْ شناسی وَ مِنْہُ الاِقْتِیَافُ مِثْلُ قفوتُ اثرہ وَ الْقَائِفُ پے شناس وَیُقَالُ فُلَانٌ اَقوَفُ النَّاسِ۔ ۱۲ مِنْہُ نصرَہُ اللّٰہُ تعالیٰ۔

مُقدّمہ

سَرکارِ دارین، کَونَین کے ہر شَئ کے وُجُود کا مَنشَاءَ
اور ہر فَیض و جُود کا مَنبَع ہیں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ

اے عزیزِ جان! جان لے کہ عَالَمِین میں ہر ہر فَیض کا مَنشَاءَ سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ ہیں خواہ وہ فَیضِ اَقدَسُ (۱) ہو جس کو استعداد کہا جاتا ہے یا فَیضِ مُقدَّس جو کمال کہلاتا ہے بہرحال فَیض کا مَنشَاءَ سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ ہیں، کیونکہ وُجُودِ کائنات آپ ہی کے جُود و وُجُود پر مَبنِیٌ ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو یہ سب نقوشِ غَرِیبَہ، اور یہ سب احکامِ کائنات عَالَمِ وُجُود میں نہ آتے نہ ہی ان میں سے کچھ ہوتا پس جو بھی فیوض و کمالات یا آثَار و اَحکَام رہے یا ہیں یا رہیں گے وہ سب کے سب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ہی کے وُجُودِ سراپا جُود پر ہی مبنی ہیں۔ آپ ہی کے جُودِ وجود کے اَحکَام و آثَار ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وُجُودِ مَوجُودَاتُ کے لحاظ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کائنات کے حقیقی باپ ہیں یہی وجہ ہے کہ کَلَامِ بلاغت نظام اَعنِی قُرآنِ پاک نے اَزوَاجِ مُطَہَّرَاتُ کو ایمان والوں کی مائیں قرار دے کر اُمَّہَاتُ المُؤمِنِینَ کے لقب سے نواز دیا

۱۔ فَیضِ اَقدَس و فَیضِ مُقَدَّس کی تشریح شرح نَقدُ النُّصُوص عَلَّامہ جَامِی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کے صفحہ ۴۷ و ۴۹ فص حِکمَۃٍ نَفثِیَّۃٍ فِي کَلِمَۃٍ شِیثِیَّۃٍ میں ہے۔ ۱۲ مِنہُ نَضَرَہُ اللّٰہُ۔

فرمایا۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰي بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ اَلْاٰيَة اَلْاَحْزَاب۔ کہ یہ نبی ایمان والوں کا ان کی جانوں سے زیادہ محبوب و مالک زیادہ قریب و مددگار ہیں کہ اَوْلٰی میں یہ تمام معانی موجود ہیں۔ معنی یہ ہوئے کہ مومن نبی پاک کو اپنی جان سے زیادہ قریب و بہتر مالک و محبوب تر سرپرست پائے گا۔ پس ایمان والوں کا اہم فریضہ یہ ہے کہ نبی پاک کو اپنی جانوں سے بہتر و بالاتر و عزیز تر جان کر اپنی جانوں کو اپنے اور نبی پاک کے درمیان حائل و مانع نہ ہونے دیں بلکہ اپنی جانوں کو بصد خوشی نبی پاک کی خوشنودی پر نثار کردیں تاکہ ہمیشہ نجات کا سہرا ان کے سر رہے۔ اور اگر ان کی جانیں مانع رہیں پس وہ اس مانع کی بناء پر سَرْوَرِ دُوْسَرَا سے محجوب رہیں گے نجات نہ پائیں گے کیوں کہ نجات اسی میں ہے کہ سَرْوَرِ دُوْسَرَا عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاءِ کو اپنوں اور اپنی جانوں کا مالک جانیں کہ سَرْوَرِ دُوْسَرَا ہی خالقِ عالم کے مظہر اعظم اور تمام کائنات و عالم کے شہنشاہ معظم ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر جان کا اثر وُجُوْدْ ہے اور ہر جان سرور دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کا جُوْدْ پس ہر جان و ہر اثرِ جان یعنی وُجُوْدْ کا منشاءِ وُجُوْدْ آپ ہی ہیں تو آپ تمام کائنات و موجودات کا حقیقی باپ ہوئے اور احترام و توقیر میں ازواجِ مُطَهَّرَات ایمان والوں کی مائیں ہوئیں۔ مقصدِ بالا کو سرور دوسرا علیہ التحیہ والثناء کے کلمات طیّبات اس طرح واضح فرماتے ہیں۔ کہ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰي بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰي بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَلْيَاْتِنِيْ فَاَنَا مَوْلَاهُ۔ دیکھو بخاری شریف جلد اوّل کتاب فِي الْاِسْتِقْرَاضِ وَاَدَاءِ الدُّيُوْنِ والحجر وَالتَّفْلِيْسِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ یعنی کوئی ایسا مومن یا ایمان والا نہیں جس کا میں اس کے اور اس کے دنیا و آخرت کے سارے معاملات میں اس کی جان سے زیادہ اس کا مالک نہ رہا ہوں بلکہ میں دنیا و

آخرت میں اس کے اور اس کے تمام معاملات میں اس کی جان سے زیادہ مالک رہا ہوں
کلمہ "بِہٖ" میں اشارہ بلکہ تصریح اس بات کی ہے کہ اس کی جان کا بھی میں مالک رہا
ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے فرمودات کی شہادت خود قرآنِ پاک دے رہا ہے
چاہو تو پڑھو کہ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰي بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (فرمایا) پس جو مومن مرجائے اور
مال چھوڑ جائے اس کا رشتہ دار کوئی ہو اس کا وارث رہے اور اگر قرض چھوڑے یا ضائع
شی جیسی اولاد چھوڑے تو وہ میری حضور حاضر ہو اور میری جناب کی جانب رخ کرے کہ
میں ہی اس کا آقا سرپرست اور مددگار ہوں اور رہوں گا۔ اس حدیثِ شریف میں بھی
گزشتہ حدیثِ پاک کی طرح لطائف، اَسْرَارُ و نِکات مذکور و مذبور ہیں۔

(۱) یہ کہ یہ کلامِ بلاغت نظام نفی و اثبات پر مبنی جس کی تاکید و تایید کافی و شافی
ہے کہ کلمہ "مَا" نفی اور کلمہ "اِلَّا" اِثبات کررہا ہے نفی تو ہر ہستی سے اَوْلَوِيَّة
ومالِکِیَّتِ کُلْ کی ہے اور اِثبات اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے صرف اور صرف سَیِّدِ
کائنات اور فخرِ موجودات کے لئے ہے وہ بھی مالکیت و اَوْلَوِیَّتِ کُلْ کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰي
ذَالِكَ۔

(۲) یہ کہ اسی مَالِکِیَّتِ کُلْ واَوْلَوِیَّتِ کُلْ کی وضاحت کی خاطر کلمہ "مِنْ"
استعمال فرمادیا ہے جو حرف نفی "مَا" اور منفی "مُؤْمِنٍ" کے درمیان استعمال فرمایا
گیا ہے اسی "مِنْ" کو علماءِ نحو نے "مِنْ" اِستغراقیہ کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔
اب تو یہ کُلِیَّتَہ، مَالِکِیَّتْ و اَوْلَوِیَّہ صاف روشن جس پر خفا کا کوئی غبار نہیں یہاں تک اس
نے ہر غبار آلود دل سے اس کا غبار جھاڑ دیا۔ شُکْرُ اللّٰهِ عَلٰي اِحْسَانَاتِهٖ۔

(۳) یہ کہ مَالِکِیَّة واَوْلَوِیَّة کو کسی خاص قید و شرط کے ساتھ مقید و مشروط
نہیں کیا بلکہ مطلق ذکر فرمایا تاکہ دلیل و بُرھَان رہے کہ سَرْوَرِ دُوسَرا کی مِلْکِیَّتْ سے دنیا
واخری کی کوئی شی خارج و مستثنیٰ نہیں بلکہ بروجہ اِجمال ہمیشہ کے لئے ہر ہر چیز کی مِلْکِیَّتْ

آپ کے لئے ثابت ہے۔

(۴) نکتہ یہ کہ حَدِیثِ پاک کے ایمان افروز کلمات جن میں سے اَوّلِ حدیث "مَا مِنْ مُؤمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰي بِهٖ فِي الدُّنيَا وَالْاٰخِرَةِ" کی خبر اَعنِيْ بِهٖ وَاَنَا اَوْلٰي بِهٖ فِي الدُّنيَا وَالْاٰخِرَةِ جملہ اِسْمِیَّہ ہے نیز آخرِ حدیث "فَاَنَا مَولَاہُ" جملہ اِسْمِیَّہ اور اس کی خبر مفرد ہے، یہ دونوں دوام و استمرار پر دلالت کرتے ہیں۔ فن بلاغت کے مُسلّمہ اُصُول میں سے یہ اَصْل مُسَلَّمُ الثُّبُوت ہے کہ اَلْجُمْلَةُ الْاِسْمِيَّةُ لَاتُفِيدُ الثُّبُوتَ بِاَصْلِ وَضْعِهَا وَلَا الْاِسْتِمْرَارَ بِالْقَرَائِنِ اِلَّا اِذَا كَانَ خَبَرُهَا مُفْرَدًا اَوْ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً اَمَّا اِذَا كَانَ خَبَرُهَا جُمْلَةً فِعْلِيَّةً فَاِنَّهَا تُفِيدُ التَّجَدُّدَ۔ دیکھو صفحہ ۱۳۹ اَلْبَلَاغَةُ الْوَاضِحَةُ لِعَلِي الْجَارِمِ مطبع مصر یعنی جملہ اسمیہ اصل وضع کے اعتبار سے ثبوت کا افادہ نہیں کرتا اور نہ قرائن سے استمرار کو ظاہر کرتا۔ ہاں اگر جملہ اسمیہ کی خبر مفرد ہو یا جملہ اسمیہ کی خبر جملہ اسمیہ ہو تو ضرور ثبوت و دوام کو (ہمیشہ کے لئے) جاری رہنے پر دلالت کرتا ہے اور اگر جملہ اسمیہ کی خبر جملہ فعلیہ ہو تو اس وقت حدوث و تجدد کا افادہ کرتا ہے۔

پس اے عزیز جان لیں کہ آیاتِ مُبَیّنَاتِ فُرقَانِیَّہ اور اَحَادِیثِ نَبَوِیَّہ کے کلماتِ طیبہ بآوازِ بلند صاف، واضح طور پر یہ راسخ عقیدہ دے رہے ہیں کہ ساری خدائی کی مالکیتِ کل خالقِ عالم نے ہمیشہ کے لئے اپنے محبوب نبی جنابِ احمدِ مجتبیٰ محمدؐ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ المجتبیٰ کو عطا فرمائی ہے۔ یہی اس فقیر ابوالفتح محمد نصراللہ کا عقیدہ رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہی عقیدہ رہے گا اور میری اس کتاب کے اندر ہر بات میں تجھ پر یہ روشن و ظاہر ہو گا کہ وہ:

مَالکِ کونین ہیں ظاہر ہے یہ ہر بات میں
دوجہان کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

اے عزیزِ جان! جان لے کہ حقیقتِ مَذکُورَہ بالا کا صحیح نتیجہ، محقق انکشاف و اکتشاف کے بعد یہ نکلا کہ حقیقی مومن و واقعی مسلم وہ ہے جس کے دل میں سَرورِ کَونَین، مالکِ دَارَین کی محبت ہر نعمت سے زیادہ ہو، خواہ وہ نعمت اس کی جان ہو یا والد و ولد ہو حضور کی محبت جان سے بالا تر ہو وہ تو کریمہ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰي بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ سے ثابت ہوا، اور والد و ولد سے بر تر ہو اس پر حضور انور کی یہ حدیث شریف شاہد ہے کہ۔ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰي اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ۔ بخاری شریف، ج ۱ ص ۷، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ زیرِ (بَابُ حُبِّ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاِيْمَانِ)

یعنی میری قسم ہے اس ذات خداوندی پر جس کے دستِ قدرت میں میری پاک جان ہے تم میں کا کوئی حلاوتِ ایمان سے ملذوذ و محظوظ نہ ہو گا جب تک میں اس کے باپ و اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو لوں۔ ان کلماتِ قدسیہ میں والد و ولد کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ غالباً بعض لوگوں کے دلوں میں باپ و اولاد جان سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں پس کلمات قدسیہ نے صراحت فرمادی ہے کہ سَرورِ دُوسَرا علیہ التحیۃ والثناء ہر عزیز سے عزیز تر ہیں پس جو شخص یہ (۱) محسوس کرلے وہی صحیح معنوں میں ایمان والا ہے ورنہ اس کا ایمان برائے نام ہے و بس۔

عزیز جان! مذبورہ بالا عنوان تو روشن دلائل و براہین سے جلی و عیاں ہوا۔ مزید اطمینان کی خاطر یہ فقیر ابوالفتح محمد نصراللہ خان بن خوش کیارخان، رسیدہ علماء اعلام، ممتاز و چیدہ محققین و مدققین عظام کے اقوال و عقائد بحوالہ کتب و مطابع صفحہ وار پیش کررہا ہے۔

۱۔ محبت ۱۲ منہ

جن سے عنوان بالا (۱) کو پوری اور مکمل تایید ملتی ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ مولانا رومی نے اپنی مثنوی معنوی کے صفحہ ۷۸ دفتر اول نولکشور شرح فارسی مولنا بحرالعلوم قُدِّسَ سِرُّہٗ السّامِیُّ میں فرمایا۔

نامِ احمد نامِ جملہ انبیا ست

چونکہ صد آمد نود ہم پیشِ ماست

جس کی تشریح مولانا بَحرُالعُلُومِ عَبدُالعَلِی رَضِیَ اللّٰہُ القَیُّومُ عَنہٗ یوں فرماتے ہیں۔

بدانکہ حقیقتِ مُحَمَّدِیَّہ جامع جمیع حقائق است و فیض بہمہ حقائق نیست مگراز حقیقت محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ و ولایتِ محمدیہ جامع جمیع ولایات است و مقام محمدی جامع جمیع مقاماتِ اولیا است و نبوت و رسالت محمدیہ جامع جمیع نبوات و رسالات است پس رِسالاتِ رُسُل پر توِ رسالت اوست صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پس مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَسَلَّمَ جامع ہمہ حقائقِ انبیاء و رُسُل است و کمال وے جامع کمالات ہمہ انبیاء و رسل است و مولوی قدس سرہ باین بیت افادہ این معنی نمودہ اند۔

یعنی جان کہ تمام حقائق کا مجمع حقیقت محمدیہ ہے کہ تمام حقائق کا منشاء ہے اور ولایت محمدیہ ساری ولایتوں پر مشتمل ہے۔ مقام محمدی جو عبارت ہے اخلاق جمیلہ سے اور مزین ہیں تمام آداب شرعیہ سے تمام ولایات اولیاء کا منبع ہے۔ (اسی طرح) صاحبِ تاج لولاک کی نبوت و رسالت ساری نبوات و رسالات کا سرچشمہ ہے۔ پس ظاہر کہ تمام انبیاء و مرسلین کے نبوات و رسالات آپ کی رسالۃ و نبوتِ اعلیٰ کے پرتو ولمعات

۱۔ کہ سرکار، دارین و کونین کی ہر شئی کے وجود کا منشاء اور ہر فیض و جود کا منبع ہیں۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہٖ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ - مِنہُ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

ہیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔ خلاصہ یہ ہے کہ سَرورِ دُوسَرا عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ تمام انبیاء و رسلِ عِظام کے اصل، نیز ان کے حقائق کا اصل جامع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے کمال کمالات انبیاء و رسلِ کرام کا اصل جامع ہیں اور مولوی قدس سرہ نے اس بیت سے یہی مفہوم لیا اور اس سے اسی مضمون کا افادہ کیا ہے۔

پھر مولنٰا بحرالعلوم قدس سرہ دفتر دوم مثنوی شریف صفحہ ۸۳ میں فرماتے ہیں۔

"اگرچہ خالق تمام خلق حق است لیکن افاضہ از حق بتوسط باطنِ انسانِ کامل میرسد خلق را" یعنی اگرچہ خالقِ عالم حق جَلَّ مَجْدُہٗ ہی ہے پر حق جل مجدہ سے خلق کو فیض انسان کامل کے واسطے سے پہنچتا ہے"۔

خَاتَمُ فَصِّ الْوِلَایَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ سَیِّدِیْ الشَّیْخُ الْاَکْبَرُ بْنُ عَرَبِی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی آیۂ کریمہ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا۔ وَلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ سورۂ نحل آیت ۱۲۰ پارہ ۱۴ کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قَدْ مَرَّ اَنَّ کُلَّ نَبِیٍّ یُبْعَثُ فِیْ قَوْمٍ یَّکُوْنُ کَمَالُہٗ شَامِلًا لِّجَمِیْعِ کَمَالَاتِ اُمَّتِہٖ وَ غَایَۃً لَا یُمْکِنُ لِاُمَّتِہِ الْوُصُوْلُ اِلٰی رُتْبَۃٍ اِلَّا وَھِیَ دُوْنَہٗ فَھُوَ مَجْمُوْعُ کَمَالَاتِ قَوْمِہٖ وَلَا یَصِلُ اِلَیْھِمُ الْکَمَالُ فِیْ صِفَۃٍ مِّنْ صِفَاتِ الْخَیْرِ وَالسَّعَادَۃِ اِلَّا بِوَاسِطَتِہٖ بَلْ وُجُوْدَاتُھُمْ فَائِضَۃٌ مِّنْ وُّجُوْدِہٖ۔ فَھُوَ وَحْدَہٗ اُمَّۃٌ لِاِجْتِمَاعِھِمْ بِالْحَقِیْقَۃِ فِیْ ذَاتِہٖ وَلِھٰذَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَوْ وُزِنْتُ بِاُمَّتِیْ لَرَجَحْتُ بِھِمْ۔ دیکھو صفحہ ۳۶۵ جلد ۱ تفسیر الشیخ الاکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

یعنی پہلے گزر چکا ہے کہ ہر وہ نبی جو کسی قوم کی جانب مبعوث ہوا ہو (یہ ضرور ہے) کہ اس نبی کا کمال اس کی قوم کے سارے کمالات کو شامل رہے گا۔ کہ وہ نبی کمالات کے اس نقطۂ عروج پر فائز رہتا ہے۔ کہ جس نقطۂ عروج تک اس قوم کی پہنچ اور رسائی ممکن ہی نہیں ہوتی خواہ وہ قوم یا افراد کتنے ہی بڑے مقام پر فائز کیوں نہ ہو۔ بلکہ اس

قوم کو جو بھی رتبہ ملا یا ملے وہ رتبہ و مرتبہ نبی کے رتبہ سے کم ہی رہے گا۔ پس وہ (نبی) اپنی قوم کے کَمالاتْ کا مَرکَزْ و مجموع رہتا ہے اور انہیں صِفاتِ خیر و سعادت میں سے کسی بھی رنگ و صفت میں کمال نہیں حاصل ہوتا مگر اس نبی کے واسطے سے، بلکہ اس قوم کے وجودات نبی کے وجود کے فیض اور جُودْ ہوا کرتے ہیں کہ نبی کے وُجُودْ کے طُفَیلْ وہ موجود ہیں، پس وہ نبی اکیلے قوم ہیں کیونکہ حقیقت میں پوری قوم نبی کی ذاتِ سُتُودَہْ صِفاتْ میں اکٹھی ہے اور اسی لئے سَرْوَرِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّناءُ نے فرمایا کہ پوری امت کے مقابل میں تولا جاؤں تو ضرور ضرور ان سب سے میں بھاری رہوں گا۔

پس آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ سَرْکَارِ دارین مَالِکِ کَوْنَیْنْ، کَوْنَیْنْ کے ہر شی کے وجود کا منشاء اور ہر ہر فیض اور ہر ہر جُودْ کا مَنْبَعْ ہیں۔ کیا خوب فرمایا رسیدہ عاشق نے۔

مَالِکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دُو جہان کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

فَهٰذَا مَاكَانَ يُرِيدُ الْفَقِيرُ هٰذَا۔ اَيْ اَبُوالْفَتْحِ مُحَمَّدٌ نَصْرُاللّٰه خان بْنُ خوش كِيارْ خَانَ السَّرْرُوضَوِيُّ نصرهُ(۱) اللّٰهُ الْمُقِيتُ الْقَوِيُّ۔

---

(۱) وَجَعَلَهُ مُسْتَفِيْداً وَّمُسْتَفِيضاً مِّنْ فَيْضِ حَبِيْبِهِ الْاَجْوَدِ الْوَفِيِّ وَلَنِعْمَ مَاقَالَ الْعَلَّامَةُ الْجَامِيُّ قُدِّسَ سِرُّهُ السَّامِيُّ۔

مُحَمَّدْ	جُودِ	زِبَحْرِ	حَبَابِیْ	هَسْتْ	مُحَمَّدْ	سُجُودِ	شُدْپِی	خم	که	چَرْخْ
مُحَمَّدْ	دُرُودِ	اَز	بِہ	سُرُودِے	نیست	صَفَارَا	بَزْمِ	سَرَای	دُسْتَانْ	مُطْرِبِ
مُحَمَّدْ	حَسُودْ	تَنِ	بَادَا	سُوخْتَہ	تَبَّتْ	تَبِ	آتِشِ	زِ	آسَا	بُولَہَبْ
مُحَمَّدْ	فرود	بود	رِفْعَتْ	باہمہ	مَلَائِکْ	مقربان		قَدْرِ		پایۂ
وَاٰلِہٖ	النَّبِیِّ	عَلَی	اِلٰہِیْ	صَلِّ	کَمَالِہٖ	بِنَعْتِ	یَفِیْ	کَلَامِیْ		لَیْسَ

علامہ جامی قدس سرہ

مُسَلَّمہ اُصُولِی فقہی ضَابِطَہ

اے عزیزِ جان! جان کہ یہ امر واضح و جلی ہے کہ قرآنِ پاک کلام الٰہی ہے، ازلی و ابدی ہے، نیز یہ کہ ابتداءِ تخلیق سے لے کر منتہائے تخلیق اَعْنِیْ بہ قیامت سے پہلے و قیامت کے بعد تک تمام حالات و واقعات اور ان کے احکام و آثار بطور اجمال قرآن پاک میں مذبور و مذکور ہیں۔ نیز یہ کہ نبوی احادیث شریفہ قرآن پاک کی بلاغت، براعت اور فصاحت کا صاف اور شفاف آئینہ اور قرآن پاک کی تفصیل ہیں جن میں تمام احوال و اہوال سارے وقائع و حوادث احکام و آثار تفصیل وار آشکارا و نمودار ہیں نیز یہ کہ نبوی احادیث کے لئے قرآن پاک ہی ایسا پاک، صاف و شفاف بے نظیر آئینہ ہے جس میں احادیثِ نبویہ کی فصاحت، براعت و بلاغت واضح طور پر روشن و ہویدا ہے کیونکہ قرآن و حدیث دونوں وحی الٰہی ہیں کہ حدیث نبوی بھی وحی الٰہی پر ہی مبنی ہے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰي اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰي کہ سرکارِ دُوسَرا عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ نہیں بولتے خواہش نفسانی سے وہ جو بولتے وہ سب ہی صرف اور صرف وحی ہے جو ان کو کی جاتی ہے۔ اور اِمام بخاری رَحِمَہُ اللّٰہُ الْبَارِیْ نے اپنی مختصر و مشہور جامع میں حدیثِ نبوی روایت کی ہے جس میں ارشادِ نبوی ہے کہ وَلِيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰي لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَاشَآءَ۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہے اسے اپنے اس خاص نبی کی زبان انور سے ظاہر و اداء فرمادیتا ہے۔ دیکھو بخاری جلد دوم صفحہ ۸۹۰ پارہ ۲۴ کی آخری سطر۔

پس ایمانی اَصُول میں سے ایک اَصْلِ مُسَلَّمْ و اَہَم یہ ہے کہ ہر قرآنی آیتِ کریمہ و ہر حدیثِ نبوی کا ترجمہ ”خواہ کسی زمانہ سے متعلق ہو جس سے حکم یا حال کا انکشاف درکار ہو“ اس طرح ہونا چاہیئے جس سے کسی دیگر آیتِ کریمہ یا حدیثِ پاکیزہ

کے منشاء و اقتضاء میں فرق نہ آنے پائے اور تضاد و تناقض پیدا نہ ہو جائے اور اگر ایسا ہوا تو ترجمہ خود بخود باطل و بے محل و غلط ہو جائے گا۔ کیونکہ وحی الٰہی تناقض و تضاد سے پاک و مُبرّاء ہے کہ تضاد و تناقض عیب و نقص ہے کلامِ الٰہی اور کلامِ نبوی عیب و نقصان سے پاک و مُنزَّہ ہیں اس پر اجماع ہے (۱) فَوَاتِحُ الرَّحمُوتِ شرح مُسَلَّمُ الثُّبُوتِ میں ہے۔ لِاَنَّ مَا یُنَافِي الْوُجُوبَ الذَّاتِيَّ کَیْفًا کَانَ اَوْفِعْلًا مِنْ جُمْلَۃِ النَّقْصِ فِي حَقِّ الْبَارِيِّ وَمِنَ الْاِسْتِحَالَاتِ الْعَقْلِیَّۃِ عَلَیْہِ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰي صفحہ ۲۴ نولکشور جلد اول اور صفحہ ۴۶ مطبع بولاق مصر یعنی جو بھی وُجُوبِ ذاتی کے منافی ہوں کیف ہو یا فعل اللہ تعالیٰ کے حق میں از قبیل نقص ہیں اور نقص اللہ پر استحالات عقلیہ میں سے ہے۔ اور کلامِ نبوی اس لئے کہ یہ وحی الٰہی پر مبنی (۲) ہے، حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی قرآنی آیت کا منشاء یا مقتضیٰ جب بھی دیکھا جائے اس کی اس منشاء و مقتضیٰ میں الٰہی کلام بلاغت نظام کے تمام کے تمام دیگر آیات بَیِّنَات متحد و مشارک ہیں اسی طرح جس حدیث نبوی کا جو مُقْتَضٰی حال ہو خواہ کسی بھی زمانہ سے متعلق ہو۔ اس زمانے کے اس مقتضیٰ حال میں تمام فرقانی آیاتِ بَیِّنَات مشارک و متحد ہیں خلاصہ یہ کہ قرآنی آیات بینہ و احادیث شریفہ سب ہی یا تو وحی الٰہی ہیں اور یا وحی الٰہی پر مبنی

۱۔ اس لئے کہ جو بھی وجوب ذاتی کا منافی ہو وہ نقص ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات واجبہ ہے تو نقص ذات الٰہیہ کا منافی رہا پس نقص کا ذاتِ واجبہ کے ساتھ اجتماع محال رہا ہے کہ ہر ایک دوسرے کا نقیض ہے اور نقیضین کا اجتماع محال ہے، ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰي۔

۲۔ وَجَبَ صِدْقُہٗ صَلَّي اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَاِمْتِنَاعُ کِذْبِہٖ۔ صفحہ ۵۵ جلد ۲ فَوَاتِحُ الرَّحمُوتِ۔ ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ

ہیں جو حدیث شریف ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں اسی لئے بظاہر اگر کوئی تناقض و تباین ظاہر ہورہا ہو محققین علماء ان کی تطبیق کے وجوہات تلاش کررہے ہوتے ہیں ان کی تحقیق کے درپے ہوتے رہے ہیں۔ اور جو امر مُحَدِّث و مُفَسِّر کے لئے ضروری و اہم ہے وہ یہ کہ وہ آیات و احادیث شریفہ کے اِقتضا و مُقْتَضٰی معلوم کرے وقت و حال کا حکم جو مطلوب ہو اقتضاء نصّ پر پرکھے نصّ قرآنی و نبوی کو ہی کسوٹی جان کر مان لے و بس۔ پس حاصل یہ کہ ترجمہ جو بھی ہو اگر وہ قرآنی آیات و اَحَادِیْثِ نبویہ عَلٰی قَائِلِہَا اَلْفُ اَلْفِ التَّحِیَّۃُ کے مَنْشَاء و مقتضی کے خلاف نہیں تو وہ ترجمہ حق ہے درست و مراد ہے اس حال و مآل کا اِثباتِ حکم اسی طرح ترجمہ میں دائر و مقصور اور وہ ترجمہ اسی حال و مآل کے اثباتِ حکم میں مُثْبَتْ و راسخ ہے پر ہر زمانے کے لئے وہی ترجمہ کافی نہیں نہ ہی مرادِ آیت و حدیث اسی ترجمہ میں محصور بلکہ تبدیل حالات و ازمنہ کے تغیر کے ساتھ ساتھ احکام حالات و ازمنہ نیز تبدیل ہوتے رہیں گے کیونکہ احکام علل و اسباب کے ساتھ ساتھ گھومتے رہتے ہیں علت ہو تو حکم ہے علت نہیں تو وہ حکم نہیں نص قرآنی و نص نبوی کی تفسیر و تاویل دونوں کو ترجمہ شامل رہے۔ تاویلات حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں حالات کو قرار نہیں اس لئے ترجمے بھی ہوتے بدلتے رہیں گے ہر ترجمہ حال و زمان کے موافق رہے گا۔ مگر شرط وہی ہے کہ منشاء آیات و مقتضی احادیث میں ترجمہ اختلاف نہ دیکھائے ورنہ وہ ترجمہ خود بخود باطل قرار پائے گا۔ صحت ترجمہ کی دلیل و نشانی یہی ہے کہ وہ منشاء نصوص پر منطبق ہو وبس۔ حضرت سیدّنا الشیخ الاکبر قدس اللہ سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں۔ وَاَمَّا التَّاوِیْلُ فَلَا یَبْقِي وَلَا یَذَرُ فَاِنَّہٗ یَخْتَلِفُ بِحَسَبِ اَحْوَالِ الْمُسْتَمِعِ وَاَوْقَاتِہٖ فِي مَرَاتِبِ سُلُوْکِہٖ وَتَفَاوُتِ دَرَجَاتِہٖ وَکُلَّمَا تَرَقّٰي عَنْ مَّقَامِہٖ انْفَتَحَ لَہٗ بَابُ فَہْمٍ جَدِیْدٍ وَاطَّلَعَ بِہٖ عَلٰي

لَطِیفِ مَعْنًی عَتِیدٍ۔ دیکھو دیباچہ و خطبہ تفسیر الشیخ الاکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یعنی اور رہی تَاوِیلِ نصوص پس وہ ہمیشہ کے لئے باقی نہیں رہتی بلکہ وہ تو غور سے سننے اور کان دھرنے والے سالک کے مَرَاتِبِ سلوک یا تفاوت دَرَجَاتْ کے لئے جو اَحْوَالُ وَ اَوْقَاتْ درکار ہوں ان احوال و اوقات کے اِعْتِبَارْ سے بدلتی رہتی پھر جب کبھی اس مَقَامْ سے سالک کو تَرَقّی ہوئی اس پر فَہْمُ وَ سمجھ کا ایک نَیَا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس کو نئے انوکھے لطیف معنی (۱) کا پتا حاصل ہو جاتا ہے۔

---

(۱) مَذْکُورَہ مَعَانِی تَاوِیلَاتْ ہوتے، اِشَارَاتْ کہلاتے ہیں اور یہ مراد و معتبر بھی ہوتے ہیں دیکھو صفحہ ۳۰ صفحہ ۱۶۸ دفتر سوم و صفحہ ۵۷ دفتر پنجم شرح مثنوی بَحْرُ الْعُلُوْمْ۔ اور سَارِکِیْنْ اَہْلُ اللّٰہ ہوتے جو قول و عمل میں حال و سیرت و عقیدہ میں سَیِّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے ہی پیرو ہو رہتے ہیں تو ان کے بَاطِنُ وَ سِرّ، قَلْبُ وَ نفس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے باطن، سرّ قلب و نفس کے ساتھ مناسب ہو جاتے ہیں اور ہر مُتَابِعْ کو بقدر نَصِیبِ مُتَابعت محبتِ الٰہیہ میسّر ہو جاتی ہے اور اس پر اللہ اپنی محبت کا اِلْقَاء اس طور پر کرتا ہے کہ اپنی اس محبت کا نور متابع کی جانب فَیَّاضِ دوعالَمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی ہی روح کے باطن سے ساری کردیتا ہے کہ وہی ہیں محبتِ الٰہیہ کا مَظْہَرِ اَتَمّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پس وہ مُتَابِعُ اللّٰہ کا محبوب و محبّ بن جاتا ہے۔ (مستفاد من صفحہ ۱۰۸ ت۔ خ)

اور تَجَلِّیَاتِ اِلٰہِیَّہ اس پر وارد ہو جاتے ہیں تو فُرْقَانْ کے اَسْرَارُ وَ مَعَانِی اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں جن کی طرف سَیِّدُنَا عَلِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا اِشَارَہْ یوں ہوا ہے۔

لَوْتَکَلَّمَ فِی الْفَاتِحَۃِ مِنَ الْقُرْآن لَحُمِلَ مِنْہَا سَبْعِیْنَ وِقْرًا یعنی (میرے سینے میں قرآن کے اتنے علوم ہیں کہ) اگر فاتحہ قرآن کا بیان کردوں تو ان سے ستر (۷۰) اونٹ بار کرلئے جائیں گے۔ وَیَضْرِبُ اِلٰی صَدْرِہٖ وَیَتَنَہَّدُ اَنَّ ھٰہُنَا لعلوماً جَمَّۃً لَوْ وَجَدْتُ لَھَا حَمَلَۃً اور ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے اور بَقَسَمْ کہتے تھے کہ یہاں بے شمار علوم ہیں کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان کے لئے اچھے قابلین پالیتا۔ صفحہ ۲۸۰ صفحہ ۲۰۰ ج ۱۔ ف۔ م

حقیقتِ محمّدیّہ کی حقیقت

یہ حقیقت ہے کہ حقیقتِ محمّدیّہ علیٰ صاحبہا الفُ الفُ التّحیّۃ وجُودِ باری تعالیٰ (جو حقیقتِ مُطلقہ ہے) کے اس رُخ کا نام ہے جو مرتبۂ تفصیل میں روشن ہے اس کی توضیح یوں ہے کہ وُجُودِ باریٰ تعالیٰ کے دو رخ ہیں ایک اِجمالِ صِرف جو وجود مطلق ہے اور وہ ہے۔ هُوَ وَحدَهٗ لاشَرِيكَ لَهٗ فِي الوُجُودِ۔ اور ایک اس اجمال کی تفصیل ہے جو مَظاہرُ و تعیُّنات کے جلوُوں میں روشن ہے ان تمام مَظاہرُ و مَجالِی یا تعیُّنات کا مَرکزِ اَعلیٰ اور مَظہرِ اَتمّ و اَعظم رُوح مُحمّدی ہے صَلوَاتُ اللہِ وَ سَلامُہٗ عَلَیہِ جو در حقیقت حضرتِ واحِدی اَحدِی کی ایسی صورت ہے جو تمام کمالاتِ اِلٰہیّہ اور کیانیّہ کو جامع ہے اور یہ ہی رُوح پر فتوح محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَ سَلَّمَ اِعتدالات کے سارے مراتب کی مِیزان کا واضع ہے اعتدالات خواہ مَلکی ہوں یا اِنسانی یا حَیوانی فِی الحَقِیقت عالَمُ و عالَمیان اسی روح پر فتوح کے اجزاء و تفاصیل ہیں آدم و ادمیان سب کے سب آپ ہی کے مستحق تکمیل ہیں اور یہی وہ نکتہ ہے جس کی جانب سَیّدِ کائنات صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَالِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ نے اشارہ فرمایا کہ اَنَا سَیِّدُ وُلدِ اٰدَمَ، وَمَنْ دُونَهٗ تحتَ لِوَآئِي اور اِعلاناً اِعلان فرمادیا کہ آدمُ فَمَنْ دُونَهٗ تَحتَ لِوَآئِي (۱) جس کے معنی ہیں میں ہوں آدمُ و مَن سوا کا آقا و حاجت روا میں ہوں ان سب کا سَیّد اور مشکل کشا کہ سب کے سب میرے ہی جھنڈے تلے رہیں گے۔ اِمامِ ہُمامِ اَعلیٰ حضرتُ احمدُ رِضا خانُ بریلوی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامِی نے اس مطلب کو یوں قلمبند فرمادیا ہے۔

---

(۱) صفحہ ۸۸ ج ۲ فتوحات مکیہ شریفہ

جس کے زیرِ لِواء آدمؑ و مَن سِویٰ

اس سزائے سِیادت پہ لاکھوں سلام

اس توضیح کی تنقیح یہ ہے کہ خود حضرتِ حق سُبحانَہٗ وَ تعالیٰ تو بذاتِ خود عالَم و عالمیان سے مُستَغنی و لاپرواہ ہے پر اس کے نامُتناہی اَسماء میں سے ہر اِسم مَظہر یا مَظاہر کے طالِب و مُقتَضِی ہیں کیونکہ مَظاہر کے بغیر اَسماء کے ظہور نہں ہوتا پس مظاہر ان اسماء الٰہیہ کے آثار سے اثر پذیر (۱) ہوتے ہیں اور مُوجِد ذاتِ حَق کا مُشاہدہ ان ہی اسماء الٰہیہ کے جلوؤں میں کرتا ہے۔ مَثلاً اَلرَّحمٰنُ - اَلرَّزَّاقُ - اَلقَهَّارُ کہ ہر ایک اسم الٰہی ہے جس کا ظہور اپنے اپنے مظاہر میں ہوتا رہتا ہے۔ مظاہر کے بغیر ان اَسماءِ الٰہیہ کا ظہور ممکن نہیں۔ رزاق کا ظہور مرزوق کے ظہور سے ہو گا۔ راحم کا ظہور مرحوم کے ظہور سے اور اسی طرح قاہر کا ظہور مقہور کے ظہور سے ہو گا کہ جب تک خارج میں راحم و مرحوم نہ ہو پائیں۔ رحمانیت کا ظہور ناممکن رہے گا رازق و مرزوق نہ ہوں گے تو رزاقیت کا ظہور ممکن نہ رہے گا۔ عَلیٰ ھٰذَا الْقِیاس

خارج میں قاہر و مقہور نہیں تو قہاریت کا ظہور نہ ہو گا۔ نتیجہ یہ رہا تھا کہ اسماء الٰہیہ کی ہی طلب نے جُزئیاتُ و مَظاہر کو وجود بخشا کہ یہی طَلَب و اِقتِضاءِ مَوجُوداتِ جزئیہ کے اِظہار کا سبب رہی و بس خلاصہ یہ کہ موجوداتِ عالم و عالمیان کی ہر ہر جزئی اپنی اپنی قُوّتِ قابِلیَّت کے مُطابِق اَسماءِ حقّہ اِلٰہِیَّہ کے جلوؤں کے مَظہر رہی۔ اور اس کے ساتھ یہ ضرور جاننا چاہیئے کہ اَسماءِ حقّہ اِلٰہِیّہ سارے کے سارے اِسمِ ذَات کے حِیطہ کے اندر ہے جو اَللّٰہُ ہے یہ اِسمِ ذَات سب اَسماءِ حقّہ کا جامع اور سب پر مُحیط اور سب کا

گو مَظاہر خود اَسماءِ اِلٰہِیَّہ کے آثار ہیں۔ ۱۲ مِنہ نَصرہ اللّٰہ تعالیٰ۔

اِحاطہ کیا ہوا ہے۔ اسی اِسمِ ذات نے اِیجادِ مَوجُودات سے پہلے چاہا کہ ایک ایسا جامِع مَظہر پیدا کرے جواز راہِ جامِعیّت اِسمِ ذات کے ساتھ کلی مُناسبت رکھے تاکہ وہ مَظہرِ اَتم ایسا اَکمل ہو رہے کہ آئندہ مَوجُود ہونے والے تمام مَخلوقِ اِلٰہی کے لئے کمالات بخشی اور فیضِ ربّانی میں خَلِیفَۃُ اللّٰہِ الاَعظَم رہے(۱) اور پوری خدائی کا شہنشاہ رہے یہی ہے وہ رُوحِ پُرفتوحِ مُحمّدیؐ جس کی ترجمانی حَدیثِ نبوی۔ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ رُوحِي اَو نُورِي کرتی ہے۔

یعنی میری رُوحِ پرفتوح ہی اَوّلِ مَخلوق ہے یا یہ کہ میرا ہی نُور سَرَاپا سُرورِ اَوّلِ مَخلوق ہے۔ اور یہی رُوحِ پُرفتوحِ مُحمّدیؐ ہی حَضرتِ حَقِیقَۃُ الحَقَائِق جَلَّ مَجدُہٗ کی ساری مَخلوق و خلائق کا اَصلِ مَنشَاء اور ساری خدائی کا مَرجعِ مَبداء رہی ہے اور یہی وہ نُور ہے جس کو حَقِیقتِ مُحَمَّدِیَّہ کہتے ہیں عَلَیہَا وَعَلیٰ صَاحِبِہَا اَلفُ اَلفِ التَّحِیَّۃ۔ کسی عارِف نے اسی حَقِیقت کی تعبیر میں کلماتِ مُندرِجہٗ ذیل قلمبند کئے ہیں۔

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظُہور ہے
ہر گل میں ہر شَجَر میں مُحَمَّدؐ کا نُور ہے

---

(۱) اِی بُردہ زِ آفتاب بوجہِ حُسنِ تو سَبَق — قُرصِ قَمَر بمُعجِزِ حُسنِ تو گشتہ شَق
دَر بزمِ اِحتِشَام تو سیّارہ ہفت جام — وَز مَطبَخِ نَوالِ تو اَفلاک نُہ طَبَق
بر ہر کہ تافت پرتوِ اَنوارِ مہرِ تو — شُد سُرخروئی درہمہ آفاق چون شَفَق
جِسمت نَداشت سَایہ وَالحَق چُنین سَزَد — زیرا کہ بُود جَوہرِ پاکت زِ نُورِ حَق
بَر دفترِ جمالِ تو توریت یک رَقَم — وَز مُصحَفِ کَمالِ تو اِنجیل یک وَرَق
جامِی کُجاست نعتِ تو اَمّا بکِلکِ شَوق — بَر لوحِ صِدق زَد رَقمِی کَیفَ مَا اتَّفَق
لَیسَ کَلَامِی یَفِی بِنَعتِ کَمَالِہٖ — صَلِّ اِلٰہِی عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ
عَلّامہ جامی قدس سرہ

رُوحِ مُحَمَّدِی حقّ و خلق کے درمیان برزخ ہے

جان لے کہ خالقِ جَلَّ مجدہ اور مخلوق کے درمیان رُوحِ مُحَمَّدِی ہی برزخ ہے۔ یہ برزخیت بعینہٖ اس خطِ فاصل کی مانند ہے جو شمس و سایہ کے درمیان میں ہوتا ہے جس کے اتّصاف کے دو پہلو ہیں ایک لحاظ سے وہ خطِ فاصل شمس ہی ہے اور دوسری جہت سے وہ خط سایہ بھی ہے۔ کیونکہ اس حدّ پر شمس و سایہ دونوں ملتے ہیں اگر اس خط پر دونوں کا مِلان نہ ہو تو شمس سایہ سے جدا رہے گا اور سایہ شمس سے حالانکہ اس مقام یا اُس حدّ پر تیسری چیز ٹِک نہیں سکتی۔ بلکہ ماننا پڑے گا کہ وہ خط نہ تو شمس سے جدا ہے نہ ہی سایہ سے الگ و وراء اسی طرح رُوحِ مُحَمَّدِی اُدھر حقّ سے واصِل اِدھر مخلوق میں شامِل ہے کہ حقّ سے فیوض و کمالات مخلوق تک آپ ہی کے توسّط سے پہنچتے ہیں کسی عارف نے خوب فرمایا۔

اُدھر اللہ سے واصِل اِدھر مخلوق میں شامِل
خواص اس برزخِ کبرا میں ہے حرفِ مشدّد کا

حرفِ مشدّد سے مُراد اِسمِ مُحَمَّد صَلَّی اللہُ عَلَیہٖ وَاٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّم کا میم ہے (۱) جو حاء اور دال کے درمیان میں برزخ کی حیثیت رکھتا ہے۔

---

(۱) وَاستَعِین مُحَمَّدً اِبمِیمِہٖ وَدَالِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیہٖ وَسَلَّمَ

ماہ بُود عکسی از جمالِ مُحَمَّد مُشکِ شمیمی زِ زُلف و حالِ مُحَمَّد
در چمنِ فاستقم قدم ننہادہ سَروِ روانی باعتدالِ مُحَمَّد
حرفِ شناسانِ نقشِ کِلکِ قِدَم را صد مدد آمد زِمیم و دالِ مُحَمَّد
چند نشینی درین سراچۂ ظلمت محتجب از نیّرِ کمالِ مُحَمَّد
روزنہ بِکشا کہ تافت برہمہ عالم پرتوِ خورشید بی زوالِ مُحَمَّد
دست بدامانِ آل زن کہ نباشد جز بمُحَمَّد مآلِ آلِ مُحَمَّد
علاّمہ جامی قدّس سرّہ

سَیِّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اِیجادِ عالم اور اس کی بقاء کے لئے مقصود و غایت و مطلوب ہیں اور آپ ہی حقیقتاً انسانِ کامل ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ خالقِ عالم نے اِیجادِ عالم اور اس کی بقاء کے واسطے اصلِ مقصود اور غایتِ مطلوب انسان کامل ہی کو عین ٹھہرالیا ہے اس کی مثال خود ہر ہر فرد انسان میں موجود و مشہود ہے کہ اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ نے انسانی جسدِ خاکی کا تسویہ فرمادیا ہے اس سے اصل مقصود اس کا نفسِ ناطقہ ہی رہا ہے و بس۔ نیز اس مُسَوّٰی جسدِ خاکیٔ اِنسان میں جسمانی طبعی مزاج بنادیا ہے اس مزاج کی تخلیق و تودیع سے غایتِ مراد اور اصل ملاک مزاج کی تعدیل رہی ہے پس تخلیق کائنات کا اصل مقصود اور ایجاد خلائق کا اصل مقصد و بُوُدِ خالقِ خلائق کے نورِ شہود کے تعینات تھے جس کا آئینہ و مِرآت انسان کامل کا ہی دلِ پاک رہا ہے نیز اس تخلیق کا اصل دراک اللہ تعالیٰ کے ظہور وجود کے تنوعات رہے ہیں جن کے پانے کے لئے انسان کامل کا ہی فہم دراک ہے جس کو ان تنوعات کے لئے آئینہ شفاف قرار دے دیا ہے۔ اور وہ یوں کہ جب انسان کونی اور بشری صفات سے مجرد ہوا اور ربانی حقانی صفات سے متصف ہوا نیز اخلاق الٰہیہ سے مُتَخَلَّق ہو گیا۔ پس اس کی بینائی و بصیرت نورِ وحدت کے سرمہ سے سرمگین ہو گئی۔ پس وہ تمام مجالی اور سارے مظاہر میں اپنے تمام قوی و مشاعر کے ساتھ جمال حق کا مشاہدہ کرتا رہا ہے۔ اور اپنے تمام قوی و مشاعر سے حق اور وجودِ مطلق کا ادراک کرتا رہا ہے کہ درحقیقت انسانِ کامل کی ہی دانش وجود مطلق (۱) کا وہ جود ہے جو درخت آفرینش کا

اصل پھل و اصل ثمرہ رہا ہے حدیثِ نبوی کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ[1] نے فرمایا۔ کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (۲) پس عالَمِ حس میں اگرچہ عالم و دوران افلاک کا قیام و ثبوت اول رہا تھا پر مَعْنًی وَّ حُکْمًا انسان کامل ہی عالم و افلاک سے مقدم و اقدم رہا ہے کہ ایجادِ عالم سے اصل مقصود کمال پیدائی رہا تھا اور کمال پیدائی اجمال و تفصیل میں ایک ایسی حقیقت کے ظہور پر موقوف تھا جس کی ذات و مِصداق جامع و حاوی ہو۔ پس وہ ذات اور وہ مصداق مَوْقُوْفُ عَلَیْہِ رہا تھا اور ہمیشہ موقوف علیہ کا رتبہ موقوف کے رتبہ سے اَقْدَمْ ہورہتا ہے وجود میں بھی علم و تصور میں بھی اسی حقیقت جامعہ کی ذات و مصداق سَرْوَرِ دُوْسَرا عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ ہی رہے ہیں۔

جناب جَلِیْلُ الْقَدْرِ صَحَابِیْ سَیِّدُنَا عَبْدُاللہِ بْنُ عَبَّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مَرْوِی ہے کہ حضرت جِبْرِیْلِ اَمِیْن عَلَیْہِ السَّلَامُ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا آخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ظَاہِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَاطِنُ۔ (۳) یعنی سلام ہو آپ پر اے اول سلام ہو آپ پر

۱۔ اَعْنِیْ بِہٖ اَللہُ تَعَالٰی ۱۲ مِنْہُ۔

۲۔ یعنی میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا پس چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے وہ مخلوق پیدا کی جس کی پیدائش کا میرا ارادہ تھا۔ ۱۲ مِنْہُ غُفِرَلَہٗ

۳۔ یہ حدیث شریف مولانا فاضل علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی شرح لِلشِّفَاء میں علامہ تلمسانی سے مروی و مذکور ہے صفحہ ۲۲۵ امتناع النظیر مولانا فضل حق الخیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر۔ ۱۲ مِنْہُ غُفِرَلَہٗ

اے آخر سلام ہو آپ پر اے ظاہر سلام ہو آپ پر اے باطن۔ جبریل امین کا ان القاب سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم کو یاد کرنا یا پکارنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا کہ فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صَلَی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کو ان القاب سے مُلَقَّب فرمادینا اس بات کی برہان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پوری کائنات کا اِحاطہ عطا فرما کر ساری کائنات کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حیطہ میں دے دیا اور ساری خلائق کو فیض آپ سے ہی ملتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ انسانِ کامل وہ کُلّیِ علی الاطلاق ہے جو قدیم اور حادث تمام موجودات کے لئے قابل رہی ہے اور یہی انسانِ کامل، قدیم (۱) سے واصل اور حادث (۲) میں شامل ہے انسان کامل ہی وہ کُل ہے جس کے تمام کائنات اجزاء ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ اجزاء کی کمی سے کُل کی کمی لازم ہوتی ہے پر کائنات کی کمی سے انسان کامل کی کمی لازم نہیں آتی کیونکہ کائنات انسان کامل کے رَشْحَات ہیں جیسے بدن کا پسینا جس کے نکلنے سے انسان کے بدن میں اجزاء کی کمی لازم نہیں آتی یہ بھی یاد رکھنے کو ہے کہ انسان کے ماسواء موجودات میں سے کوئی بھی موجود تمام موجودات کے لئے قابل نہیں کیونکہ عالم کے اجزاء میں سے کوئی جزء اُلُوہِیَّۃ کے لئے قابل و حامل نہیں اور اِلٰہُ الْعَالَمِیْن جو ہمہ وجود ہے عُبُودِیَّۃ کے لئے قابل نہیں بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ عالم سارے کے سارے عبد ہی رہے ہیں اور حقّ سُبْحَانَہٗ

۱۔ اَعْنِي بِہٖ اَللّٰہُ تَعَالیٰ سے۔ ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ۔

۲۔ اَعْنِي بِہٖ مخلوق میں ۔ ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ

وَ تعَالیٰ واحد و احد و صمد ہے اور یہ بھی روز روشن سے زیادہ روشن ہے کہ جو اوصاف اُلُوہِیَّۃِ اِلٰہیِ کے منافی و مناقض ہوں ان اوصاف سے اللہ تعالیٰ کا اِتِّصَاف جوازاً ناممکن ہے۔ اسی طرح جو اتصاف ایسا ہو جس کے اوصاف عُبُودِیَّۃ کے مناقض و منافی ہو وہ اتصاف عالم کے لئے جوازاً محال ہے اس لئے کہ عالم کے سارے اوصاف حادث ہیں اور عالم سارے کے سارے عِبَادُاللہ ہیں اور عبودیۃ ہی ان کا شیوہ رہی ہے مگر انسانِ کامل نہ یہ ہے نہ وہ بلکہ اس میں دو ایسی کامل نسبتیں ہیں جن میں سے ایک نسبت سے تو انسان کامل حضرت الوہیۃ (۱) میں داخل ہوتا اور قرب خاص پر فائز ہوجاتا ہے اور دوسری وہ جس سے وہ حضرت کِیَانِیَّۃ میں شامل ہوجاتا ہے اور قرب خاص پر فائز ہو جاتا پس انسانِ کامل چونکہ خود بذات خود مربوب رِب ہے اور عبادت الھیہ پر مُکَلَّف ہے اس جہت سے سراپا عبد ہی ہے اور جب کہ وہ خلیفہ رَبُّ الْاَرْبَابُ ہے کہ مِنْ حَیْثُ الصُّوْرَۃِ احسن التقویم (۲) کا مصداق صداق ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ اَلْحَدِیْثُ رَوَاہُ مُسْلِمُ کہ آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر بنایا جو درحقیقت انسانِ کامل اپنی شان کے لائق اپنے باطن میں تمام اسماء و صفات الھیہ سے متصف ہوا ہے اس کے ظاہر چونکہ بشر ہے پس اس کا ظاہر تمام اکوان و عوالم کے صفات سے نیز تمام حقائق کونیہ کو جامع رہا اور تمام عوالم آپ ہی کے فیض کے رَشْحَاتُ ہیں اس لحاظ سے انسان کامل رب (۳) ہے اور وہ انسان در حقیقت آنسرور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ

۱۔ اگرچہ مقام الوہیت تک پہنچنا محال بالذات و ناممکن ہے پر حضرت الوہیت میں انسان کامل داخل ہے۔ ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللہُ تعَالیٰ۔

۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے بہتر طور پر درست بنایا ہے۔ ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللہُ

۳۔ اَعنِيْ بِہٖ پالنے والا۔

وَ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ سَلَّمَ کی ہی ذات شریفہ ہے نیز انبیاءِ کرامُ وَ اَوْلِیَآءُ اللّٰہ جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کے خلفاء ہیں اور آپ کے اخلاقِ کریمہ و جمیلہ سے مُتَخَلِّقْ ہیں بھی اس پاک و بزرگ رتبۂ عُظْمٰی سے بَہْرَہ وَرْ اور ان کو اس نعمتِ عظمٰی و صورتِ حسنہ جمیلہ سے حصہ ملا ہے۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی ذٰلِكَ وَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔ اس کا خلاصہ و زُبْدَہْ یہ رہا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے انسانِ کامل کی درستی بَوَجْہِ اَحْسَنْ کردی ہے۔ اور آپ کو اپنی پوری خدائی میں خلیفۂ اعظم گردانا ہے آپ کو عالم و عالمین کی تربیت پر مامور فرمادیا ہے اللّٰہ تعالیٰ کی تربیت نے انسان کامل کو اَعْلٰی مُرَبِّیْ بنادیا ہے تاکہ آپ عالم و عالمین کی جزئیات کی ہر ہر جزئی کی تربیت اس جزئی کی دی ہوئی استعداد کے مطابق کرسکے اور عالمین کے تمام اجزاء میں ہر ہر جزء کو اس کی استعداد کے لائق فیضان و کمالات سے نواز سکے پس بلحاظ خلافتِ عظمٰی انسان کامل ہی وہ مَظْہَرِ اَتَمْ ہے جس میں اللّٰہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات کا ظہور ہوتا ہے اور اسی اعتبار سے وہ رب ہے (۱) مگر چونکہ وہ خود مربوب رَبُّ الْاَرْبَابْ ہے اور صفتِ عبدیّۃ کے ساتھ

۱۔ جانِ برادر کلامِ عرب میں کَلِمَۂ رَبّ کا استعمال پانچ معانی میں ہوتا ہے۔ ثابت جیسے رَبَّ بِالْمَکَانِ، مصلح کہا جاتا ہے رَبَبْتُ الثَّوبَ اِذَا اَصْلَحْتُ مَافِیْہِ مِنْ خَرْقٍ وَغَیْرِہٖ، مُرَبِّیْ جیسے کہے رَبَبْتُ الصَّغِیْرَ اَرُبِّیْتُہٗ، اَلسَّیِّدْ جیسے فَمَا قَاتَلُوْا عَنْ رَبِّہِمْ وَرَبِیْبِہِمْ وَلَا اٰذَنُوْا جَارًا فَیَظْعَنُ سَالِمًا اَیْ سَیِّدِہِمْ وَاَمِیْرِہِمْ۔ اِمْرَاءُ الْقَیْسِ، اور مالک یُقَالُ رَبُّ الدَّارِ، رَبُّ الدَّابَۃِ، اَبُوْہُرَیْرَہْ (ف) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حدیث بیان فرماتے اور صِدِّیْقَہْ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ کو آواز دیتے کہتے اِسْمَعِيْ یَا رَبَّۃَ الْحُجْرَۃِ اسْمَعِيْ یَا رَبَّۃَ الْحُجْرَۃِ الحدیث صفحہ ۴۱۴ جلد ۲ مسلم شریف اور حدیثِ اَشْرَاطُ السَّاعَۃِ میں ہے اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّہَا، اُذْکُرْنِیْ عِنْدَرَبِّكَ۔ اپنے رب کے پاس (بادشاہ) میرا ذکر کرنا فَاَنْسَاہُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّہٖ۔ یوسف ۴۲،۴۱۔ ۱۲ مِنْہٗ نصرہُ اللّٰہُ

مُتَّصِف ہے۔ اور عُبُودِیَّۃ کا مَوصُوف ہے پس وہ سراپا عَبدِ رَبّ الاَربَاب ہے۔ پس ثابت ہوا کہ انسانِ کامل کو قِدَمُ وُ حُدُوُث میں کمالِ مطلق حاصل ہے۔ یہی ہے حقیقت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا اَلفُ اَلفِ التَّحِیَّۃ اسی مرتبہ میں وَحدَۃِ اِلٰہِیَّہ کی کثرت اور اس کی تفصیل واضح و روشن ہے۔ جس کی تعبیر کلمۂ توحید کا دوسرا جزء مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ نیز اسی مرتبہ میں وحدۃ الھیہ کا اجمال لائح و مستفاد ہے جو ہمہ وجودِ مطلق ہے جس کی تعبیر لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کلمہ توحید کا جزء اوّل کررہا ہے۔

اس مَبحَث کے خُلَاصے کا خُلَاصَہ اَعلٰی حضرت عَظِیمُ البَرَکَۃ اِمَام ھُمَام اَحمَد رِضَا خَان بریلوی افغانی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِیّ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

ممکن میں یہ قدرت کہاں
واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبد الٰہ
اور عالم امکان کے شاہ
برزخ ہیں یہ سِرِّ خدا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے عبدِ کامل ہیں اور عَالَم اِمکان کے شاہ ہیں عالم کا رب و مربی ہیں۔

نہ وہ خدا ہیں نہ ہی خدا سے جدا ہیں

وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ مضمونِ بالا کی تایید کے لئے مَولَانَا بَحرُ العُلُوم عَبدُ العَلِیّ

لکھنوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ کے دو حوالے نقل کرتا ہوں وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقُ۔ صفحہ ۸۵ دفتر سوم مثنوی شریف میں مولٰنا روم فرماتے ہیں۔

گفت پیغمبر شمارا ای مِہانُ
چون پدر ہستم شفیق و مہربان

یعنی جیسا کہ باپ حیات دینویہ کی تکمیل کے لئے اولاد کی پرورش کرتا ہے میں اخروی زندگی کی تکمیل کررہا ہوں اور اسی زندگی کے لئے پرورش کررہا ہوں۔

زان سبب کہ جملہ اجزاءِ مَنِیدْ
جُزْوْ را از کُلْ چرا بر مِیکَنِیدْ

یعنی اس کا سبب یہ کہ تم سب کے سب میرے اجزاء ہو پس جزء کو کل سے جدا نہ کرو۔

جزو از کل قطع شد بیکار شد
عضو از تن قطع شد مُرْدَارْ شد

جب جزو کل سے کٹ گیا وہ جزء بیکار ہو جاتا ہے جب کوئی عضو و اندام بدن و تن سے کٹ گیا پس وہ عضو مردار ہوجاتا ہے۔

تَانَہ پیْوَنْدَدْ بکُلْ بارِ دیگر
مُرْدَہْ باشد نَبْوَدَشْ از جان خبر

دوبارہ جب تک وہ کٹا ہوا عضو کل کے ساتھ متصل نہ ہو پائے اور اتصال پیدا نہ کرے مردہ ہی ہو رہتا ہے جس کو جان سے کوئی خبر نہیں رہتی۔

وَرْ بِجُنْبَدْ نیست خود اورا سَنَدْ
عضو تو بُبُرِیْدَہْ ہم جُنْبِشْ کُنَدْ

اگر وہ کٹا ہوا عضو (بظاہر) حرکت و جنبش بھی کرے پھر بھی اس کی زندگی پر کوئی سند نہیں اس لئے کہ جنبش تو کٹا ہوا عضو بھی کرتا ہے مولٰنا بَحرُالعُلُوم عَبدُالعَلِی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ان ابیات کی تشریح یوں کرتے ہیں۔

بدانکہ حقیقتِ آن سَرْوَرْ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حقيقتِ جامعه است مَرْجميع حقائق راپس ہر موجود کہ ہست ناشي است از حقيقتِ آنسَرْوَرْ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پس آن سرور صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بباطنِ خود پرورش ہمہ عالم ميكنند و ہر فيض كہ باحدي مِيرَسَدْاز باطنِ اُوصَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ميرسد پس ذاتِ شريف اوصَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَجْمَعُ الْبَحْرَيْنِ است كہ باطنِ او مُتَّصِفْ ہست بہمہ اسماء و صفاتِ اِلٰهِيَّهْ و ظاہر اوچون بشر ست جامِعِ حقائقِ كَوْنِيَّهْ و صفاتِ اَكْوَانَ سْتُ لهٰذا آنسَرْوَرْ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رحمت مرعالميان راست كہ ہرچہ در عوالم ست از رشحاتِ فيض ويست صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پس چون نسبت آن سَرْوَرْ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، بسوي ہر شخص از عالم چنين است پس بايد كہ ہر شخص متصل اوشود كہ خود را در مَحَبَّتُ وُ مُتَابعتِ او دارد و ہركہ از و منقطع شد كہ محبت او نَوْرُ زِيْدُ و مُتَّبِعِ اوبجانُ وُ دِلْ نشد پس كافرِ نعمت است اوكار خود را خراب كرد كہ تربيتِ مُرَبِّيْ را قبول نكرد ہمين است مقصودِ ابياتِ تَالِيَّهْ اين است معني وصل و قطع كہ گفتہ شد ورنہ بنظر حقائق ہمہ حقائق موصول اند وَاِلَّا بوجود نمي آمدند و باقي نمي ماند ند۔

یعنی جان کہ سَرْوَرِ دُوسَرا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حقیقت، جامع حقیقت ہے تمام حقائق کے لئے پس جو بھی موجود ہے وہ مَوْجُوْد آن سَرْوَرْ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ہی حقیقت سے پَیدَا وَ نَاشِیٔ ہے پس سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسلم باطنی طور پر سارے عالم کی تربیت و پرورش کررہے ہیں اور جس کو جو بھی فیض و کمال ملتا یا پہنچتا ہے وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہی باطن سے ملتا پہنچتا ہے پس آپ کی ذاتِ سِتُودَہ صِفَاتْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دونوں بحر کے سنگم و برزخ رہی ہے۔

آپ کا باطن تمام صفات و اَسمَاءِ اِلٰہِیَہ سے مُتَّصِف ہے اور آپ کا ظاہر چونکہ بشر ہے تو جامع ہے تمام حقائقِ کَونِیَہ اور تمام صفاتِ اَکْوَان کو، اس لئے سَرْوَرِ دُوعَالَمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تمام عَالَمِیْنْ کے لئے رحمت رہے ہیں کہ جو بھی عالم میں ہے سب کے سب آپ کے فیضِ اَقدَسْ کے رَشْحَاتْ میں سے رہے ہیں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

پس جب کہ سَرْوَرِ دُوسَرَا عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی نسبت عالم کے ہر ہر شخص کی جانب اس طرح رہی ہے تو لازم ہے کہ ہر شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مُتَّصِلْ رہے اپنے آپ کو آپ کی محبت کا دِلْدَادَہ اور آپ کی متابعت کا ذمہ دار رکھے (اسکے) برعکس جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے قطع تعلق کیا کہ آپ کی محبت کو اختیار نہ کیا اور جان و دِل سے آپ کا تابع و متبع نہ رہا پس وہ اس نعمت عظمیٰ کا منکر و کافر رہا۔ اس نے اپنا کام تباہ کرلیا کیونکہ اس نے مُرَبِّی کی تربیت قبول نہ کی اور یہی ہے آنے والے دیگر ابیات (مولٰنا رومی) کے معنی، یہی ہے وصل و قطع کے معنی جو کہا گیا ورنہ حقائق کی جانب نظر کرتے ہوئے سارے حقائق ایک دوسرے سے مُتَّصِلْ ہیں کہ اگر ان میں اِتِّصَالْ نہ ہوتا تو موجود ہی نہ ہوتے نہ ہی باقی رہتے۔

مَقاصِدِ بالا ولَمعاتِ مَذکُورہ پر
قرآنِ کریم کے شَواہِد اور ان سے اِستِشہَاد

(۱) اس تمام تر تفصیل کا خُلاصَہ سورہ توبہ کی فرقانی آخری دو آیتوں میں ہے جن کی تشریح سَیِّدُنا وَ سَنَدُنا حضرت مولانا اَلشَیخُ الاَکبَرُ مُحَمَّدُ بُن عربی رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہُ نے فرمائی ہے۔

آیاتِ قُرآنِیَہ

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ۔ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ۔ آیت ۱۲۸، ۱۲۹، سُورَۃُ تَوبَہ۔

تَشرِیحُ الشَیخُ الاَکبَر رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہُ: لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ لِیَكُوۡنَ بَیۡنَكُمۡ وَبَیۡنَهٗ جِنۡسِیَّةٌ نَّفۡسَانِیَّةٌ بِهَا تَقَعُ الۡاُلۡفَةُ بَیۡنَكُمۡ وَبَیۡنَهٗ فَتُخَالِطُوۡنَهٗ بِتِلۡكَ الۡجِنۡسِیَّةِ وَتَخۡتَلِطُوۡنَ بِهٖ فَتَتَأَثَّرُ مِنۡ نُّوۡرَانِیَّتِهَا الۡمُسۡتَفَادَةِ مِنۡ نُّوۡرِ قَلۡبِهٖ اَنۡفُسُكُمۡ فَتَتَنَوَّرُ بِهَا وَتَنۡسَلِخُ عَنۡهَا ظُلۡمَةُ الۡجِبِلَّةِ وَالۡعَادَةِ۔

ترجمہ: یعنی (اے مومنو) تمھارے پاس بہت عَظِیمُ المَرتَبَت رَسُول تشریف لاچکے ہیں جو تم میں سے ہیں تاکہ تمھارے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کے درمیان (انسانی رشتہ) نفسانی جنسیۃ ہو جس سے تمھارے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے درمیان اُنس و اُلفت بڑھے گی۔ جبھی تو تم آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مِل سکو گے اور تم آپ کے توسط باہم گھل مل کر رہیں گے پس اس نُورانِیَّۃ سے جو آپ

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قلبِ اَنۡوَر سے نَاشِیۡ و مُسۡتَفَادۡ ہے۔ تمھاری جانیں مُتَاَثِّرۡ ہوں گی اس سے ان میں صفا و جِلا پیدا ہو گی اور مُنَوَّرۡ ہوں گی اور ان سے جِبِلّی، فِطری اور عادی تاریکی ہمیشہ کے لئے دور رہے گی۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ شَدِيْدٌ شَاقٌّ عَلَيْهِ عَنَتُكُمْ مشَقَّتُكُمْ وَلِقَآءُ كُمُ الْمَكْرُوْهُ لِرَافَتِهِ اللَّازِمَةِ لِلْمَحَبَّةِ الْاِلٰهِيَّةِ الَّتِي لَهٗ لِعِبَادِهٖ وَرُؤْيَتِهٖ اِيَّاهُمْ بِمَثَابَةِ اَعْضَائِهٖ وَجَوَارِحِهٖ لِكَوْنِهٖ نَاظِراً بِنَظَرِ الْوَحْدَةِ فَكَمَا يَشُقُّ عَلٰي اَحَدِنَا تَاَلُّمُ بَعْضِ اَعْضَائِهٖ يَشُقُّ عَلَيْهِ تَعْذِيْبُ بَعْضِ اُمَّتِهٖ۔ (ن)

یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر شاق گزرتا ہے وہ جو تم کو تعب و مشقت میں ڈالتا ہے (نیز یہ کہ) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر شاق گزرتا ہے تمھارا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے اس طرح ملنا جس میں محبت نہ ہو اور جس میں کَرَاہتۡ و کَرَاہِیَّۃۡ ہو۔

اس لئے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وسلم سراپا رَافَت ہی ہیں جو لازم ہے اس مَحَبَّتِ اِلٰہِیَّہ کو جو محبت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے رکھتے ہیں جس کی بناء پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے رب کے بندوں کو اپنے بدن جو سراپا اَنۡوَار کا مَعۡدِنۡ رہا ہے کے اعضاء مبارکہ کی مانند دیکھتے ہیں کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ (کثرتِ تَجَلِّیَاتۡ و مَظَاہِر) کو بنظرِ وَحۡدَتۡ دیکھتے ہیں پس جس طرح ہم میں سے ہر ایک اپنے بعض اِعضاء کی دردمندی کو شاق و ناگوار سمجھتا ہے اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے اُمَّتِیُّوں میں سے بعض کے عذاب میں مبتلا رہنے کو ناگوار و شاق محسوس کرتے ہیں۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ لِشِدَّةِ اِهْتِمَامِهٖ بِحِفْظِكُمْ كَمَا يَشْتَدُّ اهْتِمَامُ اَحَدِنَا بِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ اَجْزَآءِ جَسَدِهٖ وَجَوَارِحِهٖ لَا يَرْضٰي بِنَقْصِ اَقَلِّ جُزْءٍ مِّنْهُ وَلَا بِشَقَآئِهٖ

فَكَذٰلِكَ هُوَ بَلْ اَشَدُّ اِهْتِمَامًا لِدِقَّةِ نَظَرِهٖ۔ (آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تم کو بہت چاہتے ہیں) اس لئے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تمھاری حفاظت و نگہداشت کا بہت خیال رکھتے ہیں ایسا ہی جیسا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے جسد کی اجزاء و جَوَارِح کی نگہداشت و حفاظت کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہے کہ ہر گز ہر گز ہم میں سے کوئی بھی اپنے بدن کے کسی بھی عضو و جزء کا نقص نہیں چاہتا نہ ہی اس کی شقاوت پر راضی ہوتا ہے۔ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ اس سے بھی اپنی امت کے نگاہ داشت و نگہبانی زیادہ کرتے ہیں کہ آپ کی نظر رحمت و رافت بہت زیادہ دقیق ہے۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ يُنْجِيْهِمْ مِّنَ الْعِقَابِ بِالتَّحْذِيْرِ عَنِ الذُّنُوْبِ وَالْمَعَاصِيْ بِرَافَتِهٖ۔ (ایمان والوں پر زیادہ رافتہ رکھتے ہیں) کہ انھیں اپنی رافت کی بناء پر عذاب و عقاب سے نجات دیتے انھیں گناہوں، معاصی سے دور رکھتے ہیں۔ رَحِيْمٌ يُفِيْضُ عَلَيْهِمُ الْعُلُوْمَ وَالْمَعَارِفَ وَالْكَمَالَاتِ الْمُقَرِّبَةَ بِالتَّعْلِيْمِ وَالتَّرْغِيْبِ عَلَيْهَا بِرَحْمَتِهٖ۔

(بڑا مہربان ہیں) ان پر علوم و معارف کا فیضان کرتے اور اپنی رحمت خاصہ کی بناء پر انھیں کمالات سے نوازا کرتے ہیں جو انھیں مقرب بارگاہ بنائے تعلیم دیتے اور ان مقامات و کمالات کی ترغیب دیتے رہے ہیں۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا وَ اَعْرَضُوْا عَنْ قُبُوْلِ الرَّافَةِ وَالرَّحْمَةِ لِعَدَمِ الْاِسْتِعْدَادِ اَوْ زَوَالِهٖ وَتَعَرَّضُوْا لِلشَّقَاوَةِ الْاَبَدِيَّةِ۔

(پس اگر پھر جائیں) اور آپ کی رافت و آپ کی رحمت خاصہ کی قبولیت سے اعراض کر جائیں اور منہ موڑیں۔ خواہ اس لئے کہ استعداد نہ رکھیں یا اپنی استعداد کو زائل کریں اور وہ اپنے آپ کو ابدی شقاوت کے لئے پیش کریں۔ فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَاحَاجَةَ لِيْ بِكُمْ وَلَا بِاسْتِعَانَتِكُمْ كَمَا لَاحَاجَةَ لِلْاِنْسَانِ اِلَى الْعُضْوِ الْمَالُوْمِ الْمُتَعَفِّنِ

اَلَّذِي يَجِبُ قَطْعُہٗ عَقْلاً اَي اللّٰہُ كَافِيْنِي لَيْسَ فِي الْوُجُوْدِ اِلَّا هُوَ فَلَا مُؤَثِّرَ غَيْرُہٗ وَلَا نَاصِرَ اِلَّا هُوَ۔ کہ مجھے (اب) تمھاری کوئی حاجت نہ رہی نہ ہی تمھاری استعانت کی مجھے کوئی ضرورت و حاجت رہی جس طرح انسان کو اپنے کسی بوسیدہ، سڑے گلے، متعفن عضو کی کوئی حاجت نہیں رہتی بلکہ اس کا کاٹ پھینکنا عقلاً ضروری ہوجاتا ہے۔ یعنی اللّٰہ تعالیٰ مجھے کافی ہے کہ وجود میں اور کوئی نہیں مگر صرف وہی نہ اس کے ماسوی کوئی موثر ہے، نہ مددگار و ناصر ہے۔ عَلَيْہِ تَوَكَّلْتُ لَا اَرٰي لِاَحَدٍ فِعْلاً وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِہٖ۔ (اسی پر بھروسہ کیا ہوا ہوں) میں نہیں دیکھتا کسی کے لئے کوئی فعل نہ کوئی معصیت سے پھر سکتا نہ کسی طاعت کی جانب اقدام کرسکتا مگر اسی کے ساتھ۔ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْمُحِيْطِ بِكُلِّ شَيْءٍ يَاْتِيْ مِنْہُ حُكْمُہٗ وَاَمْرُہٗ اِلَي الْكُلِّ۔ (وہی عرش عظیم کا رب ہے) جو ہر چیز پر محیط ہے اسی سے اس کا حکم و امر سب کو آتا ہے۔ دیکھو تفسیر شیخ الاکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ جلد ۱ صفحہ ۲۷۵، ۲۷۶ مطبع نور محمد ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۸۷۴ء

(۲) قرآن کریم کی آیت کریمہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ [الانبیاء ۲۱: ۱۰۷] کا منشاء ظاہر ہے کہ آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ ہیں اور رحمۃ للعالمین آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی صفت مختصہ ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ نہ بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام عالمین کے لئے رحمتِ عظیمہ اس کریمہ کی تفسیر میں مولانا بحر العلوم رضی اللّٰہ الولی القیوم عنہ نے فرمایا۔ لیکن انبیاء چون خلیفۂ آن سَرْوَرْ اند صَلَّي اللّٰہُ عَلَيْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَ مُتَخَلِّقْ اَنْدْ بَاَخْلَاقِ آن سَرْوَرْ صَلَّي اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ ایشان رانیز ازین رتبہ بہرہ است صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔ یعنی بلکہ جب کہ انبیاء کرام آنحضرت صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے خلفاء و نائبین ہیں اور آپ کے اخلاقِ جمیلہ سے متخلق ہوئے ہیں۔ پس ان کے لئے بھی اس رُتبۂ عظیمہ سے

حصہ رہا ہے۔ صَلَوَاتُ اللہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیہِم اَجمَعِینَ (ان سب پر اَللہُ تعالیٰ کی اِمداد، اور عیوب و نَقَائِص سے سلامتی رہے سب پر) دیکھو صفحہ ۷۸ و ۷۹ دفتر سوم مطبع نولکشور لکھنو ہند۔

قُرآنِ کَرِیم نے آن سَرورِ عَالَمِین کو ہی رَحمَۃً لِّلعَالَمِین کے لقب سے مُلَقَّب فرما کر ثابت کردیا ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ پاک اور آپ کی ہر ہر صفت و فعل، حرکات و سکنات عالمین کے لئے سراپا رحمتِ عظیمہ رہے ہیں کہ عَالَمِینَ عالَم کی جمع ہے عَالَمُ وَعَلَمُ نشان واثر کو کہتے ہیں کائنات میں ہر ہر شی اَللہ کے ہی وُجُودُ وَاللہُ تعالیٰ کے ہی جُودُ کے آثَارُ وَعلامَاتُ ہیں۔ اور سُبحَانَہٗ مَا اَعظَمَ شَانَہٗ کے نشانات ہیں کہ۔ فَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهٗ آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰي اَنَّهُ الْوَاحِدُ کہ ہر شی میں اس کے وجود و جود کی نشانی ہے یہی بتلاتی ہے کہ وہ جل مجدہ واحد و لاشریک ہے۔ فارسی میں ایک عارف نے یوں فرمایا۔

ہر گیاہے کہ از زمین رُوید
وَحدَہٗ لاشَرِیک لہٗ گُوید

کہ جو بھی گیاہ زمین سے اگتی ہے بزبان حال یا بزبان قال یہی کہتی کہ وہ واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ پس اس فُرقَانِی آیت کے مَعنیٰ ہوئے کہ اَللہُ تعالیٰ نے اپنے ماسوی کے لئے آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کو رسول بنا کر بھیجا اس حالت میں کہ آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ سِتُودَہ صِفَات تمام عَالَمِینَ کے لئے رَحمَتِ عَظِیمَہ ہیں۔ اس آیتِ قرآنی کی یہ ہیئتِ ترکیبی بَندآء بلند اِعلَان کرتی ہے کہ عَالَمِینَ یا مَاسِوَی اللہ میں آپ کی کوئی نظیر ممکن نہیں۔ کلمہ ''مَا'' اور اس ہَیئَتِ تَرکِیبِی میں کَلِمَہ ''اِلَّا'' نیز کلمہ ''رَحمَۃً'' میں تَنوِینِ تَعظِیمِی سے صاف روشن

وآشکارا ہے کہ عالمین میں جو بھی موجود رہا تھا یا ہے یا رہے گا ان میں جس کو جو بھی ملا یا ملتا ہے یا ملے گا چھوٹا ہو یا بڑا بہت ہو یا تھوڑا سب ہی اس سَرَاپا رَحْمَتْ سے اور اسی مَنْبَعِ نِعْمَتْ سے ملا اور ملتا رہے گا کیونکہ ''مَا'' کلمہ نفی ہے ''اِلَّا'' حرفِ اِسْتِثْنَاء ہے تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ پس فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ ہی کی رسالت عالمگیر و عالمی ہے آپ ہی کو رحمت عظیمہ بنایا اور سب کو جو رحمت و نعمت ملتی آپ ہی کو اس کے لئے اصل سرچشمہ گردانا ہے اور سب ہی آپ سے فیضیاب ہوتے، سب ہی آپ کے طفیلی رہے ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاءِ کرام بھی آپ کے امتی رہے ہیں وَلِلّٰہِ دَرُّالْقَائِلِ:

خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسُل

اور رسولوں سے اَعْلیٰ ہمارا نبی

اور سب انبیاء آپ کے خُلَفَاءُ وَنَائِبِیْن رہے ہیں جن کو آپ کی ذاتِ اَنْوَر اور آپ کے عالمگیر حوضِ کَوْثَر سے بکثرت نعمتیں ملی ہیں اس لئے وہ تَاجْوَر رہے ہیں۔

مُلْکِ کَوْنَیْن میں اَنْبِیَاء تاجدار

تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

مَوْلَانَا بَحْرُالْعُلُوْم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر کی تفسیر میں فرمایا۔

اگرچہ تکریمِ اِعْطَاءِ کوثر از خصائصِ آن سَرْوَرْ صَلَّي اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ است لیکن اصلِ انسان کامل چون ذاتِ مبارکْ صَلَي الله تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم است پس این تکریم راجعِ بني آدم است و نیز انتفاع بکوثر شامل تمام امت راست و حیاضِ برآمدہ ازین کوثر مر جمیع انبیاء راست بحسب مراتب نبوات ایشان و انتفاع اُمَمِ ایشان باحیاض پس کرامت اعطاء کوثر ہمہ بني آدم راست انتہي دفتر ۵ صفحہ ۱۶۲ شرح حضرت بحرالعلوم لمثنوي

مولوی روم نولکشور۔

یعنی اگرچہ کوثر کی تکریم اعطاء آنجناب صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم کے خواص (۱) میں سے ہے تاہم دراصل یہ تکریم بنی آدم کو ہی راجع ہوئی ہے کیونکہ اصل میں آن سرور صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم کی ذاتِ شریفہ (۲) انسانِ کامل ہیں نیز یہ کہ اُس کوثر سے انتفاع تمام (۳) کو شامل ہے اور اُس کوثر سے برآمدہ حیاض تمام انبیاء کرام کے لئے ان کے مراتب نبوات کی حیثیت سے رہے ہیں اور ان کی اُمّتیں ان حیاض سے فائدے اٹھاتے رہتے ہیں۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ کرامت اعطاءِ کوثر تمام بنی آدم کو ہی حاصل رہی۔

۱۔ جن میں کوئی دوسرا شخص شریک نہیں۔ ۱۲ منہ غفرلہ

۲۔ اور بنی آدم نوعِ انسانی کے افراد ہیں پس آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم اور بنی آدم میں مثلیتِ نوعیہ، جنسیتِ نفسانیہ اور مجانستِ بشریہ ہے پس یہ جنس ونوعِ انسانی دیگر تمام اجناس و انواع سے اس خاصہ کے ساتھ مختص ہوئی ہے تو ممتاز ہو گئی۔ ۱۲ منہ غفرلہ

(۳) حرزِ زمانِ چیست نعت و نامِ محمّد ‌ صَلِّ علیٰ سیّدِ الانامِ محمّد

بہرہ نیابی زذوق ماہمہ مستان ‌ تا نہ چشی جرعۂ از جامِ محمّد

چرخ برین باہمہ مدارجِ رفعت ‌ ہست کمین پایہ از مقامِ محمّد

پیکِ نسیمِ شمال ای شدہ محرم ‌ در حرمِ جاہ و احترامِ محمّد

بہرِ خدا چون بعزِّ عرض رسانی ‌ از قبلِ بیدلان سلامِ محمّد

شرح کنی افتقار و عجز و رہی را ‌ باکرمِ خاصّ و لطفِ عامِّ محمّد

بو کہ درآئیم بدین وسیلۂ دولت ‌ در کنفِ ظلِّ اہتمامِ محمّد

علّامہ جامی قدّس سرّہ

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالۡاَبۡتَرُ
کی تحقیقِ اَنیق اور مزید تشریح و توضیح

ترجمہ : اے محبوب ہم نے تمھیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ تو آپ اپنے پالنے والے کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجیے بیشک تیرے ساتھ بغض و کینہ رکھنے والا ہی مَقۡطُوۡعُ النَّسۡل اور ہر ہر خیر سے محروم ہے۔

تشریح : کوثر کے معنی ہیں خیر کثیر کَوۡثَرۡ کا اصل فَوۡعَلۡ ہے جو کثرۃ سے لیا گیا ہے مَنصَبِ خَتۡمُ النُّبُوَّۃ کے شایانِ شان جو بھی خیر رہی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمۡ پر اس خیر کا اِنعام کردیا ہے۔ خیر کی انواع واجناس اتنی کثیر ہیں۔ جن کی گنتی مخلوق کے لئے ممکن نہیں۔ کوثر عرب کا محاورہ رہا ہے جو بھی شی قدر و قیمت، عزت و عظمت، قوت و شوکت، علم و حکمت، عطا و شفاعت یا دیگر فضائل میں زیادہ و کثیر ہوں عرب اسے کوثر کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ کا یہ پیغامِ اِعۡطَاءِ کوثر اس بات کی روشن دلیل اور واضح برہانِ جلیل رہا ہے کہ اس نے اپنے محبوب کو ہر ہر اعلیٰ و افضل فضل و کمال اور ہر ہر بالا و اکمل صفتِ جلال و جمال سے متصف فرما کر نواز دیا ہے آپ کو نبوت دی تو بے مثل، کتاب و حکمت ملی تو بے مثل، علم و شفاعت کبریٰ کا سہرا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمۡ کے سر رہا تو بے مثل، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمۡ کو مقامِ محمود عطا فرمایا۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمۡ کو ہی کثرتِ اَتبَاعِ اسلام سے مختص فرمادیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمۡ کے دین کو تمام اَدیَانۡ پر غالب گردانا۔ رُعب

و نُصرت، کثرتِ فتوحات عطا فرما کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کو عالَمِین میں بے مثل و ممتاز فرمادیا۔ غرض یہ کہ مجموعِ صفات میں عالمین میں سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ مُمْتَنِعُ النَّظِیْر ہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کا مساوی و معادل محال و ناممکن ہے۔

ہر مرتبہ کہ بُوْد در اِمکانِ بَرُو اسْت ختم
ہر نعمتے کہ داشت خدا شُد بَرُو تمام

(اَشِعَّۃُ اللَّمْعَاتِ)

یعنی جو بھی رتبہ عالم امکان میں تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ پر ختم کردیا گیا، اور ہر وہ نعمت جو خداوند تعالٰی نے اپنی مخلوق کے لئے مقدر کر رکھی تھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ پر تمام و کامل کردی گئی۔ اس لئے کہ آپ کو خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ بنایا تو لازم ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی ہر ہر صفت اہل کائنات کے صفات سے برتر رہے اور یہ اَمرِ مُسَلَّم ہے کہ ہر ہر مخلوق کا فضل و کمال، برتری، شرافت و عظمت محصور و منحصر و محدود ہے اور جو بھی خو و خصلت، کام و عمل جو قرب الٰہی سے متعلق ہے وہ فضل و کمال ہے نیز وہی شرافت و عظمت کہلاتا ہے اور ظاہر کہ جو کام و عمل یا خو و خصلت قرب الٰہی سے متعلق نہ ہو وہ فضل و کمال نہیں نیز قرب الٰہی کے مراتب متفاوت ہوتے ہیں پس فضل و کمال کذا عظمت و شرافت کے مراتب بھی متفاوت ہوتے رہتے ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں مذکورہ بالا اَمرِ مُسَلَّم کے پیش نظر یہ جاننا ضروری ہے کہ کائنات کے فضائل و کمالات کے اَنْوَاع و اَجْنَاس میں نبوت و رسالت اَعلٰی نوع و اعلٰی جنس رہی ہیں پھر رسالت و نبوت کے اعلٰی تر مراتب میں ختم رسالت و ختم نبوت کا رتبہ و مرتبہ سب سے اعلٰی تر رہا ہے پس

اَمرِ مُسَلَّمِ مَذکُور کی روشنی میں یہ خوب ظاہر ہے کہ قُربِ الٰہی کے کمالات میں سے بعض تو وہ ہیں جو بَابِ نُبُوَّتُ وُ رِسَالَتُ میں سے نہیں اور بعض وہ کمالات و فضائل ہیں جو بَابِ نبوت و رسالت میں سے ہیں اور جو کمالات و فضائل نبوت و رسالت کے باب میں سے ہیں ان میں اعلیٰ ترین کمالات و فضائل وہ رہے ہیں جو فضیلت ختم نبوت و ختم رسالت کے ساتھ مختص و مخصوص ہیں جن کے برابر و مُعَادِلُ کوئی بھی کمال و فضیلت نہیں ہو سکتی اَعنِیُ بِہٖ ختم نبوت و رسالت کا مَوصُوف بے مِثلُ وُ بے نظیر ہیں اور ان کے ہر ہر کمال و فضیلت مُختَصُّ وُ مَخصُوص، اور وہ ہیں ہمارے آقا و مولیٰ جَنَابِ اَحمَدِ مُجتَبیٰ مُحَمَّدٌ مُصطَفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ وَبَس پس روز روشن سے زیادہ روشن کہ ہمارے آقا و مولیٰ وہ نبی ہیں جو قَصرِ نُبُوَّتُ وُ رِسَالَتُ کا مُکَمِّلُ جہات عدالت کا مُحَدِّدُ، مَکَارِمِ اَخلَاقُ وُ مَحَاسِنِ اَفعَالُ کا مُتَمِّمُ اور تمام خِصَالِ فَضلُ وُ کَمَالُ کا جَامِعُ ہیں۔ آپ کا دین تمام اَدیَانُ کے لئے نَاسِخ، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کی شَرِیعَتِ غُرَّا تابقاء جہان و جہانیان ہمیشہ مُؤَبَّدُ وُ قَائِمُ اور آپ کی رِسَالَتُ تمام اِنسُ وُ جِنّ کے لئے عام ہے آپ کا فیض و ہدایت جمیع اَنَامُ پر فَائِض اور آپ کا دین عَلیٰ وَجہِ التَّمَامُ وَالکَمَالِ کسی تَفرِیطُ وُ اِفرَاطُ کے بغیر غَایَتِ اِقتِصَادُ وُ مِیَانَہ رَوِی میں کَامِلُ ہے، آپ کا دین تَا یَومُ الدِّینُ، شائع رہے گا۔ آپ کی مِلَّتِ بَیضَاء تمام مِلَلُ وُ اَدیَانُ اور جمیع شرائع پر غالب و ظاہر رہے گی اور اس میں مَجَالِ کَلَامُ یا شُکُوکُ وُ اَوہَامُ کی کوئی گنجائش نہیں۔

وُہی لَامَکَان کے مَکِین ہوئے
سرِ عَرشُ تخت نشین ہوئے
یہ نبی ہیں جس کے ہیں یہ مکان
وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

اس تفصیل کی روشنی میں خوب ظاہر ہوا کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ صفت ختم نبوت کے موصوف رہے ہیں۔ اور وہ تمام کمالات و فضائل جو شایانِ شان صفتِ ختم نبوت ہیں آپ ہی کو دیئے گئے ہیں تو یہ بھی واضح و روشن رہا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کا جمیع کمالات و فضائل میں مساوی و معادلِ محال و ناممکن ہے یہ بھی واضح و روشن ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ جُمہُورِ کائنات کے لئے ہادی و مُرَبّی اور جمہور کائنات اپنے وجودات تک میں آپ کا محتاج رہے ہیں خالقِ کائنات کی نیابت میں کائنات و ثقلین کی تربیت و ہدایت اور ثقلین کا ظُلُمَات سے نور کی جانب اِخراج آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّم کا ہی اَعْلٰی مَنصَب رہا ہے خلائق کی تہذیب باعمال صالحات آپ سے متعلق رہی ہے تاقیام قیامت محاسن افعال و مکارم اخلاق و حسنات، نیکیوں کی اِشاعت سیئات و گناہوں سے ممانعت و باز رکھنا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ سے وابستہ رہا ہے نیز بفحوائِ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَآ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (۱)

آپ کی ہدایت عامہ اور عنایت تامّہ کی بناء پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ہر ایک ایک مومن، مسلم، مُتَّقی، صالح، شہید، صِدِّیق نبی و رسول کے اعمالِ صالحہ و اِرْتِقاء سے مثاب و ماجور رہیں گے اسی لئے آن حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا، اَنَا اَكْثَرُ النَّاسِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی میں ازروئے اتباع

۱۔ یعنی جو شخص نیک طریقہ ایجاد کرے اسے اس کا اجروثواب ملے گا اور اسے قیامت تک اس طریقے پر عمل کرنے والوں کے اجر ملیں گے (بغیر اس کے کہ اس پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی واقع ہو) ۱۲ مِنْہُ غُفِرَلَہٗ

کے تمام لوگوں سے زیادہ ہوں روز قیامت کہ آپ کے برابر کسی بھی انسان کے متابعین نہ ہوں گے اور فرمایا! اَطْمَعُ اَنْ اَکُوْنَ اَعْظَمَ الْاَنْبِیَاءِ اَجْرًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ مجھے امید ہے (۱) یعنی یقین ہے کہ روز قیامت ازروئے اجر و ثواب تمام انبیاء کرام سے بڑا رہوں گا۔

انبیاء کرام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے نواب ہیں ان کے شرائع و ہدایا سَیِّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی ہی شریعت سے ماخوذ ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت مَاخَذ پس ان کو ان کے اعمال و شرائع وہدایا کے جو ثواب و اعواض ملتے رہے ہیں ان کے برابر سَیِّدِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ان کے اعمال و شرائع وہدایا پر مثاب و ماجور رہے ہیں پس کائنات میں اجروثواب کے لحاظ سے بھی آپ کا برابر نہیں پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ بے مثل وبے نظیر رہے ہیں اسی لئے فرمایا۔ لَوْوُزِنْتُ بِاُمَّتِیْ لَرَجَحْتُ بِھِمْ کَمَامَرَّ۔ دیکھو تفسیر الشیخ الاکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا جلد اول صفحہ ۳۶۵ اگر اپنی پوری امت کے ساتھ تولا جاؤں یقیناً ان سب سے بھاری رہوں گا۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حَازَ خِصَالَ الْاَنْبِیَاءِ کُلَّھَا وَاجْتَمَعَتْ فِیْہِ اِذْھُوَ

۱۔ جاننا چاہیئے کہ کلماتِ تَرَجِّیْ کَلَامِ اِلٰہی وکلام نبوی نیز کَلَامِ بُلغاء میں یقین و تحقیق کا اِفادہ کرتے ہیں عینی شرح بخاری میں ہے وَلَعَلَّ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ تَحْقِیْقٌ اِنْتَھٰی اُنْظُرْ حاشیہ ۶ صفحہ ۱۷۳ جلد ۱ بخاری۔ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِسَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ لَعَلَّکَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِکَ اَقْوَامٌ وَیُضَرَّبِکَ اٰخَرُوْنَ اَلْحَدِیْثُ وَکَذَا ذُکِرَ ''اِنْ'' در، دفتر اوّل شرح مثنوی مولانا روم بَحْرُ الْعُلُوْمِ مطبع نولکشور، نیز در صفحہ ۳۴ دفتر دوم کلام سَیِّدنا ابن عربی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مذکور فرمایا۔ وَالتَّرَجِّیْ مِنَ اللّٰہِ وَاقِعٌ عِنْدَ جَمِیْعِ الْعُلَمَاءِ۔ ۱۲ مِنْہُ غُفِرَلَہٗ۔

عُنْصُرُھَا وَمَنْبَعُھَا۔ بے شک سَرورِ دُوسَرا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ نے اکٹھا کرلئے تمام وہ خصالِ شریفہ جو انبیاء کرام میں رہے اور سارے خصالِ حمیدہ و اخلاقِ جمیلہ کریمہ آپ میں مجتمع ہوئے اس لئے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ان سب کے اصل و سرچشمہ رہے ہیں۔ یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ مفیض و انبیاء کرام مستفیض آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ مُمِد اور سَایرِ انبیاء کرام مُستَمِد رہے ہیں، اس مقصد کو بعد میں ذکر کروں گا۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

تقریر بالا سے یہ اَمر بھی روشن و مُبَرہَن ہوجاتا ہے کہ ساری خدائی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے مشاہدہ میں ہے اس لئے کہ ساری خدائی کے لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ہی سرچشمۂ فیض و اِفادہ ہیں اور اس لئے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کو کثرت کی معرفت اور توحیدِ تفصیلی کا علم عطا فرمایا گیا ہے پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہر وقت حاضر ہیں اور اسی کثرت میں وحدت کا مشاہدہ فرمارہے ہیں۔ اسی لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کو ان بے شمار و لَامُتَنَاہِی بے مثل نعمتوں کے اِعطاء کے بدلے اداءِ شکر کا حکم دیا گیا ہے، فرمایا۔

(فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ) پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ استقامت کے ساتھ اپنے رب کے لئے کَامِل وُ مُکَمَّل نماز پڑھیئے۔ ترجمہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ "کامل و مکمل" کی قید اس لئے لگی کہ یہ حُکمِ "صَلِّ" (۱) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کو ہی رہا ہے اور نماز در حقیقت مشاہدۂ معبود کی حالت ہے اور ہر شخص کی نماز اس کی استعداد و کمالات کے مطابق ہوا کرتی آپ

۱- نماز پڑھیئے۔ ۱۲ مِنہُ غُفِرلَہٗ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کو تکلیفِ نماز بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے حسب مقدور رہی ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفساً اِلَّا وُسعَھَا۔ آیۃ ۲۸۶ (۱) اور جب کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کو پوری خدائی کا مشاہدہ رہا ہے اور ساری خدائی میں آپ کے لئے وَحدتِ الٰہِیَّہ جلی ہے پس ہر حالت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کو صلوٰۃِ حُضُور و مُشاہدۂ ربّ کا حکم دیا گیا ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی صلوٰۃ و نمازِ حُضُور، یہ ہے کہ آپ کی روح پر فتوحِ عبادت کی ہر حالت و ہر ہر ہیئت میں ہمیشہ ہمیشہ مُشاہدۂ ربّ کے حظّ سے محظوظ اور لذتِ مشاہدہ سے مَلذُوذ رہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کا قلبِ اَنْوَر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے ربّ کی حضور اَبَدُ الآبَد حاضر رہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کا نَفَسِ اَنْفَس دائماً بِالدَّوام مُحکَمِ رَبّانی کا مُنقادر ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کا بدن و تن، اَنْوَار کا مَعدِنِ عدن بِالدَّوام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے ربّ کے لئے مطیع و تابع رہے اور یہی وہ نماز ہے جو جمع و تفصیل کا حامل رہی ہے (وَانْحَرْ) اور قربانی کیجئے اونٹوں کی نیز اپنی انائیت کی کیونکہ انائیت یا عدم قربانی شہودِ حق کے لئے مانع ہے، جب تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ہمیشہ حق کے ساتھ رہیں گے فنا فِی الذَّاتِ کے بعد حق کی ہی بقاء سے باقی رہیں گے، ہمیشہ واصلِ حق رہیں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی اُمّتِ مُؤمِنَہ جو درحقیقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی اَولاد و ذُرِّیات ہیں

۱۔ اَللّٰہُ تَعَالٰی کسی بھی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ آیۃ ۲۸۶ بقرہ۲۔ ۱۲ مِنہٗ نَصرَہُ اللّٰہُ۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ سے مُتَّصِل رہے گی پس جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ ہمیشہ اے محبوب اپنے ربّ سے وَاصِل اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کی اُمّتِ مُؤمِنَہ مُسلِمَہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ سے مُتَّصِل رہی تو صاف ظاہر ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ مُنقَطِعُ النَّسلِ وَ اَبتَرُ نہیں رہیں بلکہ (اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الاَبتَرُ) بِلَارَیبُ وَارتِیَاب آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ سے بُغض وَ بیر رکھنے والا ہی مُنقَطِعُ النَّسلِ، اَبتَرُ، اور ہر خَیر سے مَحرُوم رہا ہے اور رہے گا کہ اس کا حال آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کے حال کا مخالِف رہا ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ تو اللّٰہُ تعَالیٰ سے وَاصِل، اس کی بقاء سے بَاقِی، قَائِم وَ دَائِم ہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کی اَولَادِ حَقِیقِی تا اَبَد آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ سے مُتَّصِل ہیں اِن میں اَبَدُالآبَاد آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کا ذِکرُوفِکر آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وسلم کی یَاد وَ چرچا بَاقِی و جارِی رہے گا خَلَائِق وَ عَالَمِین دَھرَالدَّاہِرِین آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کے ذِکر وَ یَاد سے رَطبُ اللِّسَانِ وَ مَسرُور رہیں گے اس کے بَرخِلاف آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کا دُشمَن، آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ سے کِینَہ وَ بُغض رکھنے والا فَانِی اور ہَلَاک ہونے والا ہے نہ اس کا ذِکر وَ چرچا رہے گا نہ ہی اس کی جَانِب کسی اَولَاد کی نِسبَت رہے گی۔ وَاللّٰہُ تعَالیٰ اَعلَمُ مُفَسِّر امام عَلِیّ بن مُحَمَّدِ المَعرُوف بِخَازِن اس سُورَہ مُبَارَکَہ کی تَفسِیر اپنی تفسِیر میں یوں کرتے ہیں۔ مَعنَی الآیَۃِ۔

قَد اَعطَیتُكَ مَالَانِہَایَۃَ لِکَثرَتِہٖ مِن خَیرِ الدَّارَینِ وَخَصَصتُكَ بِمَالَم اَخُصَّ بِہٖ اَحَدًا غَیرَكَ فَاعبُد رَبَّكَ الَّذِي اَعطَاكَ هٰذَا العَطَآءَ الجَزِیلَ وَالخَیرَ الکَثِیرَ وَاَعَزَّكَ وَشَرَّفَكَ عَلٰی کَآفَّۃِ الخَلقِ وَرَفَعَ مَنزِلَتَكَ فَوقَهُم فَصَلِّ لَہٗ وَاشکُرہُ عَلٰی اِنعَامِہٖ عَلَیكَ وَانحَرِ البُدنَ مُتَقَرِّبًا اِلَیہِ۔ (اِنَّ شَانِئَكَ) یَعنِي عَدُوَّكَ وَمُبغِضَكَ (هُوَ الاَبتَرُ) یَعنِي هُوَ

الاَذلُّ المُنقطِعُ دابِرُہ۔ (اِنتھیٰ عِبارَتُہ الشَّرِیفَۃُ)

یعنی آیۃ کے معنی یہ ہیں کہ میں نے آپ کو اے محبوب وہ دیا ہے جس کی کثرت کی کوئی انتہاء نہیں دونوں جہان کی بہتریاں آپ ہی کو دی ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کو مختص کردیا اُن نِعمتوں سے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کے سوا کسی اور کو اُن کے ساتھ مختص نہیں کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ اپنے رَبّ کی عبادت کیجئے جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ عطاءِ جزیل دیا اور اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کو اس خیرِ کثیر سے نوازا ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کو تمام مخلوق پر غلبہ و شرف بخشا اور اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کا رتبہ سب کے اوپر کردیا پس اس کے لئے نماز پڑھیئے اور اس کے اِنعامَاتِ بِلاَ نِہایَہ پر شکر ادا کیجئے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ پر کئے ہیں اور اونٹوں کی قربانی کیجئے اسی کی قربت چاہتے ہوئے بیشک تیرا دشمن اور تجھ سے بُغض رکھنے والا ہی اَبتَرْ، ہر خیر سے مَحرُومْ و مُنقَطِعُ النَّسلِ رہے گا یعنی وہی ذلیل و بے کس رہے گا اس کی پشت پناہی کوئی نہیں کرے گا (آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے تو اَللّٰہُ تَعَالٰی بَس ہے) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کا دشمن بے بَسْ و بے کَسْ ہے وَبَسْ۔

نیز مُفسّرِ قرآن اِمام عَلِیّ بنُ مُحَمَّد اپنی تفسیر "خازِن" میں اسی سُورَۂ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فَجَمِیعُ ماجَآءَ فِي الکَوثَرِ فَقَدِ اَعطیہُ النَّبِيَّ صَلَّي اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَعطي النُّبوَّۃَ وَالکِتابَ وَالحِکمَۃَ وَالعِلمَ وَالشَّفَاعَۃَ وَالحَوضَ وَالمَقامَ المَحمُودَ وَکَثرَۃ

اَلْاَتْبَاعِ وَالْاِسْلَامَ وَاِظْهَارَہٗ عَلَي الْاَدْيَانِ كُلِّهَا وَالنَّصرَ عَلَي الْاَعْدَاءِ وَكَثْرَةَ الْفُتُوحِ فِي زَمَنِهٖ وَبَعْدَہٗ اِلَي يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ یعنی کوثر کی تفسیر میں جو بھی آیا ہے بِلَاشَکٍّ وَ بِغَیرِ اِرْتِیَابٍ کے اَللّٰہُ تَعَالٰی نے اپنے حبیبِ پاک سَرْوَرِ دُوسَرا جنابِ اَحْمَدِ مُجْتَبٰی کو صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ سب کے سب دے دیئے ہیں عالمگیر نُبُوَّت (۱) دی کتاب و حکمت سے نوازا علم و شفاعت عطا فرمائی حوض سے مختص فرمادیا مَقَامِ محمود سے شرف بخشا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے مُتَابِعِیْن و مُتَّبِعِیْن کو کثرتِ دی کثرتِ اِسلام یعنی مُنقَادِینِ اِسْلَام کو کثیر گردانا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے دین کو تمام اَدْیَان پر غالب گردانا دشمن و اعدائے دینِ متین پر فتح و نُصْرَت عطا فرمائی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے ظاہری زمانے میں بھی اور آپ کے بعد والے زمانہ میں بھی قیامت تک کی۔

اِمَامُ الْمُحَدِّثِیْنِ سَیِّدُنَا مُحْیِ السُّنَّۃِ صَاحِبُ الْمَصَابِیْحِ اپنی تفسیر مَعَالِمُ التَّنْزِیْلِ میں اس سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں اَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ انا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ النَّعِيمِيُّ انا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ ثنا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ ثنا هَاشِمُ ثنا اَبُوبِشْرٍ وَّ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ۔ قَالَ اَلْكَوْثَرُ الْخَيرُ الْكَثِيرُ الَّذِي اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ قَالَ اَبُوبِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِبْنِ جُبَيْرٍ اِنَّ اُنَاسًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ اَلنَّهْرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيرِ

۱۔ چونکہ آپ کی حقیقت عالمگیر رہی ہے اور آپ کی نبوت پیدائشی ہے تو آپ کی نبوت بھی عالمگیر رہی اسی طرح آپ کو کتابِ مبین عطا فرمائی جس میں عالمین کے ہر رَطْبٌ و یَابِسٌ (تر و خشک) کا اجمالی و تفصیلی ذکر ہے اسی طرح حکمت عالمین علم و شفاعت نیز دیگر صفات خاصہ آپ کے عالمی ہیں اسی طرح حرفِ تعریف مُشِیْر ہے۔ ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ

اَلَّذِي اَعطَاه اللّٰهُ اِيَّاه۔ یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ الکوثر وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کو دی ہے ابوبشر نے کہا میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ الکوثر جنت میں ایک نہر ہے تو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وہ نہر جو جنت میں ہے اسی خیر کثیر کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کو دیا ہے۔ اسی عنوان کے تحت سیدنا محی السنۃ فرماتے ہیں۔ قَالَ اَهلُ اللُّغَةِ اَلكَوثَرُ فَوعَلٌ مِنَ الكَثرَةِ كَنَوفَلٍ فَوعَلٌ مِنَ النَّفلِ وَالعَرَبُ تُسَمِّي كُلَّ شَئٍ كَثِيرٍ فِي العَدَدِ اَوكَثِيرٍ فِي القَدرِ وَالخَطرِ كَوثَراً۔ علمائے لغت نے کہا کہ "الکوثر" بروزنِ فوعل کے "کثرۃ" سے لیا گیا ہے جیسا کہ نوفل بروزنِ فوعل ہے۔ نفل سے لیا گیا ہے اور عرب ہر اس چیز کو جو تعداد کے لحاظ سے زیادہ ہو یا قدروقیمت و عظمت میں زیادہ ہو کوثر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

جناب سیدنا حضرت الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا سورۂ کوثر کی تفسیر اپنی الہامی عطائی عبارت و کلمات میں یوں فرماتے ہیں:

سورۂ مبارکہ اِنَّا اَعطَينٰكَ الكَوثَرَ

تفسیرِ اسرار پذیر: اَي مَعرِفَةَ الكَثرَةِ بِالوَحدَةِ وَعِلمَ التَّوحِيدِ التَّفصِيلِيّ وَ شُهُودَ الوَحدَةِ فِي عَينِ الكَثرَةِ بِتَجَلِّي الوَاحِدِ الكَثِيرَ وَالكَثِيرِ الوَاحِدَ وَهُوَ نَهرٌ فِي الجَنَّةِ مَن شَرِبَ مِنهُ لَم يَظمَأ اَبَداً۔

ترجمہ: یعنی اے محبوب بے شک ہم نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کو وحدت کے ساتھ کثرۃ کی معرفت عطا فرمائی توحیدِ تفصیلی کا علم دیا نیز ہم نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم کو عین اسی کثرت میں وحدت کا حضور و شہود

عطا فرمایا واحد کی تجلّی کثیر (۱) پر ہونے کی صورت میں اور کثیر کی تجلّی واحد پر ہونے کی صورت میں (نیز) یہ کہ کوثر ایک نہر ہے جنّت میں جو بھی اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ رہے گا۔

تشریح:۔ حقّ تعالیٰ کا وُجُود اَعیانُ و کائناتُ کے لئے مِرآتُ و آئینہ ہے۔ نیز کائناتُ و اَعیانُ، وُجودِ حقّ تعالیٰ کے لئے مِرآتُ و آئینہ رہے ہیں۔ اِعتبارِ اوّل کی تقدیر پر آئینۂ وُجودِ حقّ میں اَعیانُ کا ظہور بِذَواتِھَا نہیں ہوتا بلکہ اس میں اَعیانُ کے آثارُ و اَحکامُ ظاہر ہوتے ہیں وَ بَس کیونکہ اعیان و ممکنات کے لئے لِذَواتِھَا وُجُود کی بُو بھی نہیں مَوجُود چہ جائیکہ لِذَواتِھَا اُن کی بُود و وُجُود پس ظاہر کہ اَعیانُ کا ظُہور بِنَفسِھَا اس آئینۂ وُجُودِ حقّ میں نہیں ہوتا۔

نہ ہی اس آئینۂ وُجُودِ حقّ میں مِن حَیثُ ہُوَ وُجُودِ حقّ ظاہر ہوتا۔ بِعَینِہٖ ایسا جیسا کہ آئینہ جس میں دوسری چیز کی جو بِالمُقَابِل ہو، پَرتَو تو ظاہر ہو جاتی ہے پر بِعَینِہٖ اس مُقابِل کا اس کے اندر ظہور نہیں ہوتا نہ ہی آئینہ میں بعینہ آئینہ کا ظہور۔ اور اگر اعیان کو وجود حقّ تعالیٰ کے لئے آئینہ گردانا جائے تو اس تقدیر پر اس آئینۂ اَعیانُ کے اندر وُجُودِ حقّ مِن حَیثُ ہُوَ کا ظُہور نہیں ہوتا بلکہ اس میں وُجُودِ حقّ کے اَسمَآءُ، صِفاتُ، شُیُونَاتُ و تجلّیاتُ اور ان اُمُور (۲) کے مُتَعَیّنِ کے وُجُوداتُ ظاہر ہوں گے نیز اسی آئینۂ اَعیانُ میں اَعیانُ کا بِذَواتِھَا ظُہور نہیں ہوتا یہی اور اسی طرح خصوصیت ہوتی ہے آئینہ کی کہ اس میں یَعنِی آئینہ میں بِعَینِہٖ آئینہ کا ظہور نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ رہا کہ وُجُودِ حقیقی اور اعیانِ ثَابِتَہ دونوں

۱۔ کہ واحد کی تجلّی کثیر پر ہوتی ہے اور کثیر کی واحد پر پڑتی - مِنہُ غَفَرلَہٗ اللّٰہُ وَنَصَرَہٗ۔

۲۔ اَعنِي بِہٖ اَسمَآءُ، صِفَاتُ، شُیُونَاتُ و تَجلّیَاتُ - مِنہُ غُفرلہٗ ونصرہُ اللّٰہُ تعالي۔

اَزلاً وَ اَبداً مَرتبہ بُطُون میں رہے ہیں جو بھی ظاہر ہے یا تو اَحکامُ و آثارِ اَعیاَن ہیں بَربِناءِ تقدیرِ اوّل اوریا اَسماءُ وصفاتُ و شُیُونات و تجلّیاتِ الٰہیہ ہیں بربناءِ اعتبارِ ثانی۔

یہ فقیر اَبُوالفتح مُحمّد نصراللہ خان بن خُوش کیار خان السّرروضوی اس مقصد کے اِثبات پر علاّمہ جامیؒ کی نظمِ مُنظّم پیش کرتا ہے جو انھوں نے اپنی کتابِ مُستطاب نقد النُّصوص شرح نقشِ الفُصُوص میں قلمبند فرمائی ہے۔

ممکن زتنگنائی عدم ناکشیدہ رخت
واجب بجلوہ گاہِ عیان نانہادہ گام
در حیرتم کہ این ہمہ نقش غریب چیست
برلوح صورت آمدہ مشہودِ خاصُ و عام
ہریک نہفتہ لیک زمرآت آن دیگر
برداشتہ از جلوۂ اَحکامِ خویش گام
بادہ نہاںَ وُ جام نہاںَ آمدہ پدید
در جام عکس بادہ و دربادہ رنگِ جام

یعنی عالمِ لَیس (۱) یا تنگئ عدم سے مُمکن، سازوسامان لے کر راہی عالمِ اَیس (۲) نہیں ہوا۔ نہ ہی واجب (۳) نے اَعیان کی جلوہ گاہ میں قدم رکھا۔ پر حیران ہوں کہ یہ سب نُقوشِ عجیبہ کیا ہیں ؟

۱۔ عدم ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

۲۔ وجود ۱۲ منہ غفرلہ ونصرہ اللہ تعالیٰ

۳۔ وجودِ مطلق۔ ۱۲ منہ نصرہ اللہ تعالیٰ

جو خاص و عام کے سامنے شکل و صورت کی تختی پر آشکارا ہیں۔ ہر ایک چھپا ہوا ہے پر دونوں نے ایک دوسرے کے آئینے سے اپنے آثار و احکام کے جلوے ظاہر کر کے کام اپنے کئے ہیں۔

شراب پوشیدہ ہے اور جام شراب بھی پوشیدہ رہا پر جام میں عکس شراب اور شراب میں رنگ جام آشکارا ہے۔

حضرت سَیِّدُنَا شیخ اکبر خاتَمِ فَصِّ الْوِلَایَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃ کی تفسیرِ مُنِیْر کے مَذْکُوْرہ کَلِمَاتِ مُلْہَمَہ نے واضح کردیا ہے کہ اَللّٰہُ تعالیٰ نے سَرْوَرِ دُوْسَرا عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ کو وَحْدَتْ و کَثْرَتْ کی معرفت دی، ان دونوں کا شاہد و مشاہد بنادیا ہے، وجود حق، وجود مطلق کے تجلیات، شیونات صفات و اسماء کا مشاہدہ آئینہ اعیان میں اور اعیان کے آثار و احکام کا معائنہ آئینہ وحدت میں فرما رہے ہیں بیک وقت (۱) اس نِعْمَتِ عظمیٰ سے بھی مَحْظُوْظ اور اس نِعْمَتِ وَالَا سے بھی مَلْذُوْذ وَالْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْمُتَأَدِّبِیْنَ بِاٰدَابِہٖ۔

پس حضرت شَیْخُ الاکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا کے کلماتِ مُلْہَمَہ کی تَفْسِیرِ مُنِیر نے آفتابِ نیمروز سے زیادہ روشن طَوْر پر واضح کردیا کہ اَللّٰہُ تَعَالٰی نے سَرْوَرِ دُوْسَرا عَلَیْہِ التحیتہ والثناء کو وحدت و کثرت دونوں کا بہ یک وقت شاہد و مشاہد بنادیا حق کا مشاہدہ خلق میں، اور خلق کا حق کے اسماء و صفات و شیون و تجلیات میں براہ راست بِلاَ تَوَسط غیر کر رہے ہیں اس لئے کہ حَقِیْقَتِ مُحَمَّدِیَّہ عَلٰی صَاحِبِہَا اَلْفُ اَلْفِ التَّحِیَّۃُ اللہ تعالیٰ کے اِسْمِ اَعْظَم (۲) کا ہی مَظْہَرِ اَتَم رہی ہے اور یہ ظاہر بلکہ اَظْہَر ہے کہ تمام اَسْمَاءُ وَصِفَاتُ،

۱۔ کیونکہ آپ کی حقیقت سب کو جامع ہے - ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

۲۔ اسم ذات ۱۲ مِنْہُ

کل شُیُونُ و تجلّیاتُ اسم ذات کے حیطہ کے اندر ہیں پس یہ حقیقت ہے کہ یہ حقیقتِ مُحَمَّدِیَہ تمام اسماء و صفات، سارے شیون و تجلیات کا مشاہدہ اعیان میں نیز اسی وقت اعیان کا مشاہدہ و معائنہ اسماء و صفات، شیون و تجلیات میں فرما رہی ہے یہی حقیقت وہ حقیقت ہے جو کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرتی اور وحدت حق کا مشاہدہ کثرت میں پس نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو دونوں کی معرفت عطا فرمائی ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّکَ۔ ای اِذَا شَاھَدْتَّ الْوَاحِدَ فِي عَیْنِ الْکَثْرَۃِ فَصَلِّ بِالْاِسْتِقَامَۃِ الصَّلٰوۃَ التَّامَّۃَ بِشُھُوْدِ الرُّوحِ وَ حُضُوْرِ الْقَلْبِ وَانْقِیَادِ النَّفْسِ وَ طَاعَۃِ الْبَدَنِ بِالتَّقَلُّبِ فِيْ ھَیَاکِلِ الْعِبَادَاتِ فَاِنَّھَا الصَّلٰوۃُ الْکَامِلَۃُ الْوَافِیَۃُ بِحُقُوْقِ الْجَمْعِ وَالتَّفْصِیلِ۔

یعنی جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ نے واحد کا مشاہدہ عَیْنِ کثرت میں کیا تو آپ کامل نماز پڑھیئے مشاہدۂ روح کے ساتھ اور حضورِ قلب کے ساتھ اور انقیادِ نفس و طاعتِ بدن کے ساتھ ہیئات عبادات اور ان کی صورتوں میں پھرتے ہوئے (۱) اور وجودِ الٰہی کے حقوق کا ایفا و اجراء جمع و تفصیل کی اسی صَلٰوتِ معرفت

۱۔ تقلّب سے مراد راہِ سُلُوک میں اِنتقالاتِ مَراتب ہے مَعنیٰ یہ ہوئے کہ یہی وہ سلوک ہے جس میں انتقالات سے رُتبہ بَرُتبہ تَرقّی اور حال سے اعلیٰ حال کی جانب پیش قدمی ہوتی ہے اللہُ تعالیٰ کا اِرشاد ہے۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ وَمَثْوٰیکُمْ الآیۃ سَیِّدُنا الشَّیخُ الاَکبَرُ مُحیِ الدِّیْنُ بن عَرَبِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ نے اس آیَۃِ کَرِیمَہ کی تفسیر میں فرمایا اِنتِقالاتِکُم فِي السُّلُوْکِ مِنْ رُّتْبَۃٍ اِلَی رُتْبَۃٍ وَحَالٍ اِلَی حَالٍ وَ مَثْوٰیکُمْ وَمَقَامُکُمُ الَّذِي اَنْتُمْ فِیْہِ فَیَفِیضُ عَلَیْکُمُ الْاَنْوَارَ وَیُنَزِّلُ الْاِمْدَادَ عَلَی حَسَبِھَا صفحہ ۲۶۵ جلد ۲ سُورۂ مُحمّد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ یَعنی اللّٰہُ تعالیٰ جانتا ہے سُلُوک میں ....

میں ہی ہے یہی نماز کامل و مکمل ہے اور یہی وہ نماز ہے جو حقوق جمع و تفصیل پر مشتمل رہی ہے۔

آیہ کریمہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اے محبوب! چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحدت و کثرت نیز جمع و تفصیل کا انکشاف و اکتشاف کردیا ہے پس آپ ہر حالت میں ہمیشہ کے لئے اپنی روح پرفُتُوح اور اپنے تَن و مَنِ مَامَن کو اپنے رَبّ کی جانب مُتَوَجِّہ کر کے جَمْعُ و وَحدَت کا شہود تفصیل و کثرت میں اور کثرت و تفصیل کا مشاہدہ جَمْعُ و وَحدَت میں کیا کیجئے یہی آپ کی وہ کامل نماز ہے جس میں عبادت کے مختلف ہَیاکِلُ و ہَیئَات ہیں اور یہی نماز جمع و وحدت، تفصیل و کثرت کے تمام حقوق کا تَوْفِیَہ کرتی ہے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ آیَتِ کَرِیمَہ نے ثابت کردیا کہ سَرْوَرِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ کا ہر ہر لمحہ لَامِعَہ اَللّٰہُ جَلَّ مَجْدُہٗ کے اسماء و صفات، شیون و تَجَلِّیَات کے مشاہدے میں اس طور پر گزرتا رہا ہے کہ آپ کی رُوحِ اَنْوَر مُشَاہِدُ و حَاضِر، آپ کا قَلْبِ اَنْوَر حَاضِر، آپ کا نَفْسِ اَنْفَس مُنْقَادْ اور آپ کا بَدَنِ اَنْوَر تَابِعْ رہا ہے۔

آئینہ اعیان میں اسماء و صفات، شیون و تجلیات کا مشاہدہ حاصل رہا ہے اور وجود مطلق کے آئینہ میں آثار و احکام کا معائینہ فرماتے رہے ہیں۔ اس مُشَاہِدَہٗ کَامِلَہ کی نعمت عُظْمیٰ کی بجا آوریٔ شکر کی خاطر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کو مُشَاہِدَہٗ نماز پر مَامُور کردیا گیا تاکہ اس نعمت عُظْمیٰ کی شکر گزاری بِوَجْہِ اَتَم ہو اور مشاہدہ بالائے

.... تمھارے اِنْتِقَالَاتْ ایک رتبہ سے دوسرے رتبہ کی طرف اور ایک حال سے دوسرے حال کی جانب اور اَللّٰہُ تَعَالیٰ جانتا ہے تمھارے وہ مَقَامْ جن میں تم ہو تو تم پر اَنْوَار کا اِفَاضَہ کرتا ہے اور ان مَقَامَاتْ کے مطابق اپنی اِمْدَادْ نازل فرماتا ہے۔ ۱۲ مِنْہٗ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

مشاہدہ عَلیٰ وَجہِ الدَّوامِ وَالِاسْتِمْرَارِ حاصل رہے جس کی قوت و سکت آپ کے سوا کسی دیگر کی بس سے خارج و باہر ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّم کی نمازِ مُشاہدہ وہ نماز ہے جس کے مشاہدہ میں نمازی کی ہر ہر نماز رہی، (۱) رہتی اور رہے گی کہ اس کی

۱۔ اس مُشاہَدَہ کا مُظاہرہ سَیِّدُالوریٰ عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ نے اس حدیثِ پاک میں کیا ہے جس کو اِمَام بخاری رَحمَۃُ اللّٰہُ الْبَارِی نے اپنی جامع میں سَیِّدُنَا اَبُوہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ سے روایت کیا ہے فرمایا:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّي اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي ھٰھُنَا فَوَاللّٰہِ مَایَخْفِي عَلَيَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَارُکُوْعُکُمْ اِنِّي لَاَرٰکُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِيْ۔ دیکھو صفحہ ۵۹ جلد ۱۔

یَعْنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ (صرف) یہاں ہے تو اللّٰہ تعَالٰی کی قسم مجھ پر نہ تو تمہارا خشوع پوشیدہ ہے نہ تمھارا رکوع بے شک میں ضرور تمھیں اپنے پسِ پُشت دیکھتا ہوں۔

حَدِیثِ شریف کا پہلا جُملَہ اِسْتِفْہَامِیَّہ ہے اور اِسْتِفْہَامِ اِنْکَارِی ہے یعنی ایسا نہیں کہ میں صرف اس جانب کو دیکھتا ہوں جو سامنے ہے بلکہ اگلی جہت اور پچھلی جہت سب میرے سامنے اور میرے اِحاطے میں ہیں۔ اسی لئے فَاءِ تَفْرِیْعِیَّہ اپنے کلام میں استعمال فرما کر فرمایا۔ "فَوَاللّٰہِ" دوسرا یہ کہ آپ نے جُملَہ قَسَمِیَّہ استعمال فرمایا۔ تیسرا یہ کہ خشوع وہ عجز و تواضع ہے جو قلبی کیفیت ہے اور دل سے تعلق رکھتا ہے اور رکوع ظاہری تواضع و ظاہری کیفیتِ اِنکسار ہے چوتھا یہ کہ اِنِّیْ سے جملہ شروع فرما کر اِنَّ کی خبر پر لَامِ قسم داخل فرما کر رُؤیَتِہٖ کُلّ کے دیکھنے اور جانتے کا مظاہرہ فرمادیا کہ رُؤیَت عِلْمُ و دیکھنے دونوں معنی میں آتا ہے کیونکہ رُؤیَتہ اَسْبَابِ علم میں سے ہے۔ جب کہ سبب بول کر مراد مُسَبَّبْ لیا گیا ہو۔ بیک کرشمہ دو کار۔ ......

قوت آپ کے رَبِّ مُقِیتُ و قَدِیرُ نے آپ کو دی ہے صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمَ ۔ وَانۡحرۡ، بدنة انائیّتَكَ لِئَلَّا تظۡهر فِي شُهُودِكَ بِالتَّلۡوِينِ وَنسلبك مقام التَّمكِينِ وكُنۡ مَّعَ الۡحَقِّ بِالۡفنَاءِ الصِّرۡفِ بَاقِياً بِبَقَائِهٖ ابداً فلا تكُونُ ابتر فِي وُصُولِك وحَالِكَ وَاتِّصَالِ اُمَّتِكَ الَّذِينَ هُمۡ ذُرِّيَّتُكَ بِكَ۔

یعنی اور اپنی اَنَائِیَّت کی اونٹنی قربان کیجئے تاکہ آپ کے شُہُودُ میں تلۡوِینُ ظاہر نہ ہوپائے تاکہ آپ کے اَعۡلیٰ مقامِ جَماوُ، مقامِ تمکین کو سلب نہ کروں اور آپ ہمیشہ کے لئے تمامتر فنا ہو کر حق کے ساتھ رہیئے حق کی بقاء سے باقی رہیئے تو اس طور پر آپ اپنے وصول اور اپنے حال میں (حق) سے منقطع نہ رہیں گے نہ ہی آپ کی امت جو آپ کی اولاد (روحانی ہے) آپ سے اتصال میں منقطع و محروم رہے گی۔

اِنَّ شَانِئَكَ اِنَّ مُبۡغِضَكَ الَّذِيۡ عَلٰي خِلَافِ حَالِكَ الۡمُنۡقَطِعُ عَنِ الۡحَقِّ، هُوَالۡاَبۡتَرُ لَا اَنۡتَ فَاِنَّكَ الۡبَاقِيُّ بِبَقَائِهٖ الدَّائِمِ الۡمُتَّصِلِ بِكَ ذُرِّيَاتُكَ الۡحَقِيۡقِيَّةُ مِنۡ اَهۡلِ الۡاِيۡمَانِ اَبَدَالۡاَبِدِيۡنَ الۡمَذۡكُوۡرُ فِيۡهِمۡ دَهۡرَالدَّاهِرِيۡنَ وَهُوَالۡفَانِي بِالۡحَقِيۡقَةِ الۡهَالِكُ الَّذِيۡ لَايُوۡجَدُ وَلَايُذۡكَرُوَ لَايَنۡسَبُ اِلَيۡهِ وَلَدٌ حَقِيۡقَةً وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ۔

یعنی بے شک آپ سے بَیرُ و بُغۡض رکھنے والا وہ ہے جس کا حال آپ کے حال سے بالکل مخالف ہے (اور) وہی ہے جو حق سے منقطع ہے در حقیقت وہی ابتر ہے وہی ہر

.... اسی حدیث شریف پر عَلَّامَہ بَدۡرُالدِّیۡن عَیۡنِیۡ کا تبۡصَرَہ یہ رہا کہ یہ عِلۡمُ وُ رُؤۡیَۃ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلَّمَ کا اپنے تمام اَحۡوَالُ میں رہے۔ صرف حالت نماز کے ساتھ مُخۡتَصّ نہ تھے فرمایا مجاہد کا قول ہے اِنَّہٗ کَانَ فِي جَمِيعِ اَحۡوَالِهٖ يَعۡنِيۡ مَاكَانَتۡ مُخۡتَصَّةً بِحَالَةِ الصَّلٰوةِ۔ دیکھو حاشیہ ٦ بخاری شریف المجلد الاول صفحہ ٥٩

خیر سے محرُوم ہے نہ آپ کیونکہ آپ حق ہی حق کی دائمی، و سَرمَدِی بقاء سے باقی ہیں اور رہیں گے اہل ایمان جو درحقیقت آپ کی اولاد ہیں ہمیشہ ہمیشہ آپ سے متصل رہیں گے ان میں تا بَقاءِ زمان آپ کا ذِکرُ و چرچا جاری رہے گا اور وہ (آپ سے بُغض و بَیر رکھنے والا) ہی نیست و نابود اور ہلاک ہونے والا ہے۔ وہی ہے جس کا نہ تو وُجود و بود ہو گا نہ اس کا ذکر و چرچا رہے گا نہ ہی اس سے کوئی وَلَدُ و مَولُودُ مَنسُوب ہو رہے گا۔ وَاللہُ اَعلَمُ

یہ مِسکِینُ خادِمِ دِینِ مَتِینِ مُصطَفوِی اَبُوالفتح مُحمد نصرُاللہ خانُ بنُ خُوش کیارُخانَ السّرُوضوِی نَصرَہ اللہُ القَوِیُّ کہتا ہے وَبِاللہِ التَّوفِیقُ وَھُوَنِعمَ الرَّفِیقُ۔ مَذکُورَہ بیاناتُ و بَرَاہِینُ سے وہ رَاسِخَہ عَقِیدَہ تو روزِ روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ سَیِّدُ الوَرٰی عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ اپنے رَبّ کے جمالِ ذَاتُ و صِفَاتُ و اَفعَالُ کا مُشَاہَدَہ براہ راست اَعیَانُ و کائنَاتُ کے آئینہ میں کرتے رہے ہیں اب دو مقاصد ایسے ہیں جن کے اِیضَاحُ و تفصِیلُ نہایت ضروری ہے۔

۱۔ اَوّلُ یہ کہ سَیِّدُالوَرٰی عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ کو جمالِ ذاتِ رَبّ کا کمال مُشَاہَدَہ اس درجہ حاصل ہے جس میں کوئی بھی آپ کا برابر و مساوی نہ رہا اور نہ رہے گا اس بحث و مقصد کی بناء محاورہ۔ محاضرہ مکاشفہ اور مشاہدہ کی تفصیل پر ہے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ مخلوق میں سے ہر شخص اپنی اِستِعدَادُ کے مطابق رب کا مشاہدہ سب کائنات سے زیادہ سَیِّدِ کائنَاتُ عَلَیہِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسلِیمَاتُ کی پاک ذَاتُ و صِفَاتُ و اَفعَالِ مُنَوَّرَہ میں کامل طور پر کرسکتا ہے و بس اس مَقصَدِ اَعظم کے حصول کے لئے بہتر محل اور بہتر وقت نمازی کا قعدہ اور اس کا تَشَہُّد ہے جس نے نمازی کو تشہد کے کلمات اور کلمات کی ترتیب نے بہتر تَصَوُّر عطا فرمایا اور مشاہدہ رب کا بہت بہتر موقعہ مُہَیَّا کردیا ہے۔

پہلا مقصد

مُشاہدہ - مُکاشفہ - مُحاضرہ کی تعریف میں

جان لیں کہ تجلیات کی تین قسمیں ہیں۔ تجلیٔ ذات، تجلی صفات، تجلی افعال۔

۱۔ تجلی ذات کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر تجلی ایسی رہی جس سے سالک کی ذات، انوار کے تجلیات اور سطوات میں فانی، اوراس کے صفات ان میں متلاشی (۱) ہوگئے ہیں پر اس کے بقایای وجود سے اب بھی کچھ باقی رہا پس اس تجلی کو صعقہ کہا جاتا ہے۔ یہ تجلی ذاتی ہے جس کی ایک علامت و تاثیر یہی ہے جو مذکور ہوئی چنانکہ سَیِّدُنَا مُوسیٰ عَلیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ کا حال جن کو اللّٰہُ تعالیٰ نے اسی تجلی ذاتی کے ساتھ باندھ کر فانی کردیا۔ اللّٰہُ تعالیٰ کا اِرشاد ہے۔ فَلَمَّا تَجلّٰي رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوسيٰ صَعِقاً۔ (آیت ۱۴۳ سورۃ اعراف)

ترجمہ: پھر جب اس کے رَبّ نے اپنا نور چمکایا پہاڑ پر اسے پاش پاش کردیا اور موسیٰ بے ہوش گرا۔

اور اگر تجلی ذاتی کی تاثیر سے سالک بِالکُلّ وَبِکُلِّی بَقایاءِ وُجُودُ سے اِنْخِلَاعْ کرچکا ہے۔ چنانچہ فَنَاءِ وُجُودُ کے بعد اس کی حقیقتُ بقاءِ مطلق سے واصل و پیوست ہوا پس وہی ہے فَانِیْ فِیْ اللّٰہِ بَاقِيْ بِاللّٰہِ وہی ہے جو ہمیشہ ذَاتِ اَزَلِیْ کا مشاہدہ، ازلی نور کے ساتھ کرتا رہتا ہے یہی وہ خلعت ہے جس کو خاص طور سے خَالِقِ عَالَمْ جَلَّ مَجْدُہٗ

۱۔ مُتَلَاشِیْ کے معنی پاش پاش ہوجانا۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ

نے سَیِّدِ الوریٰ، سَیِّدِنَا مُحَمَّدٌ مُصطفیٰ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کو بخشا ہے۔ یہی وہ عالمی تاج ہے جس کی بناء پر خالقِ عالَم نے محبُوبِ دُوسَرا عَلَیہِ التحیّۃُ والثناء کو اپنی پوری خدائی کا شہنشاہ معظم گردانا ہے اور یہی وہ شربت ہے جس کی لذت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کی ذات و صفات و افعال میں جاری و ساری ہے جس کے جرعات جام حبیب مطلق کے خواص متابعان کے کام و زبان پر بھی جاری و ساری ہیں۔ خاصان متابعان محبوب و مطلوب ان جرعات دلدوز سے لطف اندوز ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

اَللّٰھُمَّ ارزُقنَا مِنہُ بِہٖ وَ لَہٗ (۱) مِنہُ وَ لَہٗ وَاِلَیہِ وَعَلَیہِ السَّلَامُ (۲)۔

۲۔ دوسری تَجَلِّیِ صِفَاتُ ہے اس کی علامت اور اس کی تاثیر کا اثر سالک کا خشوع اور خضوع ہے یہ اس صورت میں ہے جب کہ ذاتِ قدیم صفاتِ جلال (۳) کے ساتھ سالک پر تجلی کرے۔

اِذا تجلّي اللّٰہُ لِشَیٍٔ (ف) خَشَعَ لَہٗ (۴) اور اس کی علامت و تاثیر سُرُورِ ذاتِ سالک

۱۔ "مِنہُ" اس شراب یا جام کے گھونٹ کا کچھ حصہ۔ "بِہٖ" آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کے وسیلہ عُظمیٰ سے "لَہٗ" آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کی خاطر۔ مِنہُ نصرہُ اللہُ تعالیٰ۔

۲۔ آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ سے ہی ہر طرح کی سلامتی ہے آپ ہی کے لئے ہے اور آپ ہی کی طرف اور آپ ہی پر ہے ہر طرح کا سلام۔ ۱۲ مِنہُ نصرہُ اللہُ تعالیٰ۔

۳۔ صِفَاتِ جلال جیسی عظمتُ و قُدرتِ کِبریا و جبرُوتُ۔ ۱۲ مِنہُ نصرہُ اللہُ تعالیٰ۔

۴۔ جب اللہُ تعالیٰ کسی شی کے لئے متجلی ہوتا تو وہ شی اس کے لئے عجز و فروتنی کرتی ہے۔ مِنہُ نصرہُ اللہُ تعالیٰ۔

رہتا ہے اور یہ اس صورت میں جب کہ ذاتِ قَدِیمُ صفاتِ جمال کے ساتھ تجلی فرمائے اس کا مطلب یہ کہ ذاتِ اَزلِی صِفاتِ جَلَالُ وُ صِفاتِ جَمالُ (۱) سے موصوف رہی ہے اور رہے گی کہ اَزلِیُ وُ اَبدِیُ ہے اور صِفاتُ قدیم ہیں پر سالک پر کبھی صِفاتِ جلال کے ساتھ متجلی ہوتی ہے اور بوقت دیگر صفات جمال کے ساتھ جیسا مُقتَضٰی ہو مَشِیَّتِ اِلٰہی کا حسب اختلاف استعداداتِ سالکین۔ پس کبھی صفت جلال ظاہر ہو گی اور صفت جمال باطن اور گاہی صفت جمال ظاہر ہو گی اور صفت جلال باطن۔

۳۔ تیسری تجلی، تجلی افعال ہے اس کی تاثیر یہ ہے کہ سالک اس کے اَثَرُ سے مخلوق کے افعال سے قطع نظر کرتا ہے مخلوق کی جانب نفع و ضرر کی نسبت کو صَرَفِ نظر کردیتا ہے اَعْنِیُ بِہٖ نفع و ضرر کی نسبت براہِ راست قَادِرِ مُطلَق کی جانب ہی کرتا ہے۔ مخلوق سے خَیرُ وُ شَرّ کی اِضَافَتُ سَاقِط کردیتا ہے اس تاثیر کے اثر سے اب سالک کے نزدیک خلق کی مَدحُ وُ ذَمّ اور ان کے قبول و رَدّ مُستَوِیُ وُ برابر رہتے ہیں اس کی وجہ ظاہر کہ سالک جب مجرد فعلِ اِلٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے پس یہ مشاہدہ سالک کو خَلْق کی جانب اَفْعَالُ کی اِضَافَتُ سے مَعزُولُ کردیتا ہے۔

اس تیسری تَجَلِّی، تجلی اَفْعَالُ کی علامت اور اس کا اثر سالک کی زبان پر ظاہر ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ اَعْلیٰ حضَرَتُ عَظِیمُ المَرُتَبَتُ اَحْمَدُ رِضا خَانُ بَرِیلوِی مُقرِّی اَفغَانِیُ کے مُندَرِجہ ذَیلُ قِطعَہ شِعرُ کے بیت اَوَّلُ میں ظاہر ہے۔

۱۔ جیسی رَاُفَتُ وُ رَحمَتُ، لُطفُ وُ کَرَمُ۔ مِنہٗ نَصَرَہُ اللّٰہُ تعالیٰ

قطعہ

نہ مَرا نُوشُ زِ تحسینُ نہ مَرا نیشُ زِطعنُ
نہ مرا گُوشِ بمدحِی نہ مرا ہُوشِ ذَمِی
مَنم وُ گُنجِ خمُولِی کہ نگُنجد دروُی
جزُ مَنُ وُ چَندُ کِتابےُ و دواتُ وُ قلمے

ان تجلیات ثلاثہ میں سب سے پہلی تجلی جو سالک پر پَرتَوافگنُ ہوتی ہے وہ ہے تجلی افعال اس کے بعد تجلی صفات اور پھر تجلی ذات ہے۔

اِصطلاحِ صُوفیاءِ صافِیَہّ میں تجلی افعال کے شہود کو مُحاضَرہْ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور شہود تجلی صفات کو مُکاشَفہُ کے ساتھ مَوسُومُ کیا گیا ہے اور شہود تجلی ذات کو مُشاہَدہْ، فقیر کے اس بیان کو اگر عاشقِ صادقِ امینِ صادق عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّناءُ حضرتِ عَلاّمہ جامِی رَضِیَ اللّٰہُ البارِیُّ القَوِیُّ عنہُ کے کلِمَاتِ مُلہَمہُ کے مشاہدہ میں دیکھنا ہو تو نَقشُ الفُصُوصُ کے فَصّ حِکمَۃٌ نَفَثِیَّۃٌ فِي حِکمَۃٍ شِیْثِیَّۃٍ کی شرح نَقدُ النُّصُوصُ صفحہ ۴۷ مطبع بمبئی ۱۳۰۶ھ میں دیکھیں۔

ف:- جاننا چاہیئے کہ حقّ سُبحانہٗ مِن حَیثُ الذّاتُ مَوجُوداتُ پر تَجَلِّی نہیں فرماتا پر مِن وَرآءِ الحِجابُ تجلی فرماتا ہے اور وہ حُجُبُ حقّ جَلَّ مَجدُہٗ کے اَسماءُ ہیں جیسے اسم اَللّٰہُ، اَلرَّحمٰنُ، اَلرَّحِیمُ وَ غَیرِھا مِنَ الاَسماءِ الحُسنٰي۔

دُوسرا مقصد

نماز کا قعدہ اور اس میں کلماتِ مشہودہ اس بات کا مستحکم و مضبوط عقیدۂ راسخہ دیتے ہیں کہ سیّدِ الوریٰ علیہ التحیۃ والثناء میں حق جلّ مجدہٗ کا مشاہدہ بروجہِ کمال ہوتا ہے تشہد میں آپ کا تصور نمازی کے لئے ناجی (۱) ہے۔

اے عزیز جان! جان لے کہ اَرکانِ نماز اور ان کی ترتیب میں نیز نمازی کے افعالِ مخصوصہ اور کلماتِ خاصہ میں جو خاص خاص ارکان میں ترتیب وار رکھے گئے ہیں، باہمی خاص ربط اور خاص الخاص مناسبت اور تعلّق ہے، جن کے تصوّرات نمازی کو ایک خاص معراجی مقام مہیا کردیتے ہیں، سرور دوسرا علیہ التحیۃ والثناء نے نماز کو مومن کی معراج قرار دیا ہے۔

فرمایا۔ اَلصَّلوٰۃُ مِعرَاجُ المُؤمِنِینَ۔ نماز، نماز ہونے کے اعتبار سے ایمان والوں کے لئے معراج ہے جس میں روحانی مشاہدہ، قلبی حضور، نفسانی اِنقیادُ و بدنی اِطاعت موجود ہو، یہ معانی و اَوصاف نماز میں ہونا چاہیئے اور یہ حدیثِ پاک کے کلمہ "اَلصَّلوٰۃُ" کے الف و لام سے مُترشّح ہے اس طور پر نماز پڑھنا حضور پاک صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی سُنّت ہے کہ نمازی پر واجب ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔ صَلُّوا کَمَا رَائیتُمُونِي اُصَلِّي یعنی تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح

۱۔ نجات دینے والا ہر عذاب سے۔ مِنہُ نصرہُ اللّٰہ تعَالیٰ۔

تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔ سَیِّدُالوَریٰ عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ کی نماز کی تَوضِیحُ وتَشرِیح تفصیل وار سورہ اِنَّآ اَعطَینٰكَ الكَوثَرَ میں گزر گئی۔ یہ بات خاص طور سے ملحوظ خاطر رہے کہ کلماتِ تشہد کا پڑھنا مُصَلِّی پر واجِب ہے۔ حضرت جَلِیلُ القَدرِ صَحَابِی سَیِّدُنا عَبدُاللّٰہِ بنُ مَسعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ سے مروی، فرمایا۔

اَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي وَعَلَّمَنِي التَّشَهُّدَ كَمَا كَانَ يُعَلِّمُنِي سُورَةً مِّنَ القُرآنِ وَقَالَ قُل اَلتَّحِيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيكَ اَيُّهَاالنَّبِيُّ وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَينَا وَعَلٰي عِبَادِاللّٰهِ الصّٰلِحِينَ اَشهَدُ اَن لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُهٗ وَرَسُولُهٗ۔ نماز کے قعدہ میں تشہد کا پڑھنا بِالمُوَاظَبَۃِ سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ سے ثابت اس کی تعلیم اور پڑھنے کا حکم بھی حَدِیثِ فَوقُ الذِّکرِ میں کَلِمَہ "وَعَلَّمَنِی" اور کلمہ "قُل" سے ظاہر ہے اور یہ امر اپنی جگہ مُحَقَّقُ و ثَابِت ہے کہ اَصلِ وَضعِ میں اَمرُ وُجُوبُ کے لئے آتا ہے جب تلک کوئی قَرِینہِ وَجُوبُ سے صارفہ موجود نہ ہولے معتبر کُتُبِ اُصُولُ میں واجب کی تعریف یہ لکھی ہے کہ جس عمل و فعل پر حضور سَیِّدِ عَالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مُوَاظَبتُ و دوام فرمایا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس فعل و عمل کے کرنے کا حکم بھی دیا ہو وہ واجب ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ کلمات تشہد کے معانی بروجہ انشاء مقصود و مراد ہیں۔ نہ بطریق حکایت (۱) در میں ہے۔ وَیُقصَدُ بِالَفَاظِ

۱۔ اگرچہ یہ کَلِمَاتِ مِعرَاجِ رَاجِ کے یاد دہانی پر بھی اَدَلِّ دَلِیل رہے ہیں اور رہیں گے۔ پر نمازی کے لئے ان کلمات کا پڑھنا بطور اِنشَاء واجب ہے تفصیل درکار ہو تو صفحہ ۱۲۶ جلد ثانی فتوحاتِ مکیہ دیکھئے۔ ۱۲ مِنہُ نَصرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

التَّشَهُّدِ مَعَانِيْهَا مُرَادَةً لَهٗ عَلٰي وَجْهِ الْاِ نْشَاءِ كَاَنَّهٗ يُحَيِّ اللّٰهَ تَعَالٰي وَيُسَلِّمُ عَلٰي نَبِيِّهٖ وَعَلٰي نَفْسِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ۔ دیکھئے اَللُّبَاب فِي شَرْحِ الْكِتَاب لِلْمِيْدَ انِيِّ عَلٰي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْقُدُوْرِيِّ فِي بَابِ صِفَةِ الصَّلٰوةِ **صفحہ ۷۰ مطبع ترکی۔**

یَعْنِیْ مُصَلِّی و نمازی اَلفاظِ تشہد سے ان کے معنی بطور اِنشاء مراد لے گویا وہ (نمازی) بارگاہِ اِلٰہی میں ہدایا و پیشکش پیش کررہا ہے اور اس کے پاک نبی پر سلام عرض کررہا ہے اور اپنے آپ پر اوراس کے وَلیوں پر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم وَ عَنَّا بِہٖ ثُمَّ ہم اب تو نمازی کا قصد و ارادہ ان کلماتِ مشہودہ تشہد کے ساتھ یہ رہے گا کہ وہ اَللّٰہ تَعَالٰی کی ہی حضرت و حضور میں اپنی تمام عبادات کے ہدایا پیش کررہا ہے قولی ہوں یہ عبادات یا فعلی ہوں خواہ یہ عبادات مالیہ ہوں پر نمازی کی پیشکش اس حالت میں ہے جس میں وہ اپنے رَبّ کے مشاہدہ سے لُطف اَندُوز ہورہا ہے عرض کرتا ہے۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ ملک و بقاء اللہ ہی کے ہے وَالصَّلٰوۃُ نمازیں، عبادات قولیہ و فعلیہ اللہ ہی کے لئے ہیں۔

وَالطَّیِّبٰتُ وَحدَانِیَّۃ کی شہادت اور رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی عالمگیر رِسالتِ عُظْمٰی کی شہادت نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی عَبدِیَّتِ کاملہ کی شہادت نیز عباداتِ مالیہ اللہ ہی کے لئے ہیں۔ جَلَّ مَجْدُهٗ وَصَلَّي اللّٰهُ تَعَالٰي عَلٰي حَبِيْبِهٖ عَبْدِهِ الْخَاصِّ الْكَامِلِ الْمُكَمِّلِ الَّذِيْ هُوَالْكُلُّ وَلَهٗ الْكُلُّ وَمَوْلَاهُ كُلُّ الْكُلِّ تَجِدُ الْكُلَّ اِذَا نَظَرْتَ الْكُلَّ فِي الْكُلِّ کلماتِ بالا کا تالِی اور قارِی، مشاہدہ مُطلَق سے مَلذُوذ ہورہا ہے اس میں اِضافہ چاہتا ہے اِضافہ کی صورت یہ رہی کہ اب وہ مشاہدہ رَبَّانِیَّہ کی جانب منتقل ہو یہ ربانی مشاہدہ اس کو بوجہِ اَتَمّ وَاَکمَل اِسمِ اَعظَم (اللہ) کے مَظہرِ اَتَمّ کے سوا نہیں مل سکتا اس لئے وہ مَظہرِ اَتَمّ اِسمِ اَعظَم سَرورِ دُوسَرا عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ ہی کی جانب متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَاالنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

یعنی ہر طرح کا سلام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پر ہے اے اَللّٰہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اور اَللّٰہُ تَعَالٰی کی رحمتِ کاملہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پر رہی اور اس میں اِزْدِیَادُ وَاِضَافَہ ہوتا رہتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ

یہ جُملہ نِدَائِیَہ اور یہ کلمات مشہودہ اپنے اندر بہت سی حکمتیں اور بہت سے معانی لئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کی توضیح و تشریح کردیتا ہوں وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔ جان لے کہ یہ تشریح جملہ بالا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ کی تَحْلِیْل اور ترکیب سے بخوبی حاصل ہوسکتی ہے۔

تَحْلِیْل

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ میں اَلِفُ وَلَامُ (۱) جِنْس کے ہیں پس معنی یہ ہوئے کہ جِنْسِ سلام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پر ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی جانب ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے ہے اے اَللّٰہ کے نبی "عَلَیْکَ" میں "کَ" حرف خطاب ہے جو مُشَافَہَہ اور مُوَاجَہَہ پر دَلَالَت کرتا ہے جس سے ہر ہر نمازی یا تشہد کا ہر ہر تالی و قاری کی حضور و حاضری، حضورِ اَنْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی حضور میں مُسْتَفَاد ہوتی ہے اَعْنِیْ بِہٖ کہ تَالِیُ وَقَارِیُ حضور اَنْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی حضور میں حاضر ہے اور حضور اَنْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اس کے لئے ناظر ہیں۔

۱۔ جو کہ اپنے مَدْخُول کے جِنْسِ حَقِیْقَت کی جانب مُشِیْر ہے بغَیْرِ لحاظِ فَرْدُ وَاَفْرَادُ کے۔
۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

اَیُّھَا میں "اَيُّ" مَبنِيٌّ عَلَي الضَّمِّ مَنصُوبٌ مَحلاً مَفعُولٌ بِہٖ لِدَعَوتُ (۱) اَوْ "نَادَیتُ" المُقَدَّرِ وُجُوباً وَحرفُ النِّدَآءِ اَي "یَا" مَحذُوفٌ وَالھَاءُ فِي "اَیُّھَا" حَرفُ تَنبِیہٍ وَ "النَّبِيُّ" مَرفُوعٌ مُنَادٰي وَالاَلِفُ وَاللَّامُ عَلٰي "اَلنَّبِيِّ" عِوَضٌ عَنِ المُضَافِ اِلَیہِ وَھُوَ کَلِمَۃُ الجَلَالَۃِ "اَللّٰہِ" یَعنِيْ "اَیُّھَا" میں "اَيُّ" مَبْنِیْ بر ضَمَّہ ہے منصوب ہے اس لئے کہ اس کا محل، مَحَلِ نصب ہے کیونکہ یہ "دَعَوتُ" یا "نَادَیتُ" کا، جس کی تقدیرِ کلام عرب میں ضروری اور واجب ہوتی ہے مَفعُولْ بِہٖ ہے۔

"یا" حرفِ نِدا محذوف ہے اور کلمہ "اَیُّھَا" میں "ہَا" حرفِ تَنْبِیْہ ہے۔

"اَلنَّبِيُّ" مُنَادٰی مرفوع ہے اَلِفْ و لَام عِوَضْ و بَدَلْ ہے اُس کلمہ سے جس کی طرف کلمہ نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ سَلَّمَ) مُضَاف ہے وہ کلمہ جَلَالَۃْ "اَللّٰہ" ہے وہ مُضَافُ اِلَیْہِ ہے نَبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ سَلَّمَ کا۔ تحلیل کے بعد اب اَصْل عِبَارَتْ یوں رہی۔ کُلُّ سَلَامٍ عَلَیْكَ (اِنِّيْ) دَعَوتُكَ اَونَادَیتُكَ یَا نَبِيَّ اللّٰہِ یعنی ہر طرح کا سلام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ سَلَّمَ پر ہی ہے ای غَیْب کی خبر دینے والے مجھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَ سَلَّمَ کی توَجُّہ کی حاجت ہے میری حاجت کو رَوا فرما۔

۱۔ جاننا چاہیئے کہ جُملَہ نِدَائِیَّہ میں "اَدعُو یَا اُنَادِيْ" کی تقدیر سے "دَعَوتُ یَا نَادَیتُ" بصیغہ ماضی کی تقدیر بِہٖ رَاجِح ہے گو اَفعَال بصیغہ مُضَارِع یا بصیغہ ماضی دونوں اِنشائی ہیں۔ بہتری اور رَاجِحِیَّتْ کی وجہ یہ کہ اَفعال اِنْشَائِیَّہ کا استعمال صیغہ ماضی کے ساتھ اَغْلَب ہے نیز یہ کہ بر تقدیرِ "اَدعُو یَا اُنَادِيْ" بِصِیْغَہ مُسْتَقْبِل جملہ نِدَائِیَّہ کا خَبَرِیَّہ ہونا ظاہر ہوتا ہے جو اِنْشَائِیَّہ کا عکس ہے۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

ترکیب

کُلُّ سَلَامٍ سے اَفْرَادِ سلام مراد ہیں افراد میں حقیقت اصل عُنْصُر ہوا کرتی ہے۔ حقیقت یہاں پر جنس سلام ہے پس "سَلَامٌ" پر الف و لام داخل فرما کر اَلسَّلَامُ ہو گیا۔ "عَلَيْكَ" میں کافِ خِطَابْ حضوری اور قرب پر دلالت کرتا ہے۔ اسی کافِ خطاب کی بناء پر لفظ و تلفظ میں "یا" نداء سے استغنا لازم آیا پس "یا" کو حذف کردیا اور وہ اس لئے کہ "یا" قرب و بعد (۱) دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کاف قرب و حضور پر دال ہے گافِ خِطاب "کَ" کو تَایُّہٗ سے مُؤَکَّدْ و مُزَیَّنْ گردانا فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اور "اَلنَّبِيُّ" پر اَلِفْ و لَامْ داخل کردیا ہے۔ کہ یہ الف و لام مُضَافْ اِلَیْہِ "اللہ" کا عوض ہے عرب عربا کا قاعدہ ہے جب چاہتے ہیں کہ کلام مختصر ہو جائے اور معنی میں کوئی فرق نہ آنے پائے تو مضاف الیہ کو حذف کرکے مضاف پر الف و لام داخل کردیتے ہیں اسی قاعدہ کے ماتحت "یَا نَبِيَّ اللهِ" میں کلمہ جلالت حذف ہوا "نَبِيَّ" پر اس کے بدل میں اَلِفْ و لَامْ داخل کردیا گیا اَلنَّبِيُّ ہوا۔ پس تَرْکِیبِ عِبَارَتِ سَابِقَہْ یوں ہوئی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلنَّبِيُّ مُنَادیٰ ہے جس کے مُسَمّٰی کی توجہ اس حرفِ نِدا کے ساتھ مقصود و مطلوب ہے جو یا محذوف ہے کلام پاک میں بر تقدیرِ وجود قرینہ حَذْفِ نِدا کی مثال موجود ہے وہ ہے۔ قَوْلُہٗ تَعَالٰی یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔ اَلْاٰیَۃُ اَيِ الَّذِي اَصَابَكَ مِنْ زُلَیْخَا۔ یَعْنِیْ یَایُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اے یوسف اسے درگزر کیجئے اور اس کا خیال نہ کیجئے یہاں پر حَذْفِ یَاءِ نِدَآء کا قرینہ سَیِّدِنَا یُوْسُفُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی حضور ہی ہے۔

۱۔ دوری و نزدیکی۔ مِنْہُ غُفِرَلَہٗ۔

کافیہ میں ہے اَلْمُنَادٰي وَهُوَالْمَطْلُوْبُ اِقْبَالُهٗ بِحَرْفٍ نَائِبٍ مَنَابَ اَدْعُو لَفْظًا اَوْ تَقْدِيْرًا۔ (۱) یعنی منادی وہ ہے جس کے مُسَمّٰی کی توجہ مطلوب و مقصود ہے ایسے ایک حرف کے ساتھ جو "اَدْعُو" کا قائم مقام ہو۔

یہ مُنادی یا یہ طلب یا وہ نِیابت لفظی ہو یا تقدیری ہو نیز اسی کافیہ میں ہے وَيَجُوْزُ حَذْفُ حَرْفِ النِّدَاءِ عِنْدَ قَرِيْنَةٍ مِثْلُ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اور جائز ہے حرف ندا کا حذف جیسے یوسف اس کا خیال نہ کیجئے۔ حَاشِيَۂ عَبْدُالْغَفُوْر میں ہے۔ مَنَابَ اَدْعُو الْاِنْشَائِيّ لِاَنَّ الْجُمْلَةَ النِّدَائِيَّةَ اِنْشَائِيَّةٌ فَالْاَوْلٰي تَقْدِيْرُ دَعَوْتُ اَوْ نَادَيْتُ لِاَنَّ الْاَغْلَبَ فِي الْاَفْعَالِ الْاِنْشَائِيَّةِ مَجِيْئُهَا بِلَفْظِ الْمَاضِيْ۔ دیکھو صفحہ ۳۲۸ بَحْثُ مُنَادٰي اَلْمَطْبَعُ الْمُجْتَبَائِيُّ فِي بَلْدَةِ دِهْلِي۔

یَعْنِیْ "یا" حرفِ نِدا "اَدْعُو" اِنشائی کی جگہ استعمال ہوتا ہے اس لئے کہ جملہ ندائیہ انشائیہ ہوتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ "دَعَوْتُ" یا "نَادَيْتُ" (بجائے "اَدْعُو" یا "اُنَادِيْ" کے) مُقدّر مان لیا جائے کیونکہ افعال انشائیہ میں اَغْلَب یہی ہے کہ وہ بلفظ ماضی ہوں۔

اَيْ طَلَبًا لَفْظِيًّا بِتَلَفُّظِ اٰلَةِ الطَّلَبِ نَحْوُ يَا زَيْدُ اَوْ طَلَبًا تَقْدِيْرِيًّا بِتَقْدِيْرِهَا نَحْوُ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔ یعنی یہ طلب لفظ میں ہو جس میں طلب کا آلہ ملفوظ ہو جیسا یَا زَیْدُ اس میں زید کو یا حرف نداء کے ساتھ پکارا گیا۔

یا یہ طلب تقدیری ہو (مان لی گئی ہو) جس میں آلہ طلب ملفوظ نہ ہو پر معنی اس کے مراد ہوں جیسے ارشاد باری تعالیٰ یوسف ! اس خیال میں نہ رہے ظاہر ہے کہ یہاں "یا" حرف نداء لفظ میں تو نہیں پر ازروئے معنی کہ مراد ہیں پس تقدیرا "یا" موجود ہے۔ ۱۲ مِنْہٗ نَصَرَہُ اللّٰہُ

مذکورہ بالا مُفصّل و مُبرہن بیان سے مندرجہ ذیل اہم غُمُوض و رُمُوز کا اِنکشاف و اِکتشاف ہوتا ہے۔

۱۔ یہ کہ نمازی حالت نماز میں مُشاہدۂ ربّ پر مُکلّف ہے اُعبُدْ ربَّکَ کَانَّکَ تَراہُ فَاِن لَّم تَکُن تَراہُ فَاِنَّہٗ یَراکَ۔ اَلحدِیثُ یعنی اپنے رب کی بندگی و عبادت کر اس طرح گویا تو اسے دیکھتا ہے پھر اگر تو اس قابل نہیں کہ اسے دیکھے پس یہ تو ہو کہ وہ تجھے دیکھتا ہے (بہرحال حضورِ قلبی، انقیادِ نفس و طاعت بِدن نماز میں ضروری ہے)

۲۔ یہ کہ نمازی حالت نماز میں اس بات پر مکلف ہے کہ وہ رب کا مُشاہدہ سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّناءُ میں کرے یہ جان کر اور یہ مان کر کہ حقیقۃً مُشاہدہ ربّ کا مَظہرِ اتم آپ ہی ہیں صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

۳۔ یہ کہ نمازی کو حُصُولِ مُشاہدہ رَبّ کے لئے سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّناءُ کی ہی توجہ اور اِمداد کی حاجت ہے جس کے بغیر نہ تو نمازی کی نماز قبول ہو گی نہ ہی اس حجاب کا اِزالہ ہو گا جس کی بناء پر نمازی مشاہدہ رب سے محجوب تھا۔

۴۔ یہ کہ کلماتِ تشہد اِنشائیہ ہیں نہ حِکائِیَّہ یہ کلمات حقیقت میں عابد کے عبادات کی پیش کش ہیں۔

۵۔ یہ کہ یہ کلمات بامعانی ہیں بلکہ مِعرَاجِیَّہ (۱) ہیں، نیز یہ کہ بامعانی کلمات کے

۱۔ ان معراجی کلمات کے مقاصد "اَلسُّوَالُ الثَّامِن وَالاَربَعُونَ وَمِائَۃٌ" کے تحت اَلفُتُوحَاتُ المِکِّیَّہ کے صفحہ ۱۲۶ جلد ۲ میں دیکھئے۔ ۱۲ مِنہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

تصوّرات اُن کے معانی سے مُقدّم ہوا کرتے ہیں۔

۶۔ یہ کہ نمازی سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ کو بارگاہ الٰہی میں حاضر و ناظر جان لے۔

۷۔ یہ کہ جب سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ کو "یا" نِدا کے ساتھ نماز کی حالت میں اِمْدَادْ کے لئے پکارنا، اور اِسْتِمْدَادْ کے لئے یاد کرنا جائز بلکہ واجب قرار دیا گیا ہے تو ظاہر بلکہ اَظْہر کہ خارج نماز میں اِسْتِمْدَادْ وَطَلبِ اِمْدَادْ کے لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو پکارنا کبھی ناجائز نہیں ہوسکتا کیوں کہ جو بھی چیز ہو یا قول و فعل ہو جو خارج نماز میں ناجائز و حرام ہو تو وہ نماز کا رُکْن نہیں بنایا جاسکتا۔

۸۔ یہ کہ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو خارجِ نماز میں آپ کا اُمّتی "یانبیَّ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ)" کے ساتھ پکار سکتا تو ظاہر ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو آپ کے ہر لَقَب کے ساتھ یاد کر پکار سکتا ہے جیسے کہے یارَسُولَ اللّٰہِ، یاحَبِیبَ اللّٰہِ، یَا نُورَاللّٰہِ، یَا قَاسِمَ الاَرْزَاقِ وَالعُلُومِ، یَا کَاشِفَ الغُمُومِ وَالھُمُومِ، یا کَاشِفَ الغُمَّۃِ، یا مُجلِي الظُّلمَۃِ یا فارقلیط، یاطٰہٰ، یاسَیِّدَالمُرسلِینَ، یاشافِي، وَغیرِھا مِنَ الاَلقَابِ الکَرِیمَۃِ الجَمِیلَۃِ السَّادَّۃِ۔

۹۔ یہ کہ سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ ہر چیز و ہر شخص کی ہر آواز کو سُن لیتے ہیں (۱)

۱۔ جَلِیلُ القَدرِ صَحابی اَبُوذَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ سے مَروِی فرمایا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّي اللّٰہُ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنِّي اَرٰي مَالَا تَرَونَ وَاَسمَعُ مَالَا تَسمَعُونَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحقّ لَھَا اَن تَئِطَّ لَیسَ فِیھَا مَوضِعُ اَربَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَ مَلَکٌ وَاضِعٌ جَبھَتَہٗ سَاجِدٌ لِلّٰہِ۔ یَعْنِی سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ نے اِرشَاد فرمایا کہ بیشک میں ہر اُس شے کو دیکھتا ہوں ......

خواہ وہ آواز بلند ہو یا پست مشرق کے کسی حصے سے ہو یا مغرب کے کسی بُقعے سے آسمان سے یا آسمان و زمین کے درمیانی فَضاء سے بلکہ وہ آواز عرش سے ہو یا کرسی کی "اَیُّهَا النَّبِيُّ" نمازی اپنے تشہد میں اَیُّهَا الرَّسُوْلُ یا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے اَلقَابِ شَرِیْفَہ میں سے دوسرے لَقَبْ کے بجائے۔ اَلنَّبِیُّ اس لئے کہتا ہے کہ نبوت باعتبار معنی و مفہوم کے رِسَالَۃ سے عام ہے نیز یہ کہ مَقامِ نُبُوَّتْ ذاتِ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے مَقامِ رِسالَتْ سے اَعْلیٰ اور اَشْرَفْ ہے۔ ہمارے آقَا و مَوْلیٰ سب سے اَعْلیٰ وَلِی ہیں تو اَعْلیٰ نبی ہیں اور اَعْلیٰ رَسُوْلْ بھی اور وِلَایتِ نَبی کا مقام نبی کے لئے مَقامِ نُبُوَّتْ سے بھی اَعْلیٰ تر ہے۔ کیونکہ وِلَایتِ نَبی نُبُوَّۃِ نبی کا باطن ہوتی ہے اس مَقامْ میں نبی کا تعلق حق ہی حق کے ساتھ رہتا ہے۔ جس میں خلق کا کوئی اِعتبار نہیں اس مرتبہ میں وَلِیّ

(............ جس کو تم نہیں دیکھتے اور ہر اس آواز کو سنتا ہوں جس کو تم نہیں سنتے بطور مثال و تمثیل ایک آواز کا ذکر فرمایا جو ہمیں سنائی نہیں دیتی کہ) آسمان چرچرایا اور اس کا چرچرانا حق ہے کیونکہ اس میں چہار اَنگُشْت مِقْدَارْ کی اتنی جگہ نہیں جس پر فرشتہ پیشانی ٹیکے اللہ کے لئے سجدہ نہ کررہا ہو۔ (ترمذی شریف، ابن ماجہ وغیرہ) مِنْ کُتُبِ الْحَدِیْثِ۔ اَبْوَابُ الزہد صفحہ ۳۳۶ ، بَابُ مَاجَآءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا۔ اَلْحَدِيْثُ، صفحہ ۳۱۹، ابن ماجہ شریف بَابُ الْحُزْنِ والبکاء۔ ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ وَھُوَ یَرٰي مَالَا اَرٰي۔ صفحہ ۲۸۷ ، مُسْلِم جِلْدِ دُوُمْ)

نبی ذاتُ اللہ میں فنا اور عَینُ الجمع میں مستغرق ہوتا ہے۔ (۱) (اے عَینُ جمعِ الذّاتِ)
اسی لئے کہا گیا کہ علم ولایت نبی عبارت ہے توحید ذات و صفات و افعال میں
محو ہو جانے سے پھر نبوّتِ نبی رِسالتِ نبی سے اَعلیٰ و اَشرف ہوتی ہے کیوں کہ
نبوّتِ نبی (۲) وِلایتِ نبی کا ظاہر ہوتی ہے اس مَقام میں معانیٔ غَیبیّہ جیسے معاد،

۱۔ عَینُ جمعِ الذّاتِ، جمعُ الوحدۃِ ہے جس میں نہ تو فواد باقی رہتا نہ بندہ بلکہ اس مَقام
میں بندہ کُلّ کے کُلّ فناء ہوجاتا ہے اِصطِلاحِ صُوفیائے صافیہّ میں اسے عَینُ جمعِ الذّات
کہتے ہیں۔ حضرتُ الشّیخُ الاکبر رضیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنہٗ فرماتے ہیں جمع الوحدۃِ الّذِی لا
فُوادَ فِیہِ ولاَ عبدَلِفناءِ الکُلِّ فِیھا المُسمّی بِاِصطِلاحِھم عینُ جمعِ الذّاتِ۔ دیکھو
سورہ النجم صفحہ ۲۷۱ جلد ۲ تفسیر الشّیخ الاکبر رضیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنہٗ۔ ۱۲ مِنہٗ نصرہُ اللّٰہُ تعالیٰ۔
۲۔ قولہ نبوّت نبی وِلایتِ نبی کا ظاہر ہوتی ہے۔ جان لیں کہ وِلایت اور نبوّت کے
اِجتماع کو جمعُ الجمع کہتے ہیں۔ جمع الجمع کا اوّلُ الذِکر پہلو جو وِلایتُ ہے وہ مَقام
ہے جس میں ولی کا اَصلاً شعور باقی نہیں رہتا بلکہ اسے اِستہلاکِ تمام اور فناءِ تام رہتا ہے۔
اس مَقام کو جمعُ الوحدۃ کہتے ہیں اور عَینُ جمعِ الذّاتُ کے نام سے بھی مَشہور و شہیر
ہے۔ جمعُ الجمع کا دُوسرا پہلو نبوّت ہے جو وِلایت کا ظاہر ہے، نبی اس مَقام میں حقِ
واحد کا مشاہدہ کثرتِ خَلق میں کرتے ہیں اور کثرتِ خَلق کا وحدتِ حقّ میں نیز یہ کہ
خلق کے ساتھ حق کے اتحاد کا مشاہدہ بھی ان کو حاصل ہے۔ اس طور پر کہ اکوانُ و
اَعیانِ مُمکِناتُ حقّ کے صُورُ و اَسماءُ و صِفاتُ و اَفعالُ رہے ہیں۔ یہی وہ تفرقہ ہے جس
کو اِصطِلاحِ صُوفیہّ صافیہّ میں تفرقہ بعدَ الجمع کہتے ہیں۔ یہ تفرقہ جمع کو جامعُ ہے۔ تفرقہ
بعدَ الجمع کو جمعُ الوجود بھی کہتے ہیں۔ اس کا ایک لقبُ الوجہُ الباقِی بھی رہا ہے۔......

بَعث بَعدَالمُوت یا حَشرُونَشر اور مَعارِفِ اِلٰہِیَّہ (جیسے صِفاتُ وَاَسماءِ اِلٰہِیَّہ کی پہچان یا ہر اس چیز کی تعریف جو اَللّٰہُ تَعَالیٰ کے شایانِ شان ہو جیسے تَمجِیدَاتُ وَ تَحمِیدَاتُ) سے اِخبار اور تفاصیلِ صِفاتُ وَ اَفعالِ اِلٰہِیَّہ کا اعتبار رہتا ہے پس نمازی انہیں معانی غیبیہ اور انہیں معارف الٰہیہ کے حصول کی غرض سے اپنی نماز میں سرور دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کی توجہ کا طالب ہوتا ہے جس سے ان کمالات پر نمازی کا فائز ہوجانا یقینی ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَاالنَّبِيُّ کہتا ہے۔ اِن کَمَالَاتِ عَالِیَّہ پر فائز ہوجانا نمازی کے دل کی بات ہے اور نَبِيّ مِن حَیثُ ھُوَ نَبِيُّ مُغیَّبات کا عالم ہوتا ہے۔ اس لئے نمازی رسولِ پاک کو اَیُّھَاالنَّبِيُّ کے لقب سے یاد کرتا ہے۔ مُلَّا جَلَال مَعَ شَرحِ اَخُوند شیخ مطبع نولکشور کے صفحہ ۷ پر ہے کہ شَرطُ النُّبُوَّۃِ اِدِّعَاءُ النُّبُوَّۃِ وَاِظْھَارُ الْمُعجِزَۃِ وَقَد شُرِطَ مَعَ ذٰلِکَ الْاِطِّلَاعُ مَعَ الْمُغَیَّبَاتِ وَ رُؤیَۃُ الْمَلٰئِکَۃِ۔ یعنی اِثباتُ وَ ثُبُوتِ نُبُوَّۃ کے لئے نبوت کا دعویٰ اور معجزے کا اظہار شرط ہے (تحقق شرط کے بغیر وجود مشروط ممکن نہیں) اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط قرار دیا گیا ہے کہ نبی مُغیَّبات پر مطلع ہوں اور فرشتوں کے دیکھنے پر قادر ہوں اسی عقائدِ جلالی (۱) کے صفحہ ۱۱ پر ہے اَلنَّبِيُّ بِمَعنَي الْمُخبِرِ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰي وَقَالَ اِنَّ الْخَبَرَ بِمَعنَي الْاِخبَارِ

...... جَمعُ الجَمع کے یہ تینوں اَقسام اَقسامِ مُشاہَدہ ہیں۔ صفحہ ۲۲۶ دفترِ اَوّل شَرح بَحرُالعُلُوم لِلمَثنَوِی و تَفسِیرِ الشَّیخ الاَکبَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ وَاَرضَاہُ عَنَّا۔ (سورہ النجم) مِنہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

۱۔ مُلَّا جَلَال مَعَ اَخُوند شیخ۔ مِنہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

فَيَكُونُ النَّبِيُّ بِمَعْنَي الْمُخْبِرِ مُتَعَدِّيًا۔ یعنی نبی کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے غیب کی خبر دینے والے اور فرمایا کہ خبر اِخبَار کے معنی میں (بھی) آتا ہے پس نبی بمعنی مُخْبِر کے (۱) ہیں جو مُتَعَدِّی ہیں۔

اس مقامِ نُبُوَّت میں نبی کو فناء فِی الذَّات ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی جناب سے وُجُودِ مَوہُوب مِلتا ہے۔ جس سے نبی، حق و خلق کے درمیان وَاسِطَۂ وُصُولُ و وَسِیلَہ اِیصَال رہتا ہے نبی سے خلق کا اِتِّصَال رہتا ہے۔ یہی وہ مَقام ہے جس میں نبی حق تعالیٰ سے فُیُوضُ و کَمالَات حاصل کرتے اور اپنی اُمَّت کے ہر ہر شخص و ہر ہر چیز کو اس کی اِستِعدَاد کے مُطَابِق فُیُوضُ و کَمالَات سے نوازا کرتے ہیں۔ پس نمازی تَنْوِیرُ و تَبرِیقِ اِستِعدَاد اور حُصُولِ کَمالَات کی خاطر رسولِ پاک کو اَیُّھَاالنَّبِيُّ کہہ کر پکارتا ہے، اور ایک مَقام مَقامِ رِسالت نبی ہے جس میں اَوضَاعِ اَحکَام اور اَحکَام (۲) کا اِعتِبَار رہتا ہے کیونکہ رسالت نَبِی تَنْبِیہِ عَظِیْم ہے اَوضَاعِ اَحکَام اور تَقْنِیْنِ قوَانِیْن پر۔ پس رِسالَت کا تعلق، جس کی بِناء نُبُوَّت و وِلَایَتِ نَبِیْ ہے اَحْوَالُ و اَحکَامِ مُکَلَّفِیْن سے رہتا ہے۔ حاصل یہ کہ وَلِیِّ نَبِی وہ پاک و مقبول شخص ہے جو ذاتُ اللہ میں فانی اور عَیْنُ الْجَمْعِ میں مُستَغرَق ہو۔

اور نَبِیّ وَلِی وہ پاکُ و مَقبُول ہستی ہے جو مَقام وِلَایَت میں فناء ہوجانے کے بعد وَاصِل اِلَی اللہ ہے۔ پھر اسے اَللہُ تَعَالیٰ کی جانب سے وُجُودِ مَوہُوب عطا ہو بَاقِی بِاللہ ہو کر اِستِقَامَتُ و تَمکِیْنْ کے مَقام پر اُسے جماؤ حاصل ہو کر حق کے ساتھ مُتَحَقِّق ہو حق کا

۱۔ خَبر دِینے والا ۱۲ مِنہ،

۲۔ جیسے حَلال و حَرام وَغیرہ۔ مِنہ نَصرہُ اللہ تعالیٰ

عارف ہو حق تعالیٰ کی ذاتُ وُ صِفاتُ وُ افعال سے باخبر اور احکام پر مطلع ہو حق تعالیٰ کی جانب سے مَبعُوثُ، حق کی جانب دَاعِی ہو نَذِیرُ وُ بَشِیرُ ہو سِرَاجِ مُنِیر ہو نَبِیّ وَلِی اگر خود رسول نہیں تو اس کی دعوت اس رسول کی شریعت پر مَبْنِیْ ہوتی ہے جو اس نبی سے پہلے آچکے ہیں اور اگر خود رسول بھی ہیں تو ان کی دعوت اپنی شریعت کے مطابق ہوتی ہے تو شریعت کی تشریع خود ہی کرتے تو احکام کا وضع بھی خود ہی کرتے ہیں ان کی تشریعُ وُ وضعِ اَحکَام، اَللّٰہُ تعالیٰ کی ہی مَرضِیْ پر مَبْنِیْ ہوتی ہے۔ بَشارَتُ دینا، اَللّٰہُ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرانا نیز اظہار معجزات ان کا فرضِ منصبی ہوتا ہے۔

اَنْبیاءِ بنی اسرائیل سب کے سب حضرت مُوسیٰ عَلیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے دِیْنُ وُ مِلَّتُ کے عین مطابق دعوت دیتے رہے ان میں سے کسی بھی نبی نے عَلَیحِدَہْ ملت یا الگ شریعت کو وضع نہیں کیا ان میں اگر کوئی نبی صاحبِ کتاب (۱) بھی تھا تاہم اس میں احکام و شرائع نہیں تھے بلکہ اس کتاب میں حَقَائِق، مَعَارِفْ یا مَوَاعِظْ وُ نَصَائِحْ تھے ہمارے آقا و مولیٰ سَیِّدُ الوریٰ عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے دَعْوَتْ وُ تَبْلِیغِ شَرِیْعَتِ مُصطَفَوِیَہ کا یہ وَظِیفَہ عَلِیَّہْ وُ عُلْیاءْ اور یہ مَنصَبِ عالِی اپنی اُمَّتِ خاصَّہ کے عُلَماءْ کو عطا فرمایا۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِي كَاَنْبِيَاءِ بَنِي اِسْرَائِيلَ (۲) میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اس منصبِ عالی کا تقاضیٰ ہے کہ عُلَمَاءْ عَامِلِیْنْ ہوں عُرَفَاءْ ہوں مُتَمَکِّنِیْنْ ہوں

۱۔ جیسے سَیِّدِنَا داوٗدُ عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ جن پر زَبُوْرُ شریف نازل ہوئی - مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تعالیٰ۔

۲۔ وَھُمُ الْمُحَدِّثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرْوُوْنَ الْاَحَادِیْثَ بِالْاَسَانِیْدِ الْمُتَّصِلَۃِ بِالرَّسُوْلِ عَلَیْہِ السَّلَامُ صفحہ ۵۰ جلد ۳ فتوحات شریفہ و بخاری شریف کِتَابُ العلم صفحہ ۱۶ و ابوداود کِتَابُ الْعِلْمِ صفحہ ۳۱۵ و ابن ماجہ وَالدَّارمی و مسند احمد بن حنبل۔ ۱۲ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَ نَصَرَہْ۔

شَرِیعَتِ مُصْطَفَوِیَہ پر اِسْتِقَامَتْ رکھنے والے ہوں خیر کی جَانِبْ دَعْوَتْ دینے والے ہوں مَعْرُوفْ (۱) و مُنکَر (۲) کے جاننے والے ہوں کیونکہ عُلَمَآءْ کا اَنْبِیَاءْ کے ساتھ یہی وجہ شِبہ ہے ورنہ دَرَجَاتْ و مَرَاتِبْ میں عالِمِ غیرِ نبی کی پہنچ و رسائی اَنْبِیَآءْ کے پایہ تک ممکن نہیں چہ جائیکہ مراتب میں ان کی برابری۔ تفصیل فَوقُ الذِکر سے یہ روشن ہوا کہ وَلِیّ نَبِی اور رَسُولِ نبی کے درمیان نُبُوَّۃْ کا مقام بَرْزَخْ ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ:

مَقَامُ النُّبُوَّۃِ فِيْ بَرْزَخٍ

دُوَیْنَ الْوَلِيِّ وَ فَوْقَ الرَّسُوْلِ

یعنی نبوت کا مَقام ایک ایسے برزخ میں ہے جو وَلِی سے کم اور رَسُولْ سے بالاتر ہے۔

وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اور آپ پر اَللّٰہُ تَعَالیٰ کی خَاصُّ الْخَاصْ رحمت ہو اور اس میں مَزِیدْ اِضَافَہ ہوتا رہے۔ جب نمازی اس مشاہدہ نبی سے فارغ ہوا تو اب وہ اپنے آپ کو اس بات کا مُسْتَحِقْ پاتا ہے کہ کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (اب ہم اس قابل ہو گئے کہ کہیں) ہم پر سلام رہے اور اللہ تعالیٰ کے صالحین پر سلام (۳) رہے۔

۱۔ معروف ہر وہ اَمرِ وَاجِبْ یا مَنْدُوبْ فِی الدِّیْنِ ہے جس کے ساتھ مُؤمِن کو اَللّٰہُ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

۲۔ ہر وہ امرِ حرام و مکروہ جس کے کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہو جاتا ہے جس کا کرنے والا گنہ گار ٹھہرایا جاتا ہے جس کا مرتکب بُرا سمجھا جاتا ہے وہ منکر کہلاتا ہے۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

۳۔ سَلَام کے معنی آئندہ صفحات میں سَیِّدُنَا اَلشَّیْخُ الْاَکْبَرْ مُحْیُ الدِّیْنِ ابْنُ عَرَبِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے کلمات میں واضح ہو جائیں گے اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ

صَالِحِیْن جمع ہے صالح کی جس کے معنی ہیں وہ مسلمان جو حُقُوقُ اللّٰہِ اور حُقُوقُ الْعِبَادْ کو صحیح طور پر بغیر کسی نقص و کمی کے انجام دے رہا ہو۔ صالحین وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بشری فناء کے بعد وجود موہوب، وجود حقانی کے ساتھ نواز دیئے ہیں مُسْتَقِیم فِي الدِّین ہیں عالم کی اصلاح، اس کے ضَبطِ نِظام اور اس کی تدبیر کی اَنْجَامْ دہی میں مُصْرُوف کار رہتے ہیں سَیِّدُنا مُحِیُ الدِّیْنِ بْنُ عَرَبِیُ الطَّائِیُ الشَّیْخُ الْاَکْبَرْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آیۃ کریمہ: کُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَقُوْمُوْنَ بِصَلَاحِ الْعَالَمِ وَضَبْطِ نِظَامِہٖ وَتَدْبِیْرِہٖ لِاِسْتِقَامَتِھِمْ بِالْوُجُوْدِ الْمَوْھُوْبِ الْحَقَّانِيّ بَعْدَ فَنَاءِ الْوُجُوْدِ الْبَشَرِيّ۔ دیکھو جلد ۱، صفحہ ۲۱۲ سورۃ الانعام و جلد ۱، صفحہ ۲۵۰ یعنی وہ جو اِصْلاحِ عالم اور اس کے ضبطِ نِظَامْ اور اس کی تَدْبِیْرْ کو اَنْجَامْ دے رہے ہیں اس لئے کہ وہ بعد اس کے کہ بَشَرِیْ وُجُودْ سے فنا ہوچکے بخشے ہوئے حَقَّانِیْ وُجُودْ کے ساتھ استقامت والے ہیں۔

اب یہ مِسْکِیْن اَبُوالْفَتْحِ مُحَمَّدْ نَصْرُاللّٰہ خَانُ بْنُ الْمَرْحُوْمْ خُوْش کِیَارْخَانَ الْخُزُوْتِیُّ السَّرْرَوْضَوِیُّ بالا مَذْکُوْرَہ تمام مسائِلِ حَقّہ اور عَقَائِدِ رَاسِخَہ کو صُوْفِیَائے صَافِیَہ اور رسیدہ عُلَمَاءِ اَعْلَام کے اِلْہَامِی عِبَارَاتْ کے تاکیدات و تَائِیْدَاتْ میں پیش کررہا ہے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

سَیِّدُنَا الشَّیْخ عَبْدُالْحَقِّ الْمُحَدِّثُ الدِّہْلَوِیّ رَحِمَہُ اللّٰہُ الْبَارِیُ الْقَوِیُّ، لکھتے ہیں۔ و بعضی از عُرَفَاءْ گفتہ اند کہ این خِطَابِ (اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ) بجھت سِرْیَانِ حَقِیْقَتِ مُحَمَّدِیَّہ است در ذَرَائِرِ مُوجُودَاتْ و اَفْرَادِ مُمْکِنَاتْ پس آنحضرت در ذَوَاتِ مُصَلِّیَانْ مَوْجُوْدْ و حَاضِرْ است پس مُصَلِّي باید کہ ازین مَعْنَي آگاہ باشد و ازیں شھود غافل نَبُوْدتا بَانْوَارِ قُرْبْ و اَسْرَارِ معرفت مُتَنَوَّرْ و فَائِضْ گردد۔ دیکھو صفحہ ۳۵۷ جلد ۱ اَشِعَّةُ اللَّمْعَاتِ شَرح فارسي مِشْکٰوة، کِتَاب

الصَّلوٰۃِ بَابُ التَّشَہُّدِ کی فَصلِ اَوّل۔

یعنی بعض عارفین نے فرمادیا ہے کہ (بِالْمُشَافَهَة) یہ خطاب رَسُول پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کو اس لئے ہے کہ حَقِیقَتِ مُحَمَّدِیَّہ موجُودَات کے تمام ذرّات اور مُمکنَات کے تمَام اَفرَاد میں مَوجُود اور ساری ہے پس وہ حضرت (۱) تمام نمازیوں (۲) کے ذوات میں موجود و حاضر ہیں۔ پس نمازی کو چاہیئے کہ وہ اس معنی (۳) سے باخبر رہے اور اس حضور و شہود سے غافل نہ رہے تاکہ وہ قرب اور معرفت کے اسرار سے متنور اور فیضیاب ہوجائے۔

حَضرتِ شیخ کے مَذکُورَہ بَالَا کَلِماتِ قُدسِیَّہ نے یہ رَاسِخَہ عَقِیدَہ دیا کہ حَقِیقَتِ مُحَمَّدِیَّہ ہرجا شَاہِد و مَشہُود ہے اور آنحَضرَت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ کی حَقِیقَت نمَازی کی ذات میں بھی حاضر و موجود ہیں فَلِلّٰہِ الحَمدُ عَلٰي اَنَّ تِلکُمُ العَقِیدَۃَ الرَّاسِخَۃَ هِيَ عَقِیدَتُنَا وَنَحنُ عَلٰي تِلکُمُ العَقِیدَۃِ الرَّاسِخَۃِ لَقَائِمُونَ۔ عَلَّامَہ بَدرُالدِّین عَینی رَحمَہُ اللّٰہُ البَارِی نے شَرحُ الصَّحِیحِ البُخَارِی میں فرمایا۔

وَیَحتَمِلُ اَن یُّقَالَ عَلٰي طَرِیقَۃِ اَهلِ العِرفَانِ اَنَّ المُصَلِّینَ لَمَّا استَفتَحُوا بَابَ المَلَکُوتِ بِالتَّحِیَّاتِ (۴) اُذِنَ لَهُم بِالدُّخُولِ فِي حَرَمِ الحَيِّ الَّذِي لَا یَمُوتُ

۱۔ جانِ دُوجہان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ۔ مِنہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

۲۔ جَمع جب جَمع کی جَانب مُضاف ہوجائے تو اِستغرَاق کا اِفَادَہ کرتی ہے اسی لئے تَرجَمَہ میں کَلِمہ ”تمَام“ اِضافہ کردیا گیا۔ مِنہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ

۳۔ یَعنی حُضُور کی اُس شہُود و حُضُور سے۔ مِنہُ نَصَرہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

۴۔ اَي بِالعِبَادَاتِ القَولِیَّۃِ وَالفِعلِیَّۃِ وَالمَالِیَّۃِ۔ مِنہُ نَصَرہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ

فَقَرَّتْ اَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنُبِّهُوْا عَلٰي اَنَّ ذٰلِكَ بِوَاسِطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَبَرَكَةِ مُتَابَعَتِهٖ فَاِذَا الْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِيْبُ فِيْ حَرَمِ الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ قَائِلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ دیکھو صفحہ ۱۷۰ جلد ۳ عمدة القاری شرح الصحیح البخاری المطبوعة بمصر یعنی اہل معرفت کے طریقہ پر کہا جاسکتا ہے کہ نمازیوں نے (۱) جب عَالَمِ مَلَکُوْت کا دروازہ کھلوانا چاہا تو انھیں اللّٰہُ تعالٰی حَیّ لایَمُوْتُ (۲) کے حَرَمِ سَرائے میں بِاجَازَتْ دَاخِلہ مل گیا پس ان کی آنکھیں ان، مُناجات سے ٹھنڈی ہو گئیں پس نمازیوں کو مُتَنَبَّہ کردیا گیا کہ وہ نِعْمَتِ عُظمٰی انھیں نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ کے وَسِیلَۂ جَلِیلَہ سے ملی اور انھیں، یہ نعمت عظمٰی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی صَحِیح پیروی کی برکت سے ملی ہے تو اب جب نمازیوں نے دیکھا تو دیکھ لیا کہ حَبِیْبُ حَبِیْبُ کے حرمِ خاص میں حاضر ہیں، پس نمازی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کی حضور میں مُتَوَجِّہ ہو کر عرض کرنے لگے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

یعنی اے غَیْب کی خبر دینے والے آپ پر ہر طرح کا سَلَام ہے آپ ہم سے اَمْن میں ہیں ہم آپ کے کِردَار پر کوئی اِعْتِرَاض نہیں کرتے، ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے اَخْلَاقِ کَرِیْمَہ، اَفْعَالِ حَسَنَہ اور اِرَادَاتِ پاکیزہ کو عَیْب وُ نَقْص سے پاکتر سمجھتے ہیں، ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کے اَوَامِر وُ نَوَاہِیْ کو رہنما و رہبر اصول دین و ایمان جانتے اور مانتے ہیں۔

۱۔ قولی، فعلی اور مالی عبادات کے ذریعہ۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

۲۔ جو زندہ ہے جس پر موت طاری نہیں ہو سکتی۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ پر اَللّٰہُ تَعَالٰی کی خاصّ رَحمت ہے اس میں ہمیشہ اِضافہ ہوتا رہتا ہے۔

اس عِبارتِ قُدسیّہ نے بھی وہی زِندہ پائندہ راسخ عَقیدہ دیا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی حضور ہے وہاں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ حاضر ہیں۔

اِمام عَبدُالوَہّاب شَعرانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی کِتابِ مُستَطاب مِیزانُ الشَّرِیعَۃِ الکُبریٰ مَطبُوعَہ مِصر کی جِلدِ اَوّل صفحہ ۱۵۴ میں فرماتے ہیں۔

وَسَمِعْتُ سَیِّدِي عَلِیًّا نِالخَوّاص رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰي یَقُوْلُ اِنَّمَا اَمَرَ الشَّارِعُ المُصَلِّيَ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰي رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّي اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَہُّدِ لِیُنَبِّہَ الْغَافِلِیْنَ، فِيْ جُلُوْسِہِمْ بَیْنَ یَدَيِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰي شُہُوْدِ نَبِیِّہِمْ (۱) فِي تِلْکَ الْحَضْرَۃِ فَاِنَّہٗ لَایُفَارِقُ حَضْرَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰي اَبَدًا فَیُخَاطِبُوْنَہٗ بِالسَّلَامِ مُشَافَہَۃً۔ یعنی میں نے اپنے آقا علی الخواص رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کو فرماتے سنا کہ اَللّٰہُ تعالیٰ نے نمازی کو تشہد کی حالت میں سَیِّدُالوَریٰ عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ پر صَلوٰۃُ وسَلام کہنے کا حکم صِرف اور صِرف اس لئے دیا ہے تاکہ اُن نمازیوں کو جو تَشَہُّد میں اَللّٰہُ تعالیٰ کے سامنے غافل بیٹھے ہیں تَنبِیہ ہو اس بات کی کہ ان کے نبی اللہ تعالیٰ کی حضور حاضر و ناظر ہیں کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اَللّٰہُ تعالیٰ کی حُضُور سے کبھی جُدا نہیں رہتے پس نمازی، آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ سے بِالْمُشافَہَۃ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

۱۔ مُفردَاتِ رَاغِب میں ہے اَلشُّہُوْدُ وَالشَّہَادَۃُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاہَدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْبِالْبَصَارَۃِ۔ یعنی شہود اور شہادۃ کے معنی ہیں حاضر ہونا جس کے ساتھ مشاہدہ سَر کی آنکھوں کے ساتھ ہو خواہ دِل کی۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

پر سلام پیش کرنے کے خطاب کریں گے۔

الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۵ جلد ۲ میں ہے۔ فَإِنْ قُلْتَ فَمَا الْحِكْمَةُ فِي سَلَامِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَي النَّبِيِّ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ مَعَ أَنَّهُ آمِنٌ مِنْهُ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ إِنَّمَا هُوَ أَمَانٌ۔ فَالْجَوَابُ كَمَا قَالَهُ الشَّيْخُ فِي الْبَابِ الثَّالِثِ وَالسَّبْعِينَ أَنَّ الْحِكْمَةَ فِي ذٰلِكَ لِلْمُؤْمِنِينَ هُوَ أَنَّ مَقَامَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يُعْطِي الْاِعْتِرَاضَ عَلَيْهِمْ وَلَوْ بِالْبَاطِنِ لِأَمْرِهِمِ النَّاسَ بِمَا يُخَالِفُ أَهْوَاءَهُمْ كَمَا أَنَّ مَقَامَهُمْ يُعْطِي التَّسْلِيمَ لَهُمْ أَيْضًا فَلِذٰلِكَ شَرَّعَ لَنَا أَنْ نُسَلِّمَ عَلٰي نَبِيِّنَا صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّنَا نَقُولُ لَهُ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي أَمَانٍ مِنَّا أَنْ نَعْتَرِضَ عَلَيْكَ فِي شَيْءٍ أَمَرْتَنَا بِهِ أَوْ نَهَيْتَنَا عَنْهُ۔ اِنْتَهٰي۔

یعنی اگر تو نے کہا (سوال کرکے) کہ پس کیا حکمت ہے سلام کہنے میں، ایمان والوں کے، سَرکارِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ پر نماز کے اندر اس سے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اس سے امن میں ہیں کیونکہ سلام اَمْن ہی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنَا الشَّیْخُ الْاَکْبَر مُحْیِ الدِّیْن بْنُ عَرَبِی مُحَمَّدُ بْنُ عَلِی الطَّائِیُّ الْاَنْصَارِی، رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُ نے اپنی کتاب مُستطاب فُتُوحَاتِ مَکِّیَّہ کے تہتّرویں باب میں فرمایا ہے کہ بے شک اس میں حکمت ایمان والوں کے لئے یہ رہی ہے کہ بِلَارَیْب وَارْتِیَاب اَنْبِیَاءِ کِرَام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا مَقَامِ مُؤمِنِیْن کے لئے ان پر اِعْتِرَاض پیدا کردیتا ہے گو وہ اعتراض ضِمناً ہو اس کا سبب یہ کہ وہ لوگوں کو ان کے خواہشات کے خلاف حکم دیتے ہیں ایسا ہی جیسا کہ ان کے مقام انہیں (۱) مَقَامِ تَسْلِیْم بھی عطا (۲)

۱۔ ایمانوں والوں کو۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللہُ۔

۲۔ کہ وہ انہیں اور ان کے اوامر و نواہی کو حق جانتے اور مانتے ہیں اور حق قابل اعراض و اعتراض نہیں ہوتا۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللہُ

فرمادیتا ہے تو اسی لئے ہمارے لئے یہ شریعت بنا کہ ہم اپنے پاک نبی پر سلام بھیجیں گویا ہم آپ کی جناب میں عرض کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ ہی تو ہیں اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ ہم سے امن میں اس بات سے کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) پر کسی قسم کا اعتراض کریں ہر اس چیز میں جس کا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں حکم دیا ہو کرنے کا اور یا آپ نے ہمیں کسی چیز یا کام سے روک دیا ہو۔

خلاصہ اس پاکیزہ عبارت کا یہ رہا کہ سَیِّدُ الوَریٰ عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ ہر عیب و نقص سے مُبَرّا ہیں اور ہم اسی پاکیزہ عقیدت کے اظہار پر مامور و معمور ہیں اور رہیں گے۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ

حضرتِ خاتم فصِّ الولایۃِ المحمّدیۃ ابنُ عربی شیخ اکبر رضی اللّٰہُ تعالیٰ عنہ آیہ کریمہ وَمَا اَرسَلنَا مِن رَّسُولٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذنِ اللّٰہِ (۶۴ النّساء) کی تفسیر فرماتے ہوئے رسول و نبی میں فرق یوں فرماتے ہیں۔

اَلفَرقُ بَینَ الرَّسُولِ وَالنَّبِیِّ هُوَ اَنَّ الرِّسَالَةَ بِاِعتِبَارِ تَبلِیغِ الاَحکَامِ یَا اَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغ (آیہ ۶۷ المائدۃ) وَالنُّبُوَّةَ بِاِعتِبَارِ الاِخبَارِ عَنِ المَعَارِفِ وَالحَقَائِقِ الَّتِي تَتَعَلَّقُ بِتَفَاصِیلِ الصِّفَاتِ وَالاَفعَالِ فَاِنَّ النُّبُوَّةَ ظَاهِرُ الوِلَایَةِ الَّتِي هِيَ الاِستِغرَاقُ فِي عَینِ الجَمعِ وَالفَنَاءُ فِي الذَّاتِ فَعِلمُهَا عِلمُ تَوحِیدِ الذَّاتِ وَمَحوُ الاَفعَالِ وَالصِّفَاتِ فَكُلُّ رَسُولٍ نَبِيٌّ وَكُلُّ نَبِيٍّ وَلِيٌّ وَلَیسَ كُلُّ وَلِيٍّ نَبِیًّا وَلَا كُلُّ نَبِيٍّ مُرسَلًا وَاِن كَانَت رُتبَةُ الوِلَایَةِ اَشرَفَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالنُّبُوَّةِ مِنَ الرِّسَالَةِ كَمَا قِیلَ۔ مَقَامُ النُّبُوَّةِ فِي بَرزَخٍ، دُونَ الوَلِيِّ وَفَوقَ الرَّسُولِ۔ دیکھو صفحہ ۱۵۳ تفسیر الشیخ محی الدِّین بن عربی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا الجزء الاوّل۔

یعنی رسول و نبی میں فرق یہ ہے کہ رسالت میں تبلیغ اَحکام کا اِعتبار رہتا ہے (جیسے اللہ تعالیٰ کا قول) اے رسول پہنچادے اور نبوۃ میں معارِف و حقائق سے اِخبار کا اعتبار رہتا ہے وہی جن کا تعلق صِفاتؒ و اَفعال کے تفاصیل سے ہو اور وہ یوں ہے کہ نبوۃ، ولایت کے ظاہر کو کہتے ہیں وِلایت عَینُ الجَمع میں اِستغرَاق اور فنَافِی الذّات کا نام ہے پس ولایت کا علم توحید ذات اور افعال و صفات میں محو ہو جانے کا ہی علم ہوتا ہے پس جیسا کہ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا ولی ہونا ضروری ہے (۱)۔ پر اس کا عکس نہیں یعنی نہ تو ہر ولی کا نبی ہونا ضروری ہے نہ ہی ہر نبی کا رسول ہونا ضروری ہے اگرچہ رتبہ ولایت نبی نبوت نبی سے اشرف ہے اور نبوت رسالت سے اشرف جیسا کہ کہا گیا ہے۔

مقامِ نبوت ایک برزخ میں ہے جو ولی سے نیچے اور رسول سے اوپر ہے۔ نیز حضرت سَیّدِنَا محی الدّینِ بنُ عَرَبی رَضِی اللہُ تعالیٰ عَنہٗ وَاَرضَاہُ عَنَّا نے سُورَۃ مَریَم کی آیت ۵۱ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا (۲) کی تفسیر میں فرمایا

۱۔ اس تقدیر پر رسول نبی سے خاص اور نبی عام ہے پھر نبی ولی سے خاص اور ولی کا مفہوم عام رہا ہے پس نبی و رسول میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے اور نبی و ولی میں بھی عموم و خصوص کی نسبت رہی ہے کہ ولی کا مفہوم نبی و رسول دونوں سے عام ہے اور نبی رسول سے عام پس رسول مُصطَلَح کا مفہوم خَاصُّ الخَاصِ رہا ہے، ولی ہولے پھر نبی ہو گا کہ ولایت کے بغیر نبوت ممکن نہیں نبی ہولے تو رسول مصطلح ہو گا کہ نبوت کے بغیر رسالت مُصطَلَحَہ مُحَال۔ مِنہٗ نَصَرَہُ اللہُ تعَالیٰ

۲۔ اور کتاب موسیٰ کا ذکر کرو بے شک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبر بتانے والا۔ مِنہٗ نَصَرَہُ اللہُ تعَالیٰ

مَقامُ الرِّسالَةِ دُونَ مَقامِ النُّبُوَّةِ لِكَوْنِهَا مُبَيِّنَةً لِلاَحكامِ كَالحَلالِ وَالحَرامِ مُنَبِّهَةً علي الاَوْضاعِ كَالصَّلوةِ وَالصِّيامِ فَهِيَ مُتَعَلِّقَةٌ بِبَيانِ اَحْكامِ المُكَلَّفِينَ وَامّا النُّبُوَّةُ فَهِيَ عِبارَةٌ عَنِ الاِنْبَاءِ عَنِ المَعانِي الغَيْبِيَّةِ كَاَحْوالِ المَعادِ وَالبَعْثِ وَالنُّشُورِ وَالمَعارِفِ الاِلٰهِيَّةِ كَتَعْرِيفِ الصِّفَاتِ وَالاَسْمَاءِ وَمايَلِيقُ بِاللّٰهِ مِنَ التَّحْمِيدَاتِ وَالتَّمْجِيدَاتِ وَالوِلَايَةُ فَوْقَهُمَا جَمِيعاً لِكَوْنِهَا عِبارَةً عَنِ الفَناءِ فِي ذَاتِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ اِعْتِبارِ الخَلْقِ فَهِيَ اَشْرَفُ المَقاماتِ لِكَوْنِهَا تَتَقَدَّمُ عَلَيْهِما لِاَنَّهَا مالَمْ تَحْصُلْ اَوَّلاً لَمْ تُمْكِنِ النُّبُوَّةُ وَلَا الرِّسَالَةُ لِكَوْنِهَا مُقَوِّمَةً اِيَّاهُمَا وَلِهٰذَا قُدِّمَ كَوْنُهُ مُخْلَصاً فِي القُرْآنِ بِالفَتْحِ وَاُخِّرَتِ النُّبُوَّةُ عَنِ الرِّسَالَةِ لِكَوْنِهَا اَشْرَفَ وَاَدَلَّ علي المَدْحِ وَالتَّعْظِيمِ مِنْهَا وَلَمْ يُؤَخِّرِ الوِلَايَةَ عَنْهُمَا بِاِعْتِبارِ الشَّرَفِ لِاَنَّهَا وَاِنْ كَانَتْ اَشْرَفَ لٰكِنَّهَا بَاطِنَةٌ لَايَعْرِفُ شَرَفَهَا وَفَضْلَهَا اِلَّا الاَفْرادُ مِنَ العُرَفَاءِ المُحَقِّقِينَ المَخْصُوصِينَ بِدِقَّةِ النَّظَرِ دُونَ غَيْرِهِمْ فَلَايُفِيدُ المَدْحَ وَالتَّعْظِيمَ وَلَا الاِقْتِصارَ عَلَيْهَا بِقَوْلِهٖ مُخْلَصًا وَاِنْ كَانَتْ اَشْرَفَ لِاَنَّهَا قَدْ تُوجَدُ بِدُونِهَا بِخِلافِ العَكْسِ فَلَا يُحْسِنُ وَصْفُهُ اِلَّا علي هٰذَا التَّرْتِيبِ۔ دیکھو صفحہ ۸ جلد ۲۔

یعنی رِسالت کا مَقام مَقامِ نبوت سے کم ہے کیونکہ اس مَقام میں رَسُول اَحکام کی تبیین کرتے جیسے حلال و حرام کی، اوضاع احکام کی خبر دیتے ہیں جیسے نماز و روزہ کی پس رِسالت کا تعلق احکامِ مکلفین کے بیان سے ہے۔

رہی نبوت تو اس مقام میں مَعانی غیبیّہ کی تعبیر ہوتی جیسے مَعاد بعثْ (۱)، نشر اور مَعارِف الٰہیّہ جیسے اَسماءُ و صِفات یا جو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شانْ ہو تَحمیدات و تَمجیدات (۲)

۱۔ مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنا۔ مِنہٗ نَصرَہُ اللہُ تعالیٰ ۲۔ تَحمیدات جمع ہے تَحمید کی جس کے معنی ہیں اللہ تعالی کا سراہنا تمجیدات کی مفرد ہے تمجید بزرگی بیان کرنا۔ ۱۲ مِنہٗ

کی پہچان۔ اور ولایت ان دونوں (۱) سے بالاتر ہے اس لئے کہ (۲) یہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہوجانے کی صفت ہے اس میں خَلق کا کوئی اعتبار نہیں پس وہ مقام سب سے اشرف ہے کہ وہ نبوت و رسالت، دونوں سے مُقَدَّم ہوا کرتی ہے جب تک ولایت نہ ہولے نہ تو نبوت کا امکان ہے نہ ہی رسالت کا کہ ولایت رسالت و نبوت دونوں کے لئے مُقَوِّم ہے اسی شرف کی بناء پر "مُخْلَصًا" کو قرآنِ پاک نے دونوں سے مُقَدَّم ذِکر کیا اور نبوت کو رسالت، سے اخر میں ذکر کیا (اس تاخیر ذکر میں بھی اس کے شرف کا لحاظ ہے) کہ نبوت رسالت سے اشرف ہے پس مَدح و تعظیم پر زیادہ اَدَلّ (۳) ہے لیکن ولایت کو باوجود اشرفیت کے آخر میں ذکر نہ کیا وہ اس لئے کہ ولایت اَمرِ باطن ہے اس کے شرف و فضیلت صرف عُرَفَا مُحَقِّقِیْن کے خاصّ خاصّ اَفرادُ جانتے ہیں جو دِقَّتِ نَظَر کے ساتھ مخصوص ہیں پس "مُخْلَصًا" بظاہر مَدحُ و تعظیم کا اِفادہ نہیں کرتی جیسا کہ نبوت کرتی ہے۔ نیز آیتِ کَرِیمَہ میں صِرف "مُخْلَصًا" کے ذِکر پر اِکتِفَا نہیں کیا اگرچہ وہ نبوت و رسالت دونوں سے اشرف ہے۔ عَدَمِ اِکتِفَا کی وجہ یہ ہے کہ ولایت نبوت و رسالت کے بغیر بھی پائی جاتی ہے بخلاف عکس (۴) کے کہ نبوت و رسالت کا ولایت کے بغیر پایا جانا، ناممکن و محال ہے۔

پس تَرتیبِ مَذکُورُ و مَذکُورُ کے ساتھ اس کا وَصفُ و بَیانُ بہتر رہا۔ تفسیر الشیخ الاکبر المجلد الثانی صفحہ ۸۔ نیز خاتَمُ فَصِّ الوِلَایَۃِ المُحَمَّدِیَہ اپنی تَفسِیرِ مُنِیرُ کے جز دوم میں نبی اور رسول کا فرق یوں واضح فرماتے ہیں۔

۱۔ یعنی رِسَالَتُ و نُبُوَّتُ۔ مِنْہُ ۲۔ وِلَایَتِ نبی۔ مِنْہُ ۳۔ اس میں مَدحِ رَسُول ہے یعنی وہ اور ایسا رَسُول کہ نبی تھے۔ مِنْہُ ۴۔ یَعنی اس کے بَرخِلاف۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللہُ تعالیٰ۔

اَلْفرقُ بینَ النَّبِيِّ وَالرَّسُولِ اَنَّ النَّبِيَّ هُوَالْوَاصِلُ بِالْفَنَاءِ فِي مَقَامِ الْوِلَايَةِ الرَّاجِعُ بِالْوُجُودِ الْمَوهُوبِ اِلَي مَقَامِ الْاِسْتِقَامَةِ مُتَحَقِّقًا بِالْحَقِّ عَارِفًا بِهٖ مُتَنَبَّاءً عَنْهُ وَعَنْ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَ اَفْعَالِهٖ وَاَحْكَامِهٖ بِاَمْرِهٖ مَبْعُوثًا لِلدَّعْوَةِ اِلَيْهِ عَلٰي شَرِيْعَةِ الْمُرسَلِ الَّذِي تَقَدَّمَهٗ غَيرَ مُشَرِّعٍ لِشَرِيْعَةٍ وَلَا وَاضِعٍ لِحُكْمٍ وَّمِلَّةٍ مُظْهِرًا لِّلمُعْجِزَاتِ مُنْذِرًا وَّمُبَشِّرًا لِّلنَّاسِ كَاَنْبِيَاءِ بَنِي اِسْرَائِيْلَ اِذْ كُلُّهُمْ كَانُوا دَاعِينَ اِلَي دِيْنِ مُوسٰي عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيرَ وَاضِعِينَ لِمِلَّةٍ وَّشَرِيْعَةٍ وَمَنْ كَانَ ذَا كِتَابٍ كَدَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ كِتَابُهٗ حَاوِيًا لِلْمَعَارِفِ وَالْحَقَائِقِ وَالْمَوَاعِظِ وَالنَّصَائِحِ دُوْنَ الْاَحْكَامِ وَالشَّرَائِعِ وَ لِهٰذَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عُلَمَاءُ اُمَّتِي كَاَنْبِيَاءِ بَنِي اِسْرَائِيْلَ وَهُمُ الْاَوْلِيَاءُ الْعَارِفُوْنَ الْمُتَمَكِّنُوْنَ وَالرَّسُوْلُ هُوَالَّذِيْ يَكُوْنُ لَهٗ مَعَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَضْعُ شَرِيْعَةٍ وَّتَقْنِيْنٍ فَالنَّبِيُّ مُتَوَسِّطٌ بَيْنَ الْوَلِيِّ وَالرَّسُوْلِ۔ (التفسیر صفحہ ۵۹ سورۃ الحج)

یعنی نبی و رسول میں فرق یہ ہے کہ نبی ہی مَقامِ وِلَایَت میں بربناء فناء وَاصِلُ اِلَی اللہِ ہوتے ہیں وہی وُجُودِ مَوہُوب (۱) سے مَقامِ اِستِقامَت کی طرف رجوع فرماتے ہیں حق کے ساتھ مُتَحَقِّق ہوتے حق کے عَارِف ہوتے ہیں حق سے خبریں دیتے ہیں۔ اس کی ذات سے اور اس کے صفات سے اور اس کے افعال سے اور اس کے احکام سے اسی کے حکم سے حق کی طرف دَعْوَت دینے کے لئے مَبْعُوث ہوتے ہیں ان کی یہ دَعْوَت اس مُرسَل کی شریعت پر مَبْنِی ہوتی ہے جو اس نبی سے پہلے آچکے ہیں۔ اس لئے کہ نبی مِن حَیثُ ہُوَ نَبِیٌّ کسی شریعت کا وَاضِع و مُشَرِّع نہیں ہوتے نہ ہی کسی حکم و ملت کے وضع کرنے والے ہوتے ہیں مُعجِزَات کا اِظہَار کرتے ہیں۔ لوگوں کو ڈراتے اور خوشخبریاں، سناتے ہیں۔ جیسا کہ بَنِیْ اِسرَائِیل کے اَنبِیَاءَ رہے تھے کہ کُل کے کُل سَیِّدنا

۱۔ فَنَاء کے بَعد اللہ کے دیئے ہوئے وُجُود۔ مِنہُ نَصَرَہُ اللہُ تَعَالٰی

مُوسیٰ عَلیٰ نَبِیّنا وَ عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ کے دین کی دعوتیں دیتے رہے نہ کسی نے عَلیحِدہ مِلّت کو وَضع کیا نہ ہی کسی شریعت کی تَشرِیع کی اور ان میں کوئی صاحِبِ کِتاب بھی تھا جیسا کہ سَیّدُنا داوٗدعَلَیہِ السَّلَامُ کی کِتابُ (زَبُور شَرِیف) تاہم آپ کی کتاب میں مَعارِفُ وَ حَقَائِقُ اور مَواعِظُ وَ نَصائِحُ تھے نہ تو اس میں اَحکَامُ تھے نہ ہی شَرائِعُ (یعنی ان کے مَنصَبِ اَنسَبُ دَعوَت شَرِیعَتِ مُرسَل رہا تھا) اسی مَنصَبِ اَنسَبُ کا اِظہار سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ اپنی اُمَّتُ کے عُلَماءُ کے لئے یوں فرماتے ہیں کہ میری اُمَّتُ کے عُلَماءُ بَنِیٓ اِسرَائِیلُ کے اَنبِیاءُ کی طرح ہیں۔ اور وہ ہیں اَولِیا، عُرَفاءُ، اِستِقامَتُ رکھنے والے دِینُ پر ثابِتُ قَدَمِیُ کے ساتھ جمنے والے۔ اور رسول وہی ہیں جس کے ساتھ مَذکُورَہ تمام صِفَاتُ کے ساتھ ساتھ شَرِیعَتُ وَضعُ کرنا اور تَقنِینِ قَوَانِینُ بھی ہو پس نتیجہ یہ رہا کہ نَبِی، وَلِی اور رَسُول میں مُتَوَسِّطُ ہیں۔ (غور سے دیکھئے مفسر کی تفسیر دِلپذِیرُ)

مَذکُورَہ تمام اَسبَاقُ وَ بَیَانَاتِ وَاضِحَہ اور بَرَاہِینِ سَاطِعَہ نے اَصلُ وَ مُحَقَّقُ عَقِیدَہُ رَاسِخَہ یہ دیا کہ سَرورِ دُوسَرا عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ ہی کُلّ ہیں جس کے لئے کُلّ ہیں اور آپ کا خَالِقُ کُلُّ الکُلِّ ہے۔ فَانظُرِ الکُلَّ فِي الکُلِ تجدُ الکُلَّ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ۔

هُوَ الکُلُّ وَلَہٗ الکُلَّ وَاللّٰہُ کُلَّ الکُلِّ فکُلَّ صَلوٰۃِ کُلِّ الکُلِ عَلي هٰذَا الکُلِ الَّذِي لَہٗ الکُلُّ وَعَلي اٰلِہِ المُتَادِّبِینَ بِاٰدَابِہِ الَّذِینَ هُم مَخزَنُ عِلمِہٖ وَکِتَابِہِ العَزِیزِ وَاَصحَابِہِ الَّذِینَ اَصبَحَ الدِّینُ بِهِم فِي حِرزِ حرِیزِ اَللّٰهُمَّ اٰمِین بِحَقِّ اَمَانِنَا الاَمِینِ، وَقَدِ استَرَاحَ الفَقِیرُ خَادِمُ حَدِیثِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّي اللّٰہُ تَعَالي عَلَیہٖ وَاٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلَّمَ ۔ شَیخُ الحَدِیثِ اَبُوالفَتحِ مُحَمَّدُ نَصرُاللّٰہ خَان بنُ خُوش کِیَارخَان بنِ حَاکِم خَان بن شَادِيُ خان السَّرَوضَوِيُّ مَوطَنًا الخَرُوتِيُّ نَسَبًا مِن کَمَدِالاِنتِهَاضِ

لِنَقلِ هٰذِهِ الْمُقدِّمَةِ الْمُتَضَمِّنَةِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَي الْعَقَائِدِ الرَّاسِخَةِ ضَحْوَةَ الثُّلَاثَاءِ عِشْرِيْنَ (٢٠) مِنْ جُمَادَي الثَّانِيَةِ الْمُنْتَظِمِ فِيْ سِلْكِ شُهُوْرِ ١٤٠٠ھ اَرْبَعِمِاَةٍ وَّاَلْفٍ مِنَ السَّوَادِ اِلَي الْبَيَاضِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ آمِيْنَ۔ بِحَقِّ اَمَانِنَا الْاَمِيْنِ۔ تَمَّتِ الْمُقَدِّمَةُ بِالْخَيْرِ وَتَلِيْهَا الْحِصَّةُ الْاُوْلٰي مِنَ اللَّمْعَاتِ (١)

---

(١) فَلْنُسَلِّمْ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا سَلَّمَ بِهٖ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رِضَا خَان قُدِّسَ سِرُّهُ السَّامِيُّ مِنَ الْمَنْظُوْمِ

دُنیا، مزار، حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

سب بحروبرّ سلام کو حاضر ہیں اَلسَّلام
تملیک انہیں کے نام تو ہر بحروبرّ کی ہے

سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں اَلسَّلام
(اس) کلمے سے تر زبان درخت و حجر کی ہے

سب کرّوفرّ سلام کو حاضر ہیں اَلسَّلام
ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کرّوفرّ کی ہے

تیری قضا خلیفۂ احکام ذی الجلال
تیری رضا حلیفِ قضا و قدر کی ہے

فضلِ خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اِطّلاع
مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

اُن پر کتاب اُتری بَیَاناً لِکُلِّ شَیْءٍ
تفصیل جس میں مَاعَبَر و مَاغَبَر کی ہے

اُن کی نبوّت اُن کی ابوت ہے سب کو عام
اُمُّ البَشَر عروس انہیں کے پسر کی ہے

ظاہر میں مرے پھول حقیقت میں مرے نخل
اس گُل کی یاد میں یہ صدا اَبُوالبَشَر کی ہے

نُورِ الٰہی کیا ہے محبّت حبیب کی
جس دِل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

آ کچھ سنادے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشتاق طبع لذّت سوزِ جگر کی ہے

شیخ الحدیث ابوالفتح محمد نصراللہ خان نصرہ اللہ تعالیٰ
کوٹھی بی-۷۷ بلاک-۸ گلشن اقبال، کراچی پاکستان۔

خُطبَۃُ النِّکَاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (۱) اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا وَنَسْئَلُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنَا مِمَّنْ یُّطِیْعُہٗ وَیُطِیْعُ رَسُوْلَہٗ وَیَتَّبِعُ رِضْوَانَہٗ وَیَجْتَنِبُ سَخَطَہٗ فَاِنَّمَا نَحْنُ بِہٖ وَلَہٗ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (۱ النساء)۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۱۰۲ ال عمران)۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (۷۱ الاحزاب) رَوَاہُ الْاَرْبَعَۃُ وَالْحَاکِمُ وَاَبُوْعَوَانَۃَ کُلُّھُمْ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَسَنٌ وَّ رَوَاہُ اَحْمَدُ

۱۔ اَلْحَمْدُ سے لے کر رَسُوْلُہٗ تک پھر آیۃ کریمہ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ سے لے کر فَوْزًا عَظِیْمًا تک کا خطبہ، خُطبَۂ نِکاح ہونے کے ساتھ ساتھ اِمام شافعی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نزدیک عُقُوْد (بیوع کے آغاز میں بھی سُنَّت ہے) - مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

وَالدَّارِمِي اَيْضًا(۱)۔ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمِرٌ اَحَداً اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَاءَ اَنْ يَسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ وَ قَالَ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ اَطْعِمُوْهُنَّ مِمَّا تَاكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُنَّ مِمَّا تَكْتَسُوْنَ وَلَا تَضْرِبُوْهُنَّ وَ لَا تُقَبِّحُوْهُنَّ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ صفحہ ۲۹۱۔

خُطْبَتُهٗ صَلَّي اللّٰهُ تَعَالٰي عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

فِيْ

تَزْوِيْجِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهَا

عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ

سَیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ کا خُطبہ سَیِّدَتِنَا فَاطِمَۃُ الزَّہْرَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے سَیِّدِنَا عَلِی مُرتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نِکاح کردینے کے وقت میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهٖ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهٖ الْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهٖ وَسَطْوَتِهٖ النَّافِذِ اَمْرُهٗ فِي سَمَآئِهٖ وَاَرْضِهٖ الَّذِيْ خَلَقَ بِقُدْرَتِهٖ وَاَمَرَهُمْ بِاَحْكَامِهٖ وَاَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهٖ وَاَكْرَمَهُمْ نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٌ صَلَي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰي تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهٗ جَعَلَ الْمُصَاهِرَةَ سَبَباً لَاحِقاً وَ اَمْرًا مُّفْتَرِضًا وَشَيَّحَ (ن) بِهٖ الْاَرْحَامَ وَاَكْرَمَ الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مَنْ قَآئِلٌ وَهُوَالَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَباً وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا (۵۴ الفرقان) فَاَمْرُاللّٰهِ تَعَالٰي يَجْرِيْ اِلٰي قَضَاهُ وَ قَضَاءُهٗ

۱۔ اس خُطبۂ عالِیَہ کے کلماتِ شریفہ اَحادیثِ شریفہ کی کُتُبِ عالِیَہ مثل حاکم، اَبُوعوَانَہ دارِمی وَغیرہ مِنَ السُّنَنِ الْاَرْبَعَةِ اَيْ سُنَنِ التِّرْمِذِيِّ وَاَبِيْ دَاؤُدَ وَ النَّسَائِي وَابْنِ مَاجَةَ الْقَزْوِيْنِيِّ میں مَوجُود ہیں۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ (ن) و اَوشَح۔

يَجرِي اِلٰي قَدَرِهٖ وَلِكُلِّ قَضَاءٍ قَدَر وَلِكُلِّ قَدَرٍ اَجَلُ كِتَابٌ يَمْحُوا اللّٰهُ مَايَشَاءُ وَيُثبِتُ وَعِنْدَهُ اُمُّ الكِتَابِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَمَرَنِي اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ فَاشْهَدُوا اَنِّي قَدْ زَوَّجتُهٗ عَلٰي اَرْبَعمِائَةِ مِثْقَالِ فِضَّةٍ اِنْ رَضِيَ عَلِيٌّ بِذٰلِكَ (۱) (ثُمَّ دَعَا (۲) صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَبَقٍ مِّنْ بُسْرٍ فَوَضَعَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْنَا فَقَالَ انهَبُوا فَنَهَبْنَا)

دیکھو رِيَاضُ النَّضْرَةِ وَحِرْزِ ثَمِيْنٍ لِلْحِصْنِ الحَصِيْنِ المَطْبُوْعِ فِي اَفْضَلِ المَطَابِعِ ۱۲۸۷ صفحہ ۹۵۔

۱۔ بِذٰلِكَ تک خُطبَہ ہے اُس کے بَعدْ صَحَابِی رَاوِی ابْنِ مَسْعُودْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول ہے۔ ۱۲ مِنْہ

۲۔ یَعْنِی پھر سَیِّدُ الوَرٰی عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ نے ایک تھالی طَلَبْ فرمائی جس میں بُسْر یعنی غورہ خرما تھے تو اس کو ہمارے سامنے رکھدیا فرمایا لُوٹ لو تو ہم نے لُوٹ لیا۔ مِنْہُ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَنَضَرَہٗ۔

اَلسَّلَامْ اَیْ اَحْمَدَتْ صِہرُو بَرادر آمَدَہْ　　حَمْزَہْ سَرْدَارِ شہیدان عَمِّ اَکْبَرْ آمَدَہْ

جَعْفَرِے گُومِی پَرَدْ صُبحُ وَمَسَا بَاقُدسِیَانْ　　بَاتُو ہَمْ مَسْکَنْ بَہ بَطْنِ پَاکِ مَادَرْ آمَدَہْ

بِنْتِ اَحْمَدْ رَونَقِ کَاشَانَہ وَبَانُوئےِ تُو　　گُوشْتُ وُ خُونِ تُو بَلْکَہ شِیرُوشَکَّرْ آمَدَہْ

ہَرْ دُوْ رَیحَانِ نَبِیْ گُلہَائےِ تُوزَانْ گُلْ زَمِیْنْ　　بَہرَہْ گُلْ چِینَتْ زَمِیْنِ بَاغْ بَرتَرْ آمَدَہْ

حَلِّ مُشکِلْ کُنْ بِروِی مَنْ دَرِرَحمَتْ کُشَا　　اَےْ بِنَامِ تُوْ مُسَلَّمْ فَتحِ خَیبَرْ آمَدَہْ

سِینَہْ اَمْ رَامَشرِ قِستَانْ کُنْ بِنُورِ مَعْرِفَتْ　　اَےْ کِہ نَامِ سَایَہْ اَتْ خُورْشِیدِ خَاوَرْ آمَدَہْ

نَاصِبِی رَا بُغضِ تُو سُوئےِ جَہَنَّمْ رَہْ نَمُود　　رَافِضِی اَزْ حُبِّ کَاذِبْ دَرْسَقَرْ دَرْ آمَدَہْ

تَشنَہْ کَامِ خود رِضَائےِ خَستَہْ رَا ہم جُرعَہ　　شُکْرِ آنْ نِعمَتْ کِہ نَا مَتْ شَاہِ کَوثَرْ آمَدَہْ

اِمَامْ اَحمَدْ رِضَا خَانْ اَفْغَانِی بَرَیلوی

صفحہ ۵۰ حدائق بخشش حصہ دوم۔

چند دُعائیں

بیماری کے علاج کے ذرائع، دعا، دواء، غذا، آب و ہوا، یا پرہیز ہے۔ دعائیں جو مسنون ہیں وہ مجرب ہیں تو موثر ہیں۔ ان میں سے چند عوام و خواص کے افادہ کی غرض سے لکھی جاتی ہیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

(بے خوابی یا خوف، دہشت و وحشت یا گھبراہٹ کی دعا)

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔

یہی مروی ہے سَیِّدِنَا جَلِیْلُ الْقَدْرِ صَحَابِی خالِدِ بْنِ الْوَلِیْد کے بھائی وَلِیْدِ بْنِ الْوَلِیْد سے خاص طور سے بے خوابی کے لئے یہ دعا پڑھیئے۔

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَاتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَاتَاْخُذُکَ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ اَھْدِءْ لَیْلِیْ وَاَنِمْ عَیْنِیْ۔

یہ حَدِیثِ شَرِیف کے کَلِمَات ہیں جو خاص طور سے سَیِّدِعَالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ سے مَرْوِی ہیں رَاوِی سَیِّدِنَا زَیْدُ بْنُ ثَابِتْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ دیکھو ابن سنی۔

اَلْفَقِیْرُ اِلَي اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ جَلَّ وَ عَلَي وَصَلَّي اللّٰہُ تَعَالَي۔ شَیْخُ الْحَدِیْثِ اَبُوالْفَتحِ مُحَمَّدْ نَصْرُاللّٰہ خَانْ نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالَي۔ آمِین اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ بِحَقِّ الْاَمِیْنِ صَلَّي اللّٰہُ تَعَالَي عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔ شیخ الحدیث ابو الفتح محمد نصر اللہ خان نصرہ اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰي حَبِيْبِهِ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ

سُنَح (يُمْن وَ بَرَكَت) سَوَانِحِ شَيْخِ الْحَدِيْثِ

اَبِي الْفَتْحِ مُحَمَّدُ نَصْرُ اللّٰهِ خَانَ سَلَّمَهُ اللّٰهُ الْمَوْلٰي تَعَالٰي

١ـ اِسْمُهٗ: مُحَمَّدْ نَصْرُ اللّٰهِ خَانْ وَلَقَبُهٗ شَيْخُ الْحَدِيْثِ الْمُحَدِّثُ مُحَمَّدْ سَرْدَارْ اَحْمَدْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ بِاَبِي الْفَتْحِ وَاَبِي الْمَنْصُوْرِ۔

٢ـ اَبُوْهُ: خُوْش كِيَارْ خَانَ الْمُلَقَّبُ بِهُوْشِيَارْ خَانْ كَانَ يَتَجَرُ فِي رِيْوَا وَ كَدُوْرَا رِيَاسَتَيْنِ مَشْهُوْرَتَيْنِ مِنْ رِيَاسَاتِ الْهِنْدِ كَانَ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي التِّجَارَةِ وَالْاِتِّجَارِ وَكَانَ مَامُوْنًا وَّمَقْبُوْلًا فِي اَنْظَارِ النُّوَّابِ وَالرُّؤَسَآءِ۔

٣ـ جَدُّهٗ: حَاكِمْ خَانْ. كَانَ دِهْقَانًا وَصَاحِبَ ضَيْعَةٍ وَّمَالِكَ غَابَاتِ الصَّنُوْبَرِ اَيْ جِلْغُوْزَه الَّتِي يُقَالُ فِي الْهِنْدِيَّةِ "چِيْڑ" كَانَ تَاجِرًا فِي رِيَاسَةِ رِيْوَا قَوِيًّا مَامُوْنًا جِدًّا شَجِعًا وَّفَارِسًا۔

٤ـ جَدُّاَبِيْهِ: شَادِي خَانَ الْمَعْرُوْفُ بِ شَادَكْ خَانْ كَانَ سَابِقًا فِي الْفُرُوْسِيَّةِ وَالتَّمَوُّلِ۔

٥ـ وَطَنُهٗ: بَلْدَةٌ مَّعْمُوْرَةٌ مَّمْطُوْرَةٌ وَّمَثْلَجَةٌ مَّثْلُوْجَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ بِسَرِرَوْضَه مِنْ مُّضَافَاتِ غَزْنِي اَوْ غَزْنِيْن اَوْ غَزْنَه بِمَرْحَلَةٍ مِّنْ "مَقَرِّ" الْوَطَنِ الْاَصْلِيِّ الْاَبَائِيِّ لِلْاِمَامِ الْهِمَامِ الْهُمَامِ اَحْمَدْ رِضَا خَانَ الْاَفْغَانِيِّ قُدِّسَ سِرُّهُ السَّامِيِّ۔

٦۔ قَبِيلَتُهٗ : "خَرُوتِي" نَسَبٌ شَرِيفٌ بِاَفْغَانِسْتَان وَبَطْنُهٗ "سِهْ پُدَرِي" وَ اَمَّا قَبِيلَةُ الْاِمَامِ اَحْمَدُ رِضَا خَان قُدِّسَ سِرُّهُ السَّامِيّ "بَرِيج" وَ لُغَتُهُ الْاُمِّيَّةُ فَشْتُو وَهُوَ يَمْهَرُ الْفَارِسِيَّةَ وَالْعَرَبِيَّةَ الْفَصِيحَةَ مَهْرًا وَّ مَهَارَةً وَ يَعْرِفُ الْاِنْجِلِيزِيَّةَ بِقَوَاعِدِهَا الصَّرْفِيَّةِ وَالنَّحْوِيَّةِ بِحَيْثُ اَنَّهٗ دَرَّسَ وَعَلَّمَ فِي الْمَرْكَزِ الْاِسْلَامِيِّ الْمَدْرَسَةِ بِكَرَاتْشِي الْمَعْرُوفَةِ فِي الْبِلَادِ الْقَاصِيَةِ وَالدَّانِيَةِ الطُّلَّابَ الَّذِينَ لُغَتُهُمُ الْاُمِّيَّةُ كَانَتْ اِنْجِلِيزِيَّةً بِاللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْاِنْجِلِيزِيَّةِ الْعُلُومَ الدِّينِيَّةَ الْمَذْبُورَةَ بِاللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْاِنْجِلِيزِيَّةِ وَمُدَّةُ تَعْلِيمِهٖ اِيَّاهُمْ تِلْكَ الْعُلُومَ كَانَتْ اِحْدٰي عَشْرَةَ سَنَةً مُّتَسَلْسِلاً بِلَا انْقِطَاعٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

وَهُوَ مَاهِرٌ فِي الْاُرْدُوِيَّةِ وَيَمْهَرُ اَيْضًا بِالْهِنْدِيَّةِ الدَّارِجَةِ فِي دَوَاوِينِ الْهِنْدِ الرَّائِجَةِ فِيهَا فِي هٰذَا الزَّمَانِ يُعَلِّمُ بِهٰذِهِ اللُّغُونِ الْمَذْكُورَةِ كُلِّهَا وَيَتَكَلَّمُ بِهَا بِلَا تَكَلُّفٍ وَّلَا كُلْفَةٍ وَلَا مَشَقَّةٍ يَرْتَجِلُ الْكَلَامَ وَمَا هُوَ مِنَ الْمُتَصَنِّعِينَ (١) الَّذِينَ يَنْتَحِلُونَ الْكَمَالَاتِ وَيُظْهِرُونَ بِاَنْفُسِهِمْ وَصِفَاتِهَا وَيَدَّعُونَ كَمَالَاتِ الْغَيْرِ لِنَفْسِهٖ۔

"دَرْسُهٗ وَتَعَلُّمُهٗ"

اِنَّهٗ لَمَّا وَدَّعَ الْمَهْدَ وَاَدْرَكَ الصَّلَاحَ اَيْ صَلَاحَ الْعَهْدِ فَقَرَاَ فِي صِبَاهُ الْكُتُبَ الرَّائِجَةَ فِي الْمَدَارِسِ الدَّارِجَةِ فِي فَهَارِسِهَا وَاشْتَهَرَ فِي الطَّلَبَةِ وَالْمُتَعَلِّمِينَ ذَكَائُهٗ وَفَرَاسَتُهٗ وَجَعَلُوا يَقُولُونَ اَصْبَحَ نَصْرُ اللّٰهِ النَّصِيرُ مُفَضَّلاً اَيْ مُوْهَبًا مُعِدًّا قَادِرًا ذَكِيًّا ذَافَرَاسَةٍ۔ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰي رِيَاسَةِ "گَدْوَرَا" بَاوَنِي سْتِيتْ بَلَدٍ مِّنْ مُّضَافَاتِ جَالَوْن

۱۔ تستعلیق گو نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

"الهند" وتعلّم هناك الهنديّة الرّائجة في دواوين الهند في هذا الزّمان بكتابتها في اسبوع واحد علي التّقريب ثمّ ذهب الي ريوا (REWA) عاصمة معروفة من مضافات ويندهيا پرديش فقرء المثنويّ للمولي الرّوميّ بشرحه للمولي بحر العلوم ملك العلماء عبدالعلي الافغانيّ الهرويّ ثمّ اللّكهنويّ علي القاضي عياض علي خان قدّس سرّه السّاميّ واعطاه سند الفراغ في اثناء خمسة عشر يومًا لمّارأي ذكائه و فراسته۔

ثمّ ارتحل الي اله آباد مركز يوپي فتفقّه علي الفقيه الشّهير شمس العلماء محمّد نظام الدّين البلياويّ ثمّ اله آباديّ و قرء عليه اصول الفقه باتقان وّاحكم وبرع وكتب المعقول بضبط وّ احكام فاقبل علي التّفسير اقبالًا كلّيًا حتّي حاز فيها قصب السّبق ونشاء في تصوّف تامّ وّ عفاف وتالّه فاستفاد واستفاض من الامام الهمهام احمد رضا خان قدّس سرّه السّاميّ فافاض عليه وافاده فيضًا وفائدة في الرّؤيا اعطاه كرّاسة وّاكتبه بسم الله الرّحمن الرّحيم علي منبع الماء الصّافيّ الجاريّ واشار اليه ان يّسير مع ذلك الماء الصّافيّ الجاريّ و شرع في الجمع والتّاليف من وّقت طفولته وحينئذ رحل اليه الطّلبة من الاطراف والاكناف فقرؤا عليه الصّرف والنّحو والمنطق والفلسفة ومن الرّياضيّ الهيئة والهندسة والحساب فالفقه واصول الفقه والمعانيّ والبديع والبيان فعلّم الكلام ومن الادب النّظم والنّثر فالتّفسير و اصوله فالحديث واصوله والفرائض و تاريخ الاسلام و كتبوا عنه وقد تخرّج به خلق كثير۔ وكان باله آباد حينما تعلّم وقراء الحساب والهندسة وعلم الكلام بمزيد الاتقان علي العلّامة التّقيّ الذّكيّ شبير احمد

الْغُورِيّ النَّاظِمِ الْعَامّ لِامْتِحَانَاتِ الْعُلُومِ الشَّرْقِيَّةِ مِنْ اِلٰهْ آباد يُونِيورسْتِي فَاتْقَنَ فِيْ
هٰذِهِ الْعُلُومِ وَبَرَعَ فِيهَا وَاحْكَمَ وَقَدْ قَرَأَ الْفَرَائِض عَلٰي الْمُحَامِيّ الْكَبِيرِ الشَّهِيرِ
الْحَسِيبِ النَّسِيبِ مُحَمَّدُ عَاقِل ايْدُوكِيتْ وَقَرَاءَ الْاَدَبَ عَلٰي اَخِي الْمُحَامِيّ الْجَلِيلِ
وَبُرُوفِيسَر الْكَامِلِ الْمَعْرُوفِ بِرَفِيقْ اَحْمَدَ الْمُعَلِّم بِجَامِعَةِ الٰهْ ابَادْ (الٰه ابَادْ يُونِيورسِٹِي)
وَهُوَ اَخٌ صَغِيرٌ لِمُحَمَّدُ عَاقِلِ الْمُحَامِيّ زَادَهُمَا اللّٰهُ شَرَفاً وَ عِزَّةً وَقَالَ لَهٗ حِيْنَمَا
يَسْمَعُ الْعَرَبِيَّ مِنْهُ لَقَدْ اَصْبَحْتَ فِي الْعِلْمِ شَاهْ سَوَارْ اَيْ فَرُسْتَ فَرَاسَةً وَّ فُرُوسَةً
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ وَسَلَّمَهُ اللّٰهُ الْمَوْلٰي تَعَالٰي وَاَوْلَادَهُ وَ زَوْجَهُ اٰمِّيْن بِحَقِّ الْاَمِينِ
صَلَّي اللّٰهُ تَعَالٰي عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ بِالٰهْ آباد اَنَّهُ سَمِعَ الْاَحَادِيثَ
النَّبَوِيَّةَ عَلٰي قَائِلِهَا اَلْفُ اَلْفِ التَّحِيَّةُ مِنَ الْفَقِيهِ الْمُحَدِّثِ الْمُتْقِنِ الْمُنَاظِرِ مُحَمَّدُ
حَبِيْبِ الرَّحْمٰنِ الشَّهِيرِ بِمُجَاهِدِ الْمِلَّةِ فَحَازَ فِيْهِ قَصَبَ السَّبْقِ اَتْقَنَ وَاحْكَمَ وَلَازَمَ
الْاَدَبَ عَلٰي شَيْخِهِ شَمْسِ الْعُلَمَاءِ وَمُجَاهِدِ الْمِلَّةِ وَاَعْطَاهُ مُجَاهِدُ الْمِلَّةِ اِجَازَاتٍ
مَكْتُوبَةً عَامَّةً فِي السَّلَاسِلِ الرَّائِجَةِ فِي الْبِلَادِ كُلِّهَا عَامَّةً وَالْقَادِرِيَّةِ السَّنِيَّةِ وَالشَّاذِلِيَّةِ
خَاصَّةً فَاسْتَخْلَفَهُ فِيْ تَدْرِيسِ الْاَحَادِيثِ وَتَحْدِيثِهِ وَاَجْلَسَهُ مَكَانَهُ عَلٰي مَسْنَدِهِ فِيْ
جَامِعَتِهِ الْجَامِعَةِ الْحَبِيبِيَّةِ بِالٰه آباد دَرِيَا آباد لَمَّا سَجَّنَهُ الْهِنْدُوسُ فِيْ سُلْطَانْ فُوْرَ
فَدَرَّسَ مَكَانَ شَيْخِهِ مُجَاهِدِ الْمِلَّةِ الصِّحَاحَ وَالسُّنَنَ فَاَجَادَ وَاَسَرَّ وَكَفَاكَ شَاهِدًا لَهٗ
بِصِفَاتِهِ الْمَذْبُورَةِ الْمَذْكُورَةِ عَلٰي مَاقُلْنَاهُ فِيْهِ وَذَكَرْنَاهُ مِنْهُ خِطَابُ شَمْسِ الْعُلَمَاءِ
شَيْخِهِ الْمَرْسُولُ اِلَيْهِ مِنَ الْمَدْرَسَةِ الْخَيْرِيَّةِ بِسَهْسَرَامْ مِنْ مُضَافَاتِ رُوهْتَاس بِهَارْ
الْهِنْدِ۔

پیر طریقت شمس العلماء

حضرۃ علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ

۷۸۶

۹۲

عزیز از جان سلمہ المنان دعوات وافرہ

تیتیس سال کے بعد تین خطوط آپ کے یکے بعد دیگرے ملے۔ ایک سسرام دو الہ آباد کے پتہ پر۔ عزیزم! مرسل کا نام دیکھتے ہی مسرت کی بے پناہ لہروں نے دست و پا، رگ و ریشے میں وہ کیفیت پیدا کردی جس نے "ازجار فتم" سے کہیں بلند و بالا منزل پر پہونچادیا۔ قدو قامت، رفتار و گفتار، عادات و اطوار، لب و لہجہ، انداز بیان، اسباق کی گہرائیوں میں غوطہ زنی یہ سب یک لخت مجسمہ بن کر کھڑے ہو گئے۔ اور میں یہ محسوس کرنے لگا کہ مولٰنا نصر اللہ خان سلمہ حسب عادت قدیم میرے روبرو مؤدبانہ دست بستہ کھڑے ہیں۔

اس وقت مجھے یہ احساس نہیں تھا کہ یہ ۵۶ء ہے یا ۸۹ء آپ کے خط میں خلوص کا وہ مرقع ہے جس کو کچھ اہل علم تو آبدیدہ اور کچھ محو حیرت ہو گئے۔ اتفاق سے وہ زمانہ مرے ایسے لمبے سفر کا تھا جس میں حضرت مجاھد ملت کے عرس کے لئے اڑیسہ پھر وہاں سے مختلف مقامات پر ہوتا ہوا بریلی شریف منظر اسلام میں بحیثیت ممتحن، ختم بخاری شریف اور سلسلہ دستار بندی میں چھ روز تک قیام کرنا پڑا۔ اور وہاں سے مولٰنا نورالدین سلمہ جو آج کل مدرسہ عالیہ رام پور میں پرنسپل کے عہدہ پر فائض

ہیں ان کے یہاں رام پور گیا۔ انہوں نے آپ کے خط کی نقل رکھ لی ہے۔ امید ہے کہ وہ بھی آپ کو خط لکھیں گے۔

عزیزم! طبیعت بہت کمزور ہو چکی ہے۔ تنفس کا عارضہ اور خون و پیشاب میں شکر کی زیادتی نے اور نڈھال کردیا ہے۔ میرے لختِ جگر! میں بالکل عاصی پر معاصی ہوں۔ صرف آپ جیسے تلامذہ سے امید ہے کہ شاید آپ ہی لوگوں اور بزرگوں کے صدقے میں مجھے سایہ عفو میں ایک گوشہ عطا لائے لہٰذا ہر وقت دعا خیر کرتے رہا کریں۔ گھر میں اور بچوں سے بہت بہت دعا۔ اور جملہ پسران اور دختران کی تعداد اور حالات سے مطلع کریں گے۔

مولٰنا نورالدین سلمہ نے آپ کا پتہ لے لیا ہے اور مولنا مشتاق احمد سلمہ مفلوج ہو گئے ہیں۔ دو ماہ سے وہ بمبئی میں ہیں۔ میں بھی ۶ فروری کو بمبئی ایک ہفتہ کے لئے اس لئے جارہا ہوں کہ رمضان المبارک میں اگر عمرہ کی کوئی صورت نکل آئے تو آخری دم میں ایک مرتبہ سفر، سرکار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے روضہ پر حاضری دے دوں اور بس۔

جس کمپنی سے گفتگو چل رہی ہے غالباً وہ جہاز ۴ اپریل کو پرواز کرے گا۔ اگر صحت نے ساتھ دیا تو حاضری کی انتہائی کوشش کروں گا۔ بمبئی میں مولٰنا مشتاق سلمہ سے ملاقات ہو گی۔ آپ کا خط لئے جارہا ہوں۔ انھیں دکھادوں گا۔ سنا ہے کہ آپ کے یہاں شرح مرقاۃ خیر آبادی چھپ گئی ہے۔ اگر کسی طرح ممکن ہو تو دو نسخے کسی آنے والے کے ہاتھ بھیج دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ لانے والے کو قیمت حاضر کردوں گا۔ والسلام

محمد نظام الدین القادری الحسیبی

۲ فروری ۱۹۸۹ء مدرسہ خیریہ ضلع روہتاس بہار۔

نوٹ: آپ کے نام نصر اللہ خان کے آخر میں لفظ نظامی بڑھا دیا جاتا تو مسند اور مسند الیہ کے مابین وجود رابطی کا اظہار نمایاں ہوجاتا۔ اگرچہ اب کچھ دشوار معلوم ہوتا ہے۔ انتہی۔

هٰذَا كَانَ خِطَابُ الشَّيْخِ لِتِلْمِيْذِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰي مِيرَٹْه وَقَرء فَوَاتِحَ الرَّحْمُوْتِ شَرْحَ مُسَلَّمِ الثُّبُوْتِ عَلٰي الْعَلَّامَةِ الْفَهَّامَةِ الْمَعْرُوْفِ فِي بِلَادِ الْهِنْدِ بِصَدْرِ الْمُدَرِّسِيْنَ الشَّيْخِ السَّيِّدِ غُلَامِ جِيْلَانِيّ صَاحِبِ تَصَانِيْفِ الْكَثِيْرَةِ الْمُهِمَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا وَ دَرَّسَ مَكَانَهُ فِي مَدْرَسَتِهٖ الْكُتُبَ وَعَلَّمَ۔

ثُمَّ جَآءَ اِلٰي بَاكِسْتَانَ وَسَمِعَ الْاَحَادِيْثَ الصِّحَاحَ وَالسُّنَنَ وَ حِصَّةً مِّنْ اُصُوْلِ الْفِقْهِ مِنْ شَيْخِهِ الشَّهِيْرِ فِي الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ بِشَيْخِ الْحَدِيْثِ الْمَوْلٰي مُحَمَّدْ سَرْدَارْ اَحْمَدْ قُدِّسَ سِرُّهُ السَّامِيّ بِلَائِلْ فُوْرْ وَهُوَ يَقُوْلُ فِيْهِ وَيَصِفُهُ اَنَّ الْمُحَدِّثَ مُحَمَّدْ سَرْدَارْ اَحْمَدْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا كَانَ كَنْزَ الدَّقَائِقِ وَالنَّهْرَ الْفَائِقَ بَلِ الْبَحْرَ الرَّائِقَ الْاَسَدَ الْاَسَدَ عَلٰي الْكُفَّارِ وَالْمُرْتَدِّيْنَ اَشَدَّ فَكَانَ يُلْقِيْهِ مِنْ اَسْرَارِ الْاَحَادِيْثِ وَرُمُوْزِهَا وَاشَارَاتِهَا وَاَحْكَامِهَا سَبَقًا سَبَقًا فَالْتَقَطَهَا مُحَمَّدْ نَصْرُاللّٰه عَلٰي الْفَوْرِ وَكَانَ يَجْرِيْ فِيْ مَيْدَانِ كِتَابَتِهَا طَلْقًا طَلْقًا وَ كَانَ الشَّيْخُ مُحَمَّدْ سَرْدَارْ اَحْمَدْ قُدِّسَ سِرُّهُ السَّامِيّ يُلْقِيْ الْاَسْرَارَ وَالرُّمُوْزَ وَالْاَشَارَاتِ بِالْاُرْدُوِيَّةِ وَيُتَرْجِمُ الْاَحَادِيْثَ بِالْاُرْدُوِيَّةِ وَلٰكِنْ شَيْخُ الْحَدِيْثِ اَبُوالْفَتْحِ مُحَمَّدْ نَصْرُاللّٰه خَانْ كَانَ يَكْتُبُ كُلَّ مَايُلْقِيْهِ بِالْفَصِيْحَةِ الْبَرِيْعَةِ الْعَرَبِيَّةِ فَلَمَّا فَرَغَ فَاَجَازَهُ اِجَازَةً تَامَّةً عَامَّةً وَاَعْطَاهُ السَّنَدَ الْاَعْلٰي بِحَيْثُ يُمْتَازُ فِي الْعَصْرِ كُلِّهٖ۔

وَفِيْ هٰذِهٖ الرَّحْلَاتِ الْوَاسِعَةِ فِيْ بِلَادِ الْهِنْدِ وَالْبَنْجَابِ وَالْبَنْجَالِ وَ خُرَاسَانَ تَعَمَّقَ وَسَمِعَ الْكَثِيْرَ فَحَصَّلَ الْاَسَانِيْدَ وَالْاَصُوْلَ فَصَنَّفَ التَّصَانِيْفَ وَحَشّٰي

الْحَوَاشِيَّ عَلي الْكُتُبِ وَوَشَّهَا وَعَنَي بِالْاَحَادِيْثِ عِنَايَةً وَلَازَمَ السَّمَاعَ سِنِيْنَ فَنَسَخَ وَانْتَقي فَقَرَءَ كُتُبَ الشَّيْخَيْنِ الْجَلِيْلَيْنِ سَيِّدِنَا الشَّيْخِ الْجِيْلِيِّ السَّيِّدِ عَبْدِالْقَادِرِ الْجِيْلَانِيِّ مُحْيِ الدِّيْنِ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلّي اللّٰهُ تَعَالي عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَالشَّيْخِ السَّيِّدِ مُحْيِ الدِّيْنِ ابْنِ عَرَبِيْ خَاتَمِ فَصِّ الْوِلَايَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ سَيِّدُنَا الشَّيْخُ الْاَكْبَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالي عَنْهُمَا وَارَضَا هُمَا عَنَّا فَجَعَلَ كُتُبَ الشَّيْخَيْنِ الْجَلِيْلَيْنِ مِعْيَارًا لِتَدْرِيْسِهٖ الْاَحَادِيْثَ النَّبَوِيَّةَ وَالتَّفْسِيْرَ وَاصُوْلَهُمَا وَجَعَلَهَا مَحَكًّا لِمَعَانِيْهَا الْمُرَادِيَّةِ وَبِذٰلِكَ طَنَّ بِذِكْرِهٖ الْاَمْصَارُ وَضَنَّ بِمِثْلِهٖ الْاَعْصَارُ وَكُلَّمَا سُئِلَ فِيْ اَثْنَاءِ تَدْرِيْسِهٖ عَنْ فَنٍ مِّنَ الْفُنُوْنِ فَاَجَابَ جَوَابًا شَافِيًا فَظَنَّ السَّامِعُ وَالرَّائِيُّ اَنَّهٗ اَتْقَنَ الْفَنَّ وَبَرُعَ وَاَحْكَمَ۔

(تَدْرِيْسُهٗ وَ تَعْلِيْمُهٗ الْكُتُبَ الدِّيْنِيَّةَ فِي الْمَدَارِسِ الشَّهِيْرَةِ الْعَلِيَّةِ) وَقَدْوَلِّيَ شَيْخُ الْحَدِيْثِ اَبُوالْفَتْحِ مُحَمَّدُ نَصْرُاللّٰهِ خَانْ نَضَرَهُ اللّٰهُ تَعَالي بِاله آباد تَدْرِيْسَ الْعُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ سَبْعَ سَنَوَاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ فَاَعَادَ وَاَفَادَ عَائِدَةً وَّفَائِدَةً ثُمَّ وُلِّيَ تَدْرِيْسَ مَدْرَسَةِ اِسْلَامِي عَرَبِي انْدَرْ كُوْٹْ مِيْرَٹْهْ مُدَّةً ثُمَّ وُلِّيَ تَدْرِيْسَ الْجَامِعَةِ الشَّهِيْرَةِ بِلَائِلْ پُوْرَ الْمُسَمَّاةِ بِمَنْظَرِ الْاِسْلَامِ وَ تَدْرِيْسُهٗ هُنَاكَ كَانَ مِنَ الصَّبَاحِ اِلي الْعِشَاءِ السَّاعَةِ التَّاسِعَةِ وَكَانَ ثَلَاثَ سِنِيْنَ مُتَوَالِيًا مُتَسَلْسِلًا بِلَا انْقِطَاعٍ وَّبِغَيْرِ مَانِعٍ وَّلَا دَافِعٍ فَاَعَادَ وَاَفَادَ فَاُرْسِلَ اِلي بِيْكِي مِنْ مُّضَافَاتِ مَرْدَانَ وَ وُلِّيَ تَعْلِيْمَ الْجَامِعَةِ الْمُجَدِّدِيَّةِ سَنَةً كَامِلَةً فَوُلِّيَ تَدْرِيْسَ الْمَدْرَسَةِ مِصْبَاحِ الْعُلُوْمِ بِجَرَانْوَالَهْ مِنْ مَّضَافَاتِ لَائِلْ پُوْرَ سَنَةً كَامِلَةً مِنَ الصَّبَاحِ اِلي الْمَسَاءِ ثُمَّ وُلِّيَ تَدْرِيْسَ الْكُتُبِ الْمُهِمَّةِ سَنَةً كَامِلَةً فِيْ "كُوْنْدَا مُوْڑْ" بِنْجَابْ ثُمَّ وُلِّيَ تَدْرِيْسَ الْجَامِعَةِ النَّعِيْمِيَّةِ الْوَاقِعَةِ بِكَهْرِي شَاهُوْ لَاهُوْرَ عَاصِمَةِ بِنْجَابْ سَنَةً كَامِلَةً ثُمَّ دُعِيَ اِلي جَا تُجَام بنجال او بنغله دِيْش فَوُلِّيَ تَعْلِيْمَ

الْاَحَادِیْثِ وَالْکُتُبِ الرَّائِجَةِ فِي نِصَابِ بَنْغْلَه دِیْش وَکَانَ عَمِیْدَ الْجَامِعَةِ اَیْضًا ثَلٰث سِنِیْنَ مُتَوَالِیَةً ثُمَّ دُعِيَ اِلٰی کَرَاتْشِي فَدَرَّسَ الْکُتُبَ الْمُهِمَّةَ فِي الْاَمْجَدِیَّةِ وَعَلَّمَ فَنَظَّمَ اَمْرَ الدَّرْسِ وَالتَّدْرِیْسِ وَزَادَ فِي نِصَابِ الْکُتُبِ التَّدْرِیْسِیَةِ فَاَحْسَنَ مِعْیَارَهٗ وَ مِعْیَارَهَا وَقَامَ بِاُمُوْرِ الْاِفْتَاءِ اَیْضًا ثَلٰثَ سِنِیْنَ ثُمَّ وُلِّيَ التَّحْدِیْثَ فِي مَدْرَسَةٍ بِیِي - اي - سي ایچ سُوْسَائِتِي کَرَاتْشِي سَنَةً کَامِلَةً۔

ثُمَّ وُلِّيَ تَعْلِیْمَ الْاَحَادِیْثِ الشَّرِیْفَةِ وَالْفُنُوْنِ الرَّائِجَةِ فِي الْمَرْکَزِ الْاِسْلَامِيِّ بُلَاکْ بِي بِشَمَالِي نَظم آباد اِحْدٰي عَشَرَةَ سَنَةً کَامِلَةً وَ دَرَّسَ الْاَحَادِیْثَ النَّبَوِیَّةَ مِنَ الصِّحَاحِ وَالسُّنَنِ بِجَامِعَةِ شَمْسِ الْعُلُوْمِ سِتَّ سَنَوَاتٍ مُتَوَالِیَاتٍ کَامِلَاتٍ فَکَمُلَ مُدَّةُ التَّدْرِیْسِ وَالنَّظْمِ وَالْاِفْتَاءِ وَالتَّعْلِیْمِ مُتَسَلْسِلًا اَرْبَعِیْنَ سَنَةً کَامِلَةً رَابِحَةً مُرْبِحَةً وَفِي هٰذِهِ الْاَرْبَعِیْنِیَّةِ مِنَ الْمُدَّةِ الرَّابِحَةِ الْمُبَارَکَةِ رَحَلَ اِلَیْهِ خَلْقٌ کَثِیْرٌ قَرَؤُا عَلَیْهِ وَ کَتَبُوْا عَنْهُ وَاسْتَفَادُوْا وَ تَخَرَّجَ بِهٖ عُلَمَاءُ کَثِیْرُوْنَ عَامِلُوْنَ اُولُوا اِسْتِقَامَةٍ وَهٰذَا اِنْ کَانَ اِلَّا بَرَکَةُ الشَّیْخَیْنِ الْجَلِیْلَیْنِ وَالْاِمَامِ الْهُمَامِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰي عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ عَنَّا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

وَصَلَّي اللّٰهُ تَعَالٰي عَلٰي خَیْرِ خَلْقِهٖ وَحَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّي اللّٰهُ تَعَالٰي عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

مَوْلَنَا اَحْمَدُ رِضَا خَانْ ڈبل ایم - اے
بی : ۷۷ بلاک-۸ ، گلشنِ اقبالْ کَرَاچی۔

Phone No. 83210.

THE JAMIAH AHMADIAH SUNNIAH
WEST SHOLASHAHAR.
CHITTAGONG.

Regd. No. 1237/82 of E.P. 1958-59.

Ref. No. ________________ *Date.* 16-12-1968.

This is to certify that Moulana A.F.M. Nasrullah Khan has been serving as Principal Jamiah Ahmadiah Sunniah for the last a few years with entire satisfaction of Managing committee and of the students. He is amiable, intelligent with pleasing manners and presence. He is very learned with tact and sincerity. Under his guidance, the Jamiah has been progressing very satisfactorily. I have no hesitation to say that he will prove himself an asset for any educational institution.

I wish him all success in life.

16. 12. 68

Sd/-Z.A. Chodhury.
President. 16-12-1968.

Seal.

TEL : 611938

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلی فون : ۶۱۱۹۳۸

الجامعة العليمية الإسلامية

ALEEMIYAH INSTITUTE OF ISLAMIC STUDIES

(A Project of : The World Federation of Islamic Missions)

ISLAMIC CENTRE
North Nazimabad, Block 'B'
KARACHI-33. (Pakistan)

المرکز الاسلامی
شمالی ناظم آباد ، بلاک ب ،
کراچی-۳۳ - پاکستان

Date 22 . 2 . 1976 تاریخ
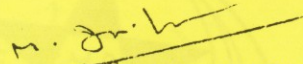
TO WHOM IT MAY CONCERN

This is to certify that Sheikhul-Hadith Maulana Abul Fath-e-Muhammad Nasrullah Khan has been serving as Lecturer of this Institute since November 1972.

He is ámiable, intelligent and is possessed of a very pleasing disposition.

As Sheikh-ul-Hadith he is very learned in his field and applies himself to his work with sincerity and devotion. He has carried out his duties at the above Institute in an altogether satisfactory manner.

I have no hesitation in recommending Maulana Abul Fath-e-Muhammad Nasrullah Khan to any educational Institution and hasten to add that he will, I am sure, prove to be an asset in this regard.

Acting General Secretary
(MUHAMMAD JAFER)
REGISTRAR

ALEEMIYAH INSTITUTE OF ISLAMIC STUDIES, KARACHI-33
Islamic Centre
(Pakistan)

تمہیدِ مہید اور بنیادی مقدمہ عید میلاد النبی ﷺ کے اَبنیہ و مبانی کی نویدِ مجید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ لِلّٰہِ منزّلِ الحِکَمِ علی قلوبِ الکلم باحدیّۃ الطریق الاُمم من المقامِ الاقدم و ان اختلفت الملل والنحل لاختلاف الامم و صلّی اللہ علی ممدّ الھمم من خزائن الجود و الکرم بالقیل الاقوم محمدٍ و آلہٖ و صحبہٖ و سلّم اما بعد آنکہ امامِ ہمام اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ احمد رضا خان افغانی مُقرّی ثم البریلوی قُدّس سرّہ السّامی مَلِکُ الکلام ہیں اور مُسلّمہ یہ مقولہ زبان زدِ خاصّ و عامّ ہے کہ کلامُ الملوکِ ملوکُ الکلام (بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے) تو ظاہر و باہر ہے کہ امام ہمام مَلِکُ الکلام ہیں امام احمد رضا خان افغانی مقری قدس سرہ السامی نے سیّدِ دوسرا علیہ التحیۃ و الثنا کے اخلاقِ عظیمہ اور بلند مرتبہ نُعوتِ نعتیہ کو اپنے کلام بلاغت نظام کی سلکِ ولڑی میں اس طور پر پرودیا ہے کہ جامعیّتِ معانی، اجمالِ جمال اور اغلاق کے لحاظ سے تفہیم و افہامِ افہام کے لئے حل طلب، تشریح خواہ اور خواہان تسہیل رہا ہے۔

چونکہ بنیادی مقدمہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیّدِ دوسرا علیہ التحیۃ و الثناء کے اخلاق کریمہ اور بلند مرتبہ نُعوتِ نعتیہ کے پرتو جمال کے اراءۃ (دکھا دینے) کے لئے صاف شفاف اور صالح آئنہ بھی ہے اور ان کے بیان کے لئے زبان بیان بھی اس لئے یہی بنیادی مقدمہ عید میلادُ النبی صلی اللہُ علیہ وسلم امام ملکُ الکلام کے کلام بلاغت نظام کے فہم و افہام کے لئے از بس کافی و شافی رہا ہے اور اس کے اغلاقِ کلام

کے لئے کنجی بھی۔ اور اسی بنیادی مقدمہ عیدِ میلادُ النّبی صَلَّی اللہُ علیہِ وَسَلَّم کے مذکورہ قرآنی آیاتِ بَیّنہ اور اَحادیثِ نبویّہ عَلٰی قائلہا اَلفُ اَلفِ التحیّۃ سے اِمامِ ہُمام مَلِکُ الکلام کے آتیہ مُنتخلہ حَلِّ طلب، مُغلق و مُجمَل منظومہ اشعارِ شعور بار مُستفاد ہیں اور اس بنیادی مقدمہ عیدِ میلادُ النّبی صَلَّی اللہُ علیہِ وَسَلَّم میں مذکورہ عناوین و مضامین اِمامِ مَلِکُ الکلام کے منتخلہ اَشعارِ کمالِ شِعار کے مبانی و معانی پر مُنطبق ہیں اور معانی و مبانی نیز ان کے آثار و اِظہارِ اَسرار پر دونوں باہم مُوافق بھی ہیں و ازروئے اِطباق و اِنطباق و بلحاظِ وِفاق و اِتّفاق وہ منتخلہ منظومہ اَشعار ترتیب وار یوں فیض بار ہیں:

تم سے کھلا بابِ جود تم سے ہے سب کا وجود — تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروروں درود

تم سے خدا کا ظہور اُس سے تمہارا ظہور — لِم ہے یہ وہ اِنّ ہوا تم پہ کروروں درود

مظہرِ حق ہو تمہیں مُظہرِ حق ہو تمہیں — تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروروں درود

طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رُسُل کے اِمام — نوشہِ مُلکِ خدا تم پہ کروروں درود

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف رحیم — بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود

نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم — تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروروں سلام — تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم — تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

گیسو و قد لام الف کردو بلا منصرف — لا کے تہِ تیغ لا تم پہ کروروں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی — کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ — تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود

کام غضب کے کئے اُس پہ ہے سرکار سے — بندوں کو چشمِ رضا تم پہ کروروں درود

آنکھ عطا کیجئے اُس میں ضیاء دیجئے جلوہ قریب آگیا تم پہ کروروں درود

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس بس ہے یہی آسرا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروروں درود

اور فرمایا :

زمین و زمان، تمہارے لئے مکین و مکان، تمہارے لئے

چنین و چنان، تمہارے لئے بنے دو جہان، تمہارے لئے

دہن میں زبان، تمہارے لئے بدن میں ہے جان، تمہارے لئے

ہم آئے یہاں، تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں، تمہارے لئے

فرشتے خدم، رسولِ حشم، تمام اُمم، غلامِ کرم

وجود و عدم، حدوث و قدم، جہان میں عیان تمہارے لئے

کلیم و نجی، مسیح و صفی، خلیل و رضی، رسول و نبی

عتیق و وصی، غنی و علی، ثنا کی زبان تمہارے لئے

اصالتِ کُل، امامتِ کُل، سیادتِ کُل، امارتِ کُل

حکومتِ کُل، ولایتِ کُل، خدا کے یہاں تمہارے لئے

تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک

زمین و فلک، سماک و سمک، میں سکہ نشان تمہارے لئے

وہ کنزِ نہان، یہ نورِ فشان، وہ کُن سے عیان، یہ بزمِ فکان

یہ ہر تن و جان، یہ باغِ جنان، یہ سارا سمان تمہارے لئے

ظہورِ نہان، قیامِ جہان، رکوعِ مہان، سجودِ شہان

نیازیں یہاں ، نمازیں وہاں ، یہ کس کے لئے ہاں تمہارے لئے
یہ شمس و قمر ، یہ شام و سحر ، یہ برگ و شجر ، یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر ، یہ حکم رواں تمہارے لئے
یہ فیض دیئے ، وہ جود کیئے ، کہ نام لیئے زمانہ جیئے
جہاں نے لیئے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لئے
سحاب کرم ، روانہ کیئے کہ آب نعم ، زمانہ پیئے ،
جو رکھتے تھے ہم ، وہ چاک سیئے ، یہ ستر بداں تمہارے لئے
ثنا کا نشاں ، وہ نور فشاں کہ مہر وشاں بآں ہمہ شاں
بسایہ کشاں ، مواکب شاں ، یہ نام و نشاں تمہارے لئے
عطاء ارب ، جلائے کرب ، فیوض عجب ، بغیر طلب
یہ رحمت رب ہے کس کے سبب ، برب جہاں ، تمہارے لئے
ذنوب فنا ، عیوب ہبا ، قلوب صفا ، خطوب روا
یہ خوب عطا ، کروب زدا ، پئے دل و جاں تمہارے لئے
نہ جن و بشر ، کہ آٹھ پہر ، ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہہ و سر ، کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کناں تمہارے لئے
نہ روح امیں ، نہ عرش بریں ، نہ لوح مبیں ، کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں ، جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے
جناں میں چمن ، چمن میں سمن ، سمن میں پھبن ، پھبن میں دولہن
سزائے محن ، پہ ایسے منن ، یہ امن و اماں تمہارے لئے
کمال مہاں ، جلال شہاں ، جمال حساں ، میں تم ہو عیاں
(ک ن)

کہ سارے جہاں بروزِ فکاں ، ظلِ آئینہ ساں تمہارے لئے

یہ طور کجا ، سپہر تو کیا ، کہ عرشِ علاء بھی دور رہا

جہت سے وراء ، وصالِ ملاء ، یہ رفعتِ شان تمہارے لئے

خلیل و نجی ، مسیح و صفی ، سبھی سے کہی ، کہیں بھی بنی

یہ بے خبری ، کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

بفورِ صدا ، سماں یہ بندھا ، یہ سدرہ اٹھا ، وہ عرش جھکا

صفوفِ سما نے سجدہ کیا ، ہوئی جو اذاں تمہارے لئے

یہ مرحمتیں ، کہ کچی متیں ، نہ چھوڑیں لتیں ، نہ اپنی گتیں

قصور کریں ، اور اُن سے بھریں ، قصورِ جنان تمہارے لئے

فنا بدرت ، بقا بیرت ، زہر دو جہت بگرد سرت

ہے مرکزیت تمہاری صفت ، کہ دونوں کماں تمہارے لئے

اشارے سے چاند ، چیر دیا ، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا

گئے ہوئے دن کو عصر کیا ، یہ تاب و تواں تمہارے لئے

صبا وہ چلے ، کہ باغ پھلے ، وہ پھول کھلے ، کہ دن ہوں بھلے

لوا کے تلے ، ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

صفحہ ۵۲ تا ۵۵ حصہ دوم حدائق بخشش

اور فرمایا:

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے	باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
حرماں نصیب ہوں تجھے اُمیدگہ کہوں	جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں	اے جانِ جاں میں جانِ تجلی کہوں تجھے

عـــہ قصور جمع قصر است بالفتح خانہ و قلعہ
تجلی - فارسیاں تجلی را تجلی میخوانند گو یا ی ما قبل

تیرے تو وصف، عیبِ تناہی سے ہے بری — حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

بے داغ لالہ، یا قمرِ بے کلف کہوں — بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے

گلزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں — درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف — بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا — یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے

اس مردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں — تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

کہہ لیگی سب کچھ اُن کے ثنا خواں کی خامشی — چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا — خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

صفحہ ۷۸ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا:

نارِ دوزخ کو چمن کر دے بہارِ عارض — ظلمتِ حشر کو دن کر دے نہارِ عارض

میں تو کیا چیز ہوں خود صاحبِ قرآں کو شہا — لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض

جیسے قرآن ہے وِرد اُس گلِ محبوبی کا — یوں ہی قرآں کا وظیفہ ہے وقارِ عارض

گرچہ قرآں ہے نہ قرآن کے برابر لیکن — کچھ تو ہے جس پہ ہے وہ مدح نگارِ عارض

طور کیا عرش جلے دیکھ کے وہ جلوہ گرم — آپ عارض ہو مگر آئینہ دارِ عارض

طرفہ عالم ہے وہ قرآن ادھر دیکھیں ادھر — مصحفِ پاک ہو حیرانِ بہارِ عارض

ترجمہ ہے یہ صفت کا وہ خود آئینۂ ذات — کیوں نہ مصحف سے زیادہ ہو وقارِ عارض

جلوہ فرمائیں رخِ دل کی سیاہی مٹ جائے — صبح ہو جائے الٰہی شبِ تارِ عارض

نامِ حق پر کرے محبوب دل و جاں قرباں — حق کرے عرش سے تا فرش نثارِ عارض

مشکبو زلف سے رخ چہرہ سے بالوں میں شعاع — معجزہ ہے حلبِ زلف و تتارِ عارض

ے طرفۃ بالضم شگفت ۱۲ حلب (س) سیاہ ۱۲ شد حلب سیاہ ۱۲

حقّ نے بخشا ہے کرم نذرِ گدایاں ہو قبول — پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثارِ عارض

آہ بے مایگئ دل کہ رضائے محتاج — لے کر اک جان چلا بہرِ نثارِ عارض

صفحہ ۲۸ - ۲۹ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا!

نقطۂ سرِّ وحدت پہ یکتا درود — مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر درود — مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ دنیٰ ھُو میں گم کُن انا — شرحِ متنِ ہُویّت پہ لاکھوں سلام

سرِّ غیبِ ہدایت پہ غیبی درود — عطرِ جیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام

انتہائے دوئی ابتدائے یکی — جمع و تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

کثرتِ بعدِ قلّت پہ اکثر درود — عزّتِ بعدِ ذلّت پہ لاکھوں سلام

مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود — مظہرِ مصدریت پہ لاکھوں سلام

وصف جسکا ہے آئینۂ حقّ نما — اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

معنی قد رأی مقصدِ ما طغیٰ — نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود — شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

سببِ ہر سبب منتہائے طلب — علّتِ جملہ علّت پہ لاکھوں سلام

ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود — حقّ تعالیٰ کی منّت پہ لاکھوں سلام

اصلِ ہر بود و بہبود و تخمِ وجود — قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں — غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام

ساقِ اصلِ قدم شاخِ نخلِ کرم — شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام

ماہِ لاہوتِ خلوت[1] پہ لاکھوں درود — شاہِ ناسوتِ جلوت[2] پہ لاکھوں سلام

[1] خلوت بالفتح ہمت نہ بالکسر خالی شدن ۱۲ [2] جلوت بالفتح ظاہر گردن و نمودن خود را بمردم و این ضد خلوت ہمت ۱۲ نوراللغة ...

و یعدی بعلی ۱۲ ابوالفتح محمد نصر اللہ نصرہ اللہ تعالیٰ و لنظرہ تعالیٰ

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کی قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

صفحہ ۲۸ تا ۳۷ حصہ دوئم حدائق بخشش

اور فرمایا !

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزّت کا
نظر آتا ہے اِس کثرت میں کچھ اندازِ وحدت کا

یہی ہے اصلِ عالم مادۂ ایجادِ خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

اِدھر اُمّت کی حسرت[1] پر اُدھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردشِ چشمِ شفاعت کا

بڑھیں اس درجہ موجیں کثرتِ افضال[2] والا کی
کنارہ مِل گیا اُس نہر سے دریائے وحدت کا

ہوئے کمخوابیٔ ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصوّر خوب باندھا آنکھوں نے استارِ تربت کا

یقیں ہے وقتِ جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے
ملے جوشِ صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

یہاں چھڑکا نمکداں مرہم کافور ہاتھ آیا
دلِ زخمی نمک پروردہ ہے کس کی ملاحت کا

الٰہی منتظر ہوں وہ خرام[3] ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخوابِ بصارت کا

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سدِّ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

رضائے خستہ[4] جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن اُن کی رحمت کا

صفحہ ۱۲ - ۱۳ حصہ اول حدائق بخشش

[3] خرام بکسر اول رفتار نرم با ناز ۱۲ [4] خستہ - رنجیدہ، زخمی ۱۲

اور فرمایا !

جہاں کی خاکروبی نے چمن آراء کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی اُن گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

شہا کیا ذات تیری حق نما ہے فردِ امکاں میں
کہ تجھ سے کوئی اوّل ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

اسی سرکار سے دنیا و دیں ملتے ہیں سائل کو
یہی دربارِ عالی کنزِ آمال و امانی ہے

درودیں صورتِ ہالہ محیطِ ماہِ طیبہ ہیں
برستا امتِ عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

تعالیٰ اللہ استغنا تیرے در کے گداؤں کا
کہ ان کو عار فرّ و شوکتِ صاحب قرانی ہے

وہ سرگرم شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کر عطرِ صندل عہ کی زمین رحمت کی گھانی ہے

یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
رضا وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی عہ ہے

صفحہ ۸۶ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا !

انہیں کی بو مایۂ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

تیری جلو میں ہے ماہِ طیبہ ہلالِ ہر مرگ و زندگی کا
حیاتِ جاں کا رکاب میں ہے مماتِ اعداء کا ڈاب عہ میں ہے

سیاہ لباسانِ دارِ دنیا و سبز پوشانِ عرشِ اعلیٰ
ہر ایک ہے ان کے کرم کا پیاسا یہ فیض ان کی جناب میں ہے

عہ صندل۔ چندن۔ زرد قسم خوشبو ۱۲ عہ ٹھانی بمعنی ارادہ و منصوبہ باندھنا ۱۲ عہ ڈاب۔ دوال شمشیر۔ پرتلا ۱۲

وہ گُل ہے لبہائے نازک اُن کے کہ جھڑتے ہیں پھول ہزار جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بُلبُل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

جلی ہے سوزِ جگر سے جان تک ہے طالبِ جلوۂ مبارک
دِکھادو وہ لب کہ آبِ حیوان کا لُطف جن کے خِطاب میں ہے

کھڑے ہیں مُنکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتادو آکر مِیرے پیمبر کہ سخت مُشکل جواب میں ہے

خُدائے قہار ہے غضب پر کُھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیعِ محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

کریم ایسا مِلا کہ جس کے کُھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مُفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دِل اِضطراب میں ہے

گنہ کی تاریکیاں یہ چھائی اُمنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خُدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرّہ بس اِضطراب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

صفحہ ۸۰ - ۸۱ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا !

وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصلِ عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

یہ سمن یہ سوسن و یاسمن یہ بنفشہ، سُنبل و نسترن
گُل و سروِ لالہ بھرا چمن وہی ایک جلوہ ہزار ہے

یہ صبا سنک وہ کلی چٹک یہ زبان چہک لبِ جو چھلک
یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اُسی کے دم کی بہار ہے

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا

یاسمن و یاسمین و یاسمون و یاسم گلے ہست خوشبو دو قسم اند سفید و زرد و کبود از انواع چمبیلی

وُہی جانؔ ہےؔ جانؔ سے ہےؔ بَقا وُہی بُنؔ[1] ہےؔ بُنؔ سے ہیؔ بارؔ ہےؔ

وہ اٹھیں چمکؔ کی تجلّیاںؔ کہ مِٹادیںؔ سبؔ کی تعلّیاںؔ

دِلؔ وُ جانؔ کو بخشیںؔ تسلّیاںؔ ترا نُورؔ بارِدُ وُ حارّ ہےؔ

ترِیرے دِینِ پاکؔ کی وُہؔ ضِیاءؔ[2] کہ چمکؔ اُٹھی رہِ اِصطفاؔ

جُو نہ مانیںؔ آپؔ سقرؔ گیاؔ کہیںؔ نُورؔ ہےؔ کہیںؔ نارؔ ہےؔ

کوئیؔ جانؔ بسکہؔ مہکؔ رہیؔ کسیؔ دِلؔ میںؔ اُسؔ سے کھٹکؔ رہیؔ

نہیں اُسؔ کے جلوےؔ میںؔ یکؔ رہیؔ کہیں پھُولؔ ہےؔ کہیںؔ خارؔ ہےؔ

صفحہ ۵۶ تا ۵۸ حصہ دوئم حدائق بخشش

اورؔ فرمایاؔ!

ہےؔ اُنہیںؔ کے نُورؔ سےؔ سبؔ عِیاںؔ، ہےؔ اُنہیںؔ کے جلوہؔ میں سبؔ نہاںؔ

بنےؔ صُبحؔ تابشِ مہرِ سے رہےؔ پیشِ مہرؔ یہؔ جانؔ[3] نہیں

وُہی نُورِ حقّؔ وُہی ظِلِّ ربّؔ، ہےؔ اُنہیںؔ سے سبؔ، ہےؔ انہیں کا سبؔ

نہیں اُنؔ کی مِلکؔ میں آسمانؔ کہ زمِینؔ نہیںؔ کہ زمانؔ نہیں

وُہؔ کمالِ حُسنِ حضُورؔ ہےؔ کہ گُمانِ نقصؔ جہاںؔ نہیں

یہیؔ پھُولؔ خارؔ سے دُورؔ ہےؔ یہیؔ شمعؔ ہےؔ کہ دھُواںؔ نہیں

دُوؔ جہانؔ کی بہتریاںؔ نہیں کہ امانیِ دِلؔ وُ جانؔ نہیں

کہُو کیاؔ ہےؔ وُہؔ جُو یہاںؔ نہیں مگر ایک نہیںؔ کہ "وُہؔ" ہاںؔ نہیں

بخُدا خُدا کاؔ یہیؔ ہےؔ درؔ نہیں اورؔ کوئیؔ مفرّؔ مقرّؔ

جُو وہاںؔ سے ہُو یہیں آکے ہُو جو یہاں نہیں تُو وہاںؔ نہیں

وُہی لامکاںؔ کے مکِینؔ ہُوئےؔ سرِ عرشؔ تختؔ نشِینؔ ہُوئےؔ

وُہؔ نبیؔ ہےؔ جِسؔ کے ہیںؔ یہؔ مکاںؔ وُہؔ خُدا ہےؔ جِسؔ کا مکانؔ نہیں

سرِ عرشؔ پرؔ ہےؔ تیریؔ گزرؔ دِلِ فرشؔ پرؔ ہےؔ تیریؔ نظرؔ

ملکوتؔ وُ مُلکؔ میں کوئیؔ شئیؔ نہیںؔ وُہؔ جُو تجھ پہؔ عِیاںؔ نہیں

[1] بُن: بیخ درخت و درخت و بیابان پرخیز ۱۲ [2] ضیاء بالکسر روشنی و آفتاب - ضیاء از نور قوی است و نور از سنا قوی است ۱۲ [3] جان (ع) پہچان - واقفیت - المحی ۱۲

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہدو یاس و امید سے، وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

ترا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

کرے مصطفٰی کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

صفحہ ۴۷ - ۴۸ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا!

جس کے جلوے سے احد ہے تاباں، معدن نور ہے اس کا داماں
ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں دل سنگیں کی جلاء کرتے ہیں

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری
ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

تو ہے وہ بادشاہ کون و مکاں کہ ملک ہفت فلک کے ہر آں
تیرے مولیٰ سے شہ عرش ایواں تیری دولت کی دعا کرتے ہیں

رفعتِ ذکر ہے تیرا حصّہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا[1]
مرغِ فردوس پس از حمدِ خدا تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں

تو ہے خورشید[2] رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

ماہِ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

وصفِ رخ اُن کا کیا کرتے ہیں شرحِ والشمس ضحٰی کرتے ہیں
اُن کی ہم مدح و ثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

اپنے مولیٰ کی ہے بس شانِ عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

اے بلا بیخردیٔ کفار، رکھتے ہیں ایسے کے حق میں انکار
کہ گواہی ہو گر اُس کو درکار بے زبان بول اُٹھا کرتے ہیں

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہیں سے چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہے جاری
جوش پر آتی ہے جب غمخواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

آستینِ رحمتِ عالم اُلٹے کمرِ پاک پہ دامن باندھے
گرنے والوں کو چہِ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پُر ارمان پھر کر اُن کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

جب صبا آتی ہے طیبہ سے اِدھر کھلکھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر
پھول جامہ سے نکل کر باہر رخِ رنگیں کی ثنا کرتے ہیں

لب پہ آجاتا ہے جب نامِ جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہدِ نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جانِ بے تاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

لب پہ کس منہ سے غمِ اُلفت لائیں کیا بلا دل ہے الم جس کا سنائیں
ہم تو اُن کے کفِ پا پر مٹ جائیں اُن کے در پر جو مٹا کرتے ہیں

[1] چرچا - تذکرہ ۱۲
[2] خورشید بکسر شین و یای معروف فصیح است ۱۲

اَپنے دِل کا ہے اُنھیں سے آرام سونپے ہیں اپنے اُنھیں کو سب کام
لَو[1] لگی ہے کہ اَب اُس دَر کے غُلام چارۂ دردِ رِضا کرتے ہیں

صفحہ ۴۹ تا ۵۱ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا!

مِلکِ خاصِ کبریا ہو | مالکِ ہر ما سِوا ہو
کوئی کیا جانے کہ کیا ہو | عقلِ عالم سے ورا ہو
کنزِ مکتومِ ازل میں | دُرِّ مکنونِ خدا ہو
سب سے اوّل سب سے آخر | اِبتدا ہو اِنتہا ہو
تھے وسیلے سب نبی، تم | اصلِ مقصودِ ہُدیٰ[2] ہو
پاک کرنے کو وضو تھے | تم نمازِ جاں فزا ہو
سب بشارت[3] کی اذاں تھے | تم اذاں کا مدعا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے | تم مؤخر مبتدا ہو
قربِ حق کی منزلیں تھے | تم سفر کا منتہا ہو
قبلِ ذکر اضمار کیا، جب | رتبہ سابق آپ کا ہو
طورِ موسیٰ چرخِ عیسیٰ | کیا مساویِ دنیٰ ہو
سب جہت کے دائرے میں | شش جہت سے تم ورا ہو
سب مکاں تم لامکاں میں | تن ہیں تم جانِ صفا ہو
سب تمہارے در کے رستے | ایک تم راہِ خدا ہو
سب تمہارے آگے شافع | تم حضورِ کبریا ہو
سب کی ہے تم تک رسائی | بارگہ تک تم رسا ہو

لہ لَو - شوق ۱۲ ؎۲ ھُدیٰ بضم الہاء وفتح الدال ۱۲ ؎۳ بُشارۃ مثلثۃ مژدہ ولا تکون مطلقۃ الا بالخیر وانما تکون بالشر اذا کانت مقیدۃ بہ ۱۲

بشارۃ بالضم تراشہ پوست و بالکسر والضم مژدگانی ۱۴ و بالفتح خوب رُوی و جمال و کلمانہ از اعلام است ۱۲

وہ کلسِ[عہ] روضے کا چمکا سر جھکاؤ کج کلاہو

وہ درِ دولت پہ آئے جھولیاں پھیلاؤ شاہو

مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو سرورِ ہر دو سرا ہو

اپنے اچھوں کا تصدق ہم بدوں کو بھی نباہو[۲]

کس کے پھر ہو کر رہیں ہم گر تمہیں ہم کو نہ چاہو

بد ہنسیں، تم ان کی خاطر رات بھر رووٗ کراہو

بد کریں ہر دم برائی تم کہو ان کا بھلا ہو

ہم وہی ناشستہ رو ہیں تم وہی بحرِ عطا ہو

ہم وہی شایانِ ردّ ہیں تم وہی شانِ سخا ہو

ہم وہی بے شرم بد ہیں تم وہی کانِ حیا ہو

ہم وہی ننگِ جفا ہیں تم وہی جانِ وفا ہو

ہم وہی قابل سزا کے تم وہی رحمِ خدا ہو

چرخ بدلے دہر بدلے تم بدلنے سے وراء ہو

اب ہمیں ہوں سہو حاشا ایسی بھولوں سے جدا ہو

حق درودیں تم پہ بھیجے تم مدام اس کو سراہو

وہ عطا دے تم عطا لو وہ وہی چاہے جو چاہو

بر تو اُو پاشد تو بر ما تا ابد یہ سلسلہ ہو

کیوں رضا مشکل سے ڈریئے جب نبی مشکلکشا ہو

صفحہ ۴۷ تا ۵۰ حصہ دوئم حدائق بخشش

عہ کلس بالکسر ایک دوا ایک آمیختہ بالکسر وانراصار روح بزرگو بنیر ۱۲ ۲ہ نباہو۔ کامل کردو ۱۲

اور فرمایا:

راہِ عرفاں سے جو ہم، نادیدہ رُو محرم نہیں
مصطفیٰ ہے مسندِ ارشاد پر کچھ غم نہیں

ہوں مسلماں گرچہ ناقص ہی سہی اے کاملو
ماہیت پانی کی آخر یم سے نم میں کم نہیں

غنچے ما اوحیٰ کے جو، چٹکے دنیٰ کے باغ میں
بلبلِ سدرہ تک اُن کی بو سے بھی محرم نہیں

اِس میں زم زم ہے کہ تھم تھم اُس میں جم جم ہے کہ بیش
کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں

پنجۂ مہرِ عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

ایسا اُمّی کس لیے منت کشِ استاد ہو
کیا کفایت اس کو اقرأ ربک الاکرم نہیں ؟

اوس مہرِ حشر پر پڑجائے پیاسو تو سہی .
اُس گلِ خنداں کا رونا گریۂ شبنم نہیں

ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم کی بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہوں عالم نہیں

سایۂ دیوار خاکِ در ہو یا رب اور رضا
خواہشِ دیہیمِ[عہ] قیصر شوقِ تختِ جم نہیں

صفحہ ۴۶ - ۴۷ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا:

رُخ دن ہے یا مہرِ سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشکِ ختا[عہ] یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

عہ دیہیم بالفتح و یای دوم معروف بمعنی تاج ۱۲ عہ ختن بالضم معروف شہرے ہست بباب الالواب ۱۲

مُمکن میں یہ قُدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حق یہ کہ ہیں عبدِ الہ اور عالمِ اِمکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِّ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

بُلبُل نے گُل اُن کو کہا قُمری نے سروِ جانفزا
حیرت نے جھنجلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خُورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہُوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا
دی اُن کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کوئی ہے نازانِ زُہد پر یا حُسنِ توبہ ہے سپر
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

دن لہو میں کھونا تجھے شب صُبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

رزقِ خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا
شُکرِ کرم ترسِ سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ہے بُلبُلِ رنگینِ رضا یا طُوطیٔ نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

صفحہ ۴۹ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا:

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

رخصتِ قافلہ کا شور، غشؔ سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

بار نہ تھے حبیب کو، پالتے ہی غریب کو
روئیں جو اب نصیب کو، چین کہو گنوائے کیوں

یادِ حضور کی قسم، غفلتِ عیش ہے ستم
خوب ہے قیدِ غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

دیکھ کے حضرتِ غنی، پھیل پڑے فقیر بھی
چھائی ہے اب تو چھاؤنی، حشر ہی آ نہ جائے کیوں

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

ہم تو ہیں آپ دلفگارؔ، غم میں ہنسی ہے ناگوار
چھیڑ کے گل کو نوبہار، خون ہمیں رلائے کیوں

یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں، یا وہی دام سے، چھڑائیں
منتِ غیر کیوں اٹھائیں، کوئی ترسؔ جتائے کیوں

ان کے جلال کا اثر، دل سے لگائے ہے قمر
جو کہ ہو لوٹؔ زخم پر داغِ جگر مٹائے کیوں

خوش رہے گل پہ عندلیب، خارِ حرم مجھے نصیب

عہ دلفگار - عاشق و گرویدہ و جراحت ۱۲ عہ ترس - رحم ۱۲ سہ حنا - خیالیں و اشارہ کرنا ۱۲ سہ لوٹ - (ع) عاشق ۱۲

میری بَلاؔ[عے] بھی ذِکر پر، پھُول کے، خار کھائے کیوں

گردِ مَلال اگر دُھلے، دِل کی کلی اگر کھلے
برق سے آنکھ کیوں جلے رونے پہ مُسکرائے کیوں

جانِ سفر نصیب کو، کِس نے کہا مزے سے سو
کھٹکا اگر سحر کا ہو، شام سے موت آئے کیوں

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی، لقمہ[۶] تر کھلائے کیوں

راہِ نبی میں کیا کمی، فرشِ بیاض[عہ] دیدہ کی
چادرِ ظل[عہ] ہے ملگجی[سہ] زیرِ قدم بچھائے کیوں

سنگِ درِ حضور سے، ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دِل کو قرار آئے کیوں

ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے[لے] سوزِ غم، سازِ طرب[عے] بجائے کیوں

صفحہ ۳۹ تا ۴۱ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا:

پوچھتے کیا ہو عرش پریوں گئے مصطفی کہ یوں؟
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

قصرِ دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روحِ قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

میں نے کہا کہ جلوہ اصل میں کس طرح گمیں
صبح نے نورِ مہر میں، مٹ کے دکھا دیا کہ یوں

عے بلا - بلوہ ۱۲ عہ بیاض سپیدی و سفیدی ۱۲ سہ ملگجی - میلا - غبار آلود ۱۲ للعہ لجانا - لاج کی تصغیر شرم و حیا ۱۲ لے بجانا سے اول بجانا ہے اور بجائے تالی وفارسی ہے ۱۲

عے ساز - سامان واسباب وچیزیکہ مطربان نوازند مثل دف وچنگ وستار ۱۲
طرب - حرکت ... جنبش ... ۱۲

ہائے رے ذوقِ بے خودی، دل جو سنبھلنے سا لگا

چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی صبا کہ یوں

دل کو دے نور و داغِ عشق، پھر میں فدا دو نیم کر

مانا ہے سن کے شقِّ ماہ آنکھوں سے اب دکھا کہ یوں

دل کو ہے فکر کس طرح، مردے جلاتے ہیں حضور

اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اسے بتا کہ یوں

باغ میں شکرِ وصل تھا، ہجر میں ہائے ہائے گل

کام ہے ان کے ذکر سے، خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

جو کہے شعر و پاسِ شرع، دونوں کا حسن کیوں کر آئے

لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ عہ رضا کہ یوں

صفحہ ۳۸ - ۳۹ حصہ اول حدائق بخشش

اور فرمایا :

بکارِ خویش حیرانم اغثنی یارسول اللہ
پریشانم پریشانم اغثنی یارسول اللہ

ندارم جز تو ملجائے ندانم جز تو ماوائے
توئی خود ساز و سامانم اغثنی یارسول اللہ

شہا بیکس نوازی کن طبیبا چارہ سازی کن
مریضِ دردِ عصیانم اغثنی یارسول اللہ

ز رفتم راہ بینایان فتادم درچہ عصیان
بیا اے حبلِ رحمانم اغثنی یارسول اللہ

گنہ برسر بلا بارد دلم درد ہوا دارد
کہ داند جز تو درمانم اغثنی یارسول اللہ

اگر رانی و گر خوانی غلامم انت سلطانی
دیگر چیزے نمیدانم اغثنی یارسول اللہ

بکہفِ رحمتم پرور ز قطمیرم عہ منہ کمتر
سگِ درگاہِ سلطانم اغثنی یارسول اللہ

گنہ در جانم آتش زد قیامت شعلہ می خیزد — مدد اے آبِ حیوانم اغثنی یارسول اللہ

چو مرگم نخلِ جان سوزد بہارم را خزان سوزد — نہ ریزد برگ ایمانم اغثنی یارسول اللہ

چو محشر فتنہ انگیزد بلائے بے امان خیزد — بجویم از تو درمانم اغثنی یارسول اللہ

پدر را نفرتے آید پسر را وحشت افزاید — تو گیری زیر دامانم اغثنی یارسول اللہ

عزیزان گشتہ دور از من ہمہ یاران نفور از من — درین وحشت ترا خوانم اغثنی یارسول اللہ

گدائے آمد اے سلطان بامیدِ کرم نالان — تہی دامان مگردانم اغثنی یارسول اللہ

اگر میرانیم از در بمن بنما درے دیگر — کجا نالم کرا خوانم اغثنی یارسول اللہ

گرفتارم رہائی دہ مسیحا مومیائی دہ — شکستم رنگ سامانم اغثنی یارسول اللہ

رضایت سائلِ بے پر توئی سلطانِ لاتنہر — شہا بہرے ازین خوانم اغثنی یارسول اللہ

صفحہ ۶۲ - ۶۳ حصہ دوئم حدائق بخشش

اور یوں فرمایا!

یا خدا بہرِ جناب مصطفی امداد کن — یا رسول اللہ از بہرِ خدا امداد کن

یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین — یا امان الخائفین یا ملتجی امداد کن

نیرا نور الہدیٰ بدر الدجیٰ شمس الضحیٰ — اے رخت آئینۂ ذاتِ خدا امداد کن

یا مفیض الجود یا سر الوجود اے تخمِ بود — اے بہار ابتداء و انتہا امداد کن

یا طبیب الروح یا طیب الفتوح اے بے قبوح — مظہرِ سبوح پاک از عیبہا امداد کن

حرز من لا حرز لہ یا کنز من لا کنز لہ (ض) — عز من لا عز لہ یا مرتجی امداد کن

اے ثروتِ بے ثروتان اے قوتِ بے قوتان — اے پناہ بیکسان اے غمزدا امداد کن

اے مغیث اے غوث اے غیث اے غیاثِ نشاتین — اے غنی اے مغنی اے صاحب حیا امداد کن

نعمتِ بے محنتا اے منتِ بے منتہے — رحمتا بے زحمتا عینِ عطا امداد کن

اے گدایت جن و انس و حور و غلمان و ملک — وے فدایت عرش و فرش ارض و سما امداد کن

اے عطا پاش اے خطا پوش اے عفو کیش اے کریم — اے سراپا رافت ربّ العلیٰ امداد کن

اے بہین عطرے ز اعلیٰ جونۂ عطارِ قدس — اے مہین درّے ز درجِ اصطفیٰ امداد کن

اے کہ عالم جملہ دادندت مگر عیب و قصور — سرورِ بے نقص شاہِ بے خطا امداد کن

بندۂ مولیٰ و مولائے تمامی بندگان — اے زعالم بیش و بیش از تو خدا امداد کن

اے علیم اے عالم اے علّام اعلم اے علم — علمِ تو مغنی ز عرضِ مدّعا امداد کن

اے برائے ہر دل مغشوش و چشمِ پر غبار — خاکِ کویت کیمیا و توتیا امداد کن

اے بدستِ تو عنانِ کن مکن کن لا تکن — وے بحکمت عرش و ما تحت الثریٰ امداد کن

جانِ جان جانِ جہان جانِ جہان را جانِ جان — بلکہ جانہا خاکِ نعلینت شہا امداد کن

من علیہا فانٍ آقا آنچہ برروئے زمین است — در تو فانی در تو گم بر تو فدا امداد کن

کلُّ شیءٍ ہالکٌ الّا وجہٗ اے آنکہ خلق — در تو مستہلک، تو در ذاتِ خدا امداد کن

سہل کارے با شدت تسہیلِ ہر مشکل ازان — کہ ہرچہ خواہی میکند فوراً ترا امداد کن

وارہان از من مرا بے من سوئے خود خوان مرا — مدّعا بخشا ولے بے مدّعا امداد کن

صفحہ ۳۹ - ۴۰ حصہ دوئم حدائق بخشش

---

۲ کیمیا - سیم را زر سرخ کردن ۱۲ ۳ توتیا - مس کشتہ و سرمہ ۱۲ ۴ ثری بفتح اول و ثانی خاکِ نمناک و زیر زمین ۱۲ ۵ ردی بالقصر ہلاکی و ہلاک شدن (ع ک ف ۲) ۱۲

للعہ کن مکن بمعنی امر و نہی کہ حکومت عبارت از آنست ۱۲ شیخ الحدیث ابوالفتح محمد نصر اللہ نورہ اللہ تعالیٰ

اب آپ سُن لیں امام احمد رضا خان افغانی کا فغانِ جانِ غمگین بر آستانِ والا تمکین
اسد اللہ المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الاسنیٰ

مرتضیٰ شیرِ خدا مرحب کشا خیبر کشا — سرورا لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

حیدرا اژدر درا ضرغام ہائل منظرا — شہرِ عرفان را درا روشن درّا امداد کن

ضیغما غیظ و غما زیغ و فتن را راغما — پہلوانِ حق امیرِ لافتیٰ امداد کن

ای خدا را تیغ و ای اندامِ احمد را سپر — یا علی یا بوالحسن یا بوالعلیٰ امداد کن

یا یدَ اللہ یا قوی یا زورِ بازوی نبی — من زپا افتادم ای دستِ خدا امداد کن

ای نگارِ راز دارِ قصرِ اللّٰہُ انتجیٰ — ای بہارِ لالہ زارِ انّما امداد کن

ای تنت را جامہ پُر زر جلوۂ باری عبا — ای سرت را تاجِ گوہر ہل اتیٰ امداد کن

ای رخت را غازۂ تطہیر و اذہابِ نجس — ای لبت را مایۂ فصل القضا امداد کن

ای بجناتِ حریر ایمن ز شمس و زمہریر — ای ترا فردوس مشتاقِ لقا امداد کن

ای بحضرت روزِ حسرت رو بنضرت جان بسوز — شکرِ این نضرت بیک نظرت مرا امداد کن

یا طلیق الوجہ فی یومٍ عبوسٍ قمطریر — یا بہیج القلب فی یوم الاسیٰ امداد کن

ای وقاہم ربّہم امنت ز شرِّ مستطیر — مجرمم میجویم از کیفر وقا امداد کن

ای تنت در راہِ مولیٰ خاک و جانت عرشِ پاک — بو تراب ای خاکیان را پیشوا امداد کن

ای شبِ ہجرت بجائے مصطفیٰ بر رختِ خواب — ای دمِ شدّت فدائے مصطفیٰ امداد کن

ای عدوّی کفر و نصب و رفض و تفضیل و خروج — ای علوّ سنّت و دینِ ہدیٰ امداد کن

شمعِ بزم و تیغِ رزم و کوہِ عزم و کانِ حزم — ای گدا و ای فزون تر از گدا امداد کن

صفحہ ۴۰-۴۱ حصہ دوم حدائق بخشش

اور یوں فرمایا!

نفیرِ دلِ تفتگانِ کرب و بلا بر درِ حُسینِ سیّد شہداء
علیٰ جدہٖ و علیہ الصلاۃ والثناء

یا شہیدِ کربلا یا دافعِ کرب و بلا
گل رخا شہزادہ گلگوں قبا امداد کن

ای حُسین ای مصطفیٰ را راحتِ جان نورِ عین
راحتِ جان نورِ عینم دہ بیا امداد کن

ای ز حُسن خُلق و حُسنِ خُلقِ احمد نسخہ
سینہ تا پا شکلِ محبوبِ خدا امداد کن

جانِ حُسن ایمانِ حُسن ای کانِ حُسن ای شانِ حُسن
ای جمالت شمع شمعِ من رای امداد کن

جانِ زہرا و شہیدِ زہر را زور و ظہیر
زہرت از بارِ تسلیم و رضا امداد کن

ای بواقع بے کسانِ دہر را زیبا کسے
وی بظاہر بیکسِ دشتِ جفا امداد کن

ای گلویت گہ لبانِ مصطفیٰ را بوسہ گاہ
گہ لبِ تیغِ لعین را حسرتا امداد کن

ای تنِ تو گہ سوارِ شہسوارِ عرشِ ناز
گہ چنان پامالِ خیلِ اشقیا امداد کن

ای دل و جانہا فدائے تشنہ کامیہائے تو
ای لبت شرحِ رضینا بالقضا امداد کن

ای کہ سوزت خان و مانِ آبرا آتش زدے
گر بنودے گریہ ارض و سما امداد کن

ہے چہ بحر و تفتگی کوثر لب و ایں تشنگی
خاک بر فرقِ فرات از لبِ مرا امداد کن

ابرِ گوہر گر مبارہ و نہرِ گوہر گر مریز
خود لبت تسلیم و فیضت حبذا امداد کن

صفحہ ۴۱-۴۲ حصہ دوم حدائق بخشش

اور فرمایا![1]

یللّیِ[1] خوش آمدم در کوئے بغداد آمدم
رقصم و جوشد زہر مویم ندا امداد کن

طرفہ[2] تر سازے زنم برلب زدہ مہرِ ادب
خیزد از ہر تارِ جیبِ من صدا امداد کن

بوسہ گستاخانہ چیدن خواہم از پائے سگش
ورنہ بخشد پیشِ شہ گریم شہا امداد کن

آہ یا غوثاہ[3] یا غیثاہ یا امداد کن
یا حیوۃ الجود یا روح المنا امداد کن

[1] یللّی بفتح اول و تشدید لام و کسر لام ثانی و یائے مجہول کلمہ ایست کہ جوانان در ہنگام نشاط گویند ۱۲
[2] طرفہ بالضم چیزے نو و خوش و مجازاً بمعنی معشوق ۱۲
[3] غوث بالفتح فریادرس

یا ولیّ الاولیاء ابن نبیّ الانبیاء | اے کہ پایت بر رقاب اولیاء امداد کن
دست بخشِ حضرتِ حمّاد زیبِ دستِ خود | از تو دستے خواہد این بیدست و پا امداد کن
مجمعِ ہر دو طریق و مرجعِ ہر دو فریق | فاضلان واصلان را مقتدا امداد کن
واشیان بر بندہ از ہر سو ہجوم آوردہ اند | یا عزوماً قاتلاً عند الوغا امداد کن
بہرِ لاخوفٌ علیہم نجّنا ممّا نخاف | بہرِ لا ہم یحزنون غمہا زدا امداد کن
اے بامصارِ کرم دو قرن پیشین دو حرم | تو بملکِ اولیا چون ایلیا امداد کن
عزّنا یا حرزنا یا کنزنا یا فوزنا | کہفنا یا غیثنا یا غوثنا امداد کن
شاہ دین عمر سنن ماہ زمین مہر زمن | گاہ کمین بہر فتن برق فنا امداد کن
طیّب الاخلاق و حقّ مشتاق و واصل بے فراق | نیّر الاشراق و لمّاع السنا امداد کن
مہربان تر بر من از من، از من آگہ تر زِ من | چند گویم سیّدا جود الندیٰ امداد کن
یا الٰہی ذیلِ این شیران گرفتم بندہ را | از سگان شان شمار و دائماً امداد کن
بے وسائل آمدن سوئے تو منظورِ تو نیست | بہرِ محبوبِ تو زان گوید رضا امداد کن
مظہرِ عون اند و اینجا مغز حرفی بیش نیست | یعنی اے ربِّ نبی و اولیاء امداد کن
نیست عون از غیرِ تو بل غیرِ تو خود ہیچ نیست | یا الٰہ الحقّ الیک المنتہیٰ امداد کن

صفحہ ۴۳ تا ۴۷ حصہ دوم حدائق بخشش

نیز اس بنیادی مقدمہ عید میلاد النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں شرح بحر العلوم للمثنوی دفتر دوم کے صفحہ ۷ پر بدلِ بے بدل مولانا روم کے بیان کردہ ابیات

اے صفاتت آفتاب معرفت | و آفتاب چرخ بندِ یک صفت
گاہ خورشید و گہی دریا شوی | گہ کوہ قاف گہی عنقا شوی
تو نہ این باشی نہ آن در ذاتِ خویش | اے فزون از وہمہا از بیش بیش

کی ضمنی تشریح اور تلویح ملیح بھی ہے۔

جناب امام ہمام اعلیٰ حضرت احمد رضا خان افغانی قدس سرہ السامی نے وحدت

وجود کا مسئلہ بہتر طور پر یوں سمجھا دیا ہے۔ فرمایا:

یہاں تین چیزیں ہیں۔ توحید، وحدت، اتحاد۔ توحید مدار ایمان ہے اور اس میں شک کفر۔ اور وحدت وجود حق ہے۔ قرآن عظیم و احادیث و ارشادات اکابر دین سے ثابت اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود شنیع خبیث کلمہ کفر ہے۔ رہا اتحاد وہ بے شک زندقہ و الحاد اور اس کا قائل ضرور کافر۔ اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا۔ ؎

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

حاش للہ الہ الہ ہے اور عبد عبد، ہرگز نہ عبد الہ ہوسکتا ہے نہ الہ عبد اور وحدت وجود یہ کہ وہ صرف موجود واحد باقی سب ظلال و عکوس ہیں۔ قرآن کریم میں ہے "کل شئی ھالک الا وجھہ۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابن ماجہ میں ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَصْدَقُ کَلِمَۃٍ قَالَھَا الشَّاعِرُ کَلِمَۃُ لَبِیْدٍ اَلَاکُلُّ شَئیٍ مَا خَلَا اللّٰہ بَاطِلٌ۔ سب میں زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی لبید کی بات ہے کہ سن لو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں محض بے حقیقت ہے۔ کتب کثیرہ مفصلہ اصابہ نیز مسند میں ہے سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی فَاَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَا شَئیَ غَیْرُہٗ۔ وَاَنَّکَ مَامُوْنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبٍ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ موجود نہیں اور حضور جمیع غیوب پر امین ہیں۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انکار نہ فرمایا۔ اقول یہاں فرقے تین ہیں۔ ایک خشک اہل ظاہر کہ حق و حقیقت سے بے نصیب محض ہیں یہ وجود کو اللہ و مخلوق میں مشترک سمجھے ہیں۔ دوم اہل حق و حقیقت کہ بمعنی مذکور قائل وحدت وجود ہیں۔ سوم اہل زندقہ و ضلالت کہ الہ و مخلوق میں فرق کے منکر اور ہر شخص و شے کی الوہیت کے مقر ہیں ان کے خیال و اقوال اس تقریبی مثال سے روشن ہوں گے۔ ایک

بادشاہ اعلیٰ جاہ آئینہ خانہ میں جلوہ فرما ہے۔ جس میں تمام مختلف اقسام و اوصاف کے آئینے نصب ہیں۔ آئینوں کا تجربہ کرنے والا جانتا ہے کہ ان میں ایک ہی شے کا عکس کس قدر مختلف طوروں پر متجلی ہوتا ہے۔ بعض میں صورت خلاف نظر آتی ہے۔ بعض میں دھندلی، کسی میں سیدھی، کسی میں الٹی، ایک میں بڑی ایک میں چھوٹی، بعض میں پتلی، بعض میں چوڑی، کسی میں خوشنما، کسی میں بھونڈی، یہ اختلاف ان کی قابلیت کا ہوتا ہے ورنہ وہ صورت جس کا اس میں عکس ہے خود واحد ہے، ان میں جو حالتیں پیدا ہوئیں متجلی ان سے منزہ ہے، ان کے الٹے، بھونڈے، دھندلے ہونے سے اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا۔ وللہ المثل الاعلیٰ، اب اس آئینہ خانے کو دیکھنے والے تین قسم ہوئے، اول نا سمجھ بچے انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح بادشاہ موجود ہے یہ سب عکس بھی موجود ہیں کہ یہ بھی تو ہمیں ایسے ہی نظر آرہے ہیں جیسے وہ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ اس کے تابع ہیں جب وہ اٹھتا ہے یہ سب کھڑے ہوجاتے، وہ چلتا ہے یہ سب چلنے لگتے ہیں۔ وہ بیٹھتا ہے یہ سب بیٹھ جاتے ہیں تو عین یہ بھی اور وہ بھی مگر وہ حاکم ہے یہ محکوم اور اپنی نادانی سے نہ سمجھا کہ وہاں تو بادشاہ ہی بادشاہ ہے۔ یہ سب اسی کے عکس ہیں۔ اگر اس سے حجاب ہوجائے تو یہ سب صفحہ ہستی سے معدوم محض ہوجائیں گے۔ ہو کیا جائیں گے اب بھی تو حقیقی وجود سے کوئی حصہ ان میں نہیں۔ حقیقتاً بادشاہ ہی موجود ہے باقی سب پرتو کی نمود ہے۔ دوم اہل نظر و عقل کامل وہ اس حقیقت کو پہنچے اور اعتقاد بنائے کہ بیشک وجود ایک بادشاہ کے لئے ہے۔ موجود ایک وہی ہے۔ یہ سب ظل و عکس ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود نہیں رکھتے۔ اس تجلی سے قطع نظر کرکے دیکھو کہ پھر ان میں کچھ رہتا ہے، حاشا عدم محض کے سوا کچھ نہیں اور جب یہ اپنی ذات میں معدوم و فانی ہیں اور بادشاہ موجود، یہ اس نمود وجود میں اسی کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی، یہ ناقص ہیں وہ تام، یہ ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں اور وہ سلطنت کا مالک، یہ کوئی کمال

نہیں رکھتے، حیاۃ، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادہ، کلام سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع تو یہ اس کا عین کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ لاجرم یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے اور یہ صرف اس تجلی کی نمود، یہی حق و حقیقت ہے اور یہی وحدۃ الوجود۔ سوم عقل کے اندھے سمجھ کے اوندھے ان ناسمجھ بچوں سے بھی گئے گزرے انہوں نے دیکھا کہ جو صورت بادشاہ کی ہے وہی ان کی، جو حرکت وہ کرتا ہے یہ سب بھی، تاج جیسا کہ اس کے سر پر ہے بعینہ ان کے سروں پر بھی۔ انہوں نے عقل و دانش کو پیٹھ دے کر بکنا شروع کیا کہ یہ سب بادشاہ ہیں اور اپنی سفاہت سے وہ تمام عیوب و نقائص نقصان قوابل کے باعث ان میں تھی خود بادشاہ کو ان کا مورد کردیا کہ جب یہ وہی ہیں تو ناقص عاجز محتاج الٹے بھونڈے بدنما دھندلے کا جو عین ہے قطعاً انہیں ذمائم سے متصف ہے۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔ انسان عکس ڈالنے میں آئینے کا محتاج ہے اور وجود حقیقی احتیاج سے پاک۔ وہاں جسے آئینہ کہیئے وہ خود بھی ایک ظل ہے۔ پھر آئینے میں انسان کی صرف سطح مقابل کا عکس پڑتا ہے جس میں انسان کے صفات مثل کلام و سمع و بصر و علم و ارادہ وحیات و قدرت سے اصلاً نام کو بھی کچھ نہیں آتا لیکن وجود حقیقی عز جلالہ کے تجلی نے اپنے بہت ظلال پر نفس ہستی کے سوا ان صفات کا بھی پرتو ڈالا۔ یہ وجوہ اور بھی ان بچوں کی نافہمی اور ان اندھوں کی گمراہی کی باعث ہوئیں اور جن کو ہدایت حق ہوئی وہ سمجھ لئے کہ ؎

یک چراغ است درین خانہ کہ از پرتو آن
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

انہوں نے ان صفات اور خود وجود کی دو قسمیں کیں۔ حقیقی ذاتی کہ متجلی کے لئے خاص ہے اور ظلی عطائی کہ ظلال کے لئے ہے اور حاشا یہ تقسیم اشتراک معنی نہیں بلکہ محض موافقت فی اللفظ۔ یہ ہے حق حقیقت و عین معرفت وللہ الحمد، الحمد للہ الذی

هدانا لهذا و ما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا اللہ لقد جاء ت رسل ربنا بالحق صلی اللہ تعالٰی علیهم و علی سیدهم و مولاهم و بارک وسلم۔ دیکھو فتاوٰی رضویہ ج ٦ ص ۱۳۲ تا ۱۳۴۔

یہ رہا وحدت وجود کا مسئلہ جسکا اکتشاف و انکشاف اِمام ہُمام احمد رِضا خان اَفغانی مُقرِیُ ثُمّ البریلوی نے بطور بہتر کر دیا ہے جو افہام کے رو سے آسان تر اور فہم کے لحاظ سے مُوَضّح و مُنَقّح ہے جَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا وَعَن سَائِرِ الْمُؤْمِنِینَ خَیْراً۔

وحدت وجود پر علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ السامی نے فیض المجود کے نام سے کتاب لکھی ہے اور اس پر کشف و الہام کے آئمہ کا اجماع نقل کیا ہے اور یقینیہ مسئلہ قرار دیا ہے۔

اپنی کتاب مستطاب امتناع النظیر میں تحریر فرمایا : جمہور حضرات کشف و شہود بر وحدت وجود اجماع دارند۔ اور فرمایا : مسئلہ وحدت وجود مابین حضرات ائمہ کشف و شہود مختلف فیها نیست نیز فرما دیا : شہود و الہام اولیاء کرام هم نزد محققین از قطعیات است دیکھو صفحہ ۲۸۲-۲۸۱ امتناع النظیر۔ مطبع جادو پریس جونپور ۱۹۰۸ء۔

حضرات کشف و شہود ہی سَیِّدِ دُوسَرَا عَلَیْهِ التَّحِیَّۃُ وَ الثَّنَا کے وَارِث ہیں وہ براہ راست سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہی اخبار و احادیث کا اظہار فرماتے ہیں اسی لیے انکے علوم خطاء سے محفوظ و مصون رہتے ہیں معاملات و واقعات انکے مشاہدے میں ہوتے رہتے ہیں اور یقینی و قطعی ہوتے ہیں کیونکہ انکے ایمان تحقیقی ، عینی ، کشفی ، اور حقیقت پر ہی مبنی ہوتے ہیں۔

ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی افغانی ہروی ثم اللکھنوی الفرنجی محلی مسلم الثبوت کی اپنی شرح فواتح الرحموت مطبع نولکشور کے صفحہ ٦٠٩ پر فرماتے ہیں :

فان الالهام لا یکون الا مع خلق علم ضروری انہ من عنداللّٰہ تعالٰی او من عند الروح المحمدی فَحِینَئِذٍ لَا یَتَطَرَّقُ اِلَیْہِ شُبْہَۃُ الْخَطَاءِ و هذا النحو من العلم اعلی مما یَحْصُلُ بالادلة الغیر القاطعة۔ اور اسی صفحہ پر فرماتے ہیں : اما سمعت ما کتب الشیخ قطب وقتہ ابو یزید البِستامی قدس سرہ الشریف لبعض من المحدثین انتم تاخذون عن میت فتنسبون الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و نحن ناخذ من الحی الذی لا یموت پھر فرماتے ہیں : و ان تاملت فی مقامات الاولیاء و مواجیدهم و اذواقهم کَمَقَامَاتِ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ و قطب الوقت السید محی الملة والدین السید عبدالقادر الجیلانی الذی قدمہ علی رقاب کل ولی والشیخ سهل بن عبد اللّٰہ التستری والشیخ ابی مدین المغربی والشیخ ابی یزید البِسْطامی و سید الطائفة جُنَیْدؒ البغدادی والشیخ ابی بکر الشبلیؒ والشیخ عبداللّٰہ الانصاری والشیخ احمد التامقی الحافی وغیرهم قدس اسرارهم علمت علم یقین اَنَّ مَا یُلْهَمُوْنَ بِہٖ لَا یَتَطَرَّقُ اِلَیْہِ اِحْتِمَالٌ وَّ شُبْہَۃٌ بل هُوَ حَقٌّ حَقٌّ مطابق لِمَا فی نفس الامر و یکون مع خلق علم ضروری انہ من اللّٰہ تعالی لٰکِن لَا یَنَالُوْنَ هذا الْوِعَاءَ مِنَ الْعلم اِلَّا بِالْمَدَدِ الْمُحَمَّدِیِّ وَتَاْیِیْدِہٖ لا بالذات من غیر وسیلة اصلا و ان تاملت فی کلام الشیخ الاکبر خلیفة اللّٰہ فی الارضین خَاتَمِ فَصِّ الْوِلَایَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ محی الملة والدین الشیخ محمد بن العربی قدس سرہ ووفقنا لفهم کلماتہ الشریفة لمابقیٖ لک شائبة وہم و شک فی ان ما یلهمون بہ من اللّٰہ تعالی و مما یَصْلُحُ هھنا انہ علم ضرورة من الدین ان اولیاء هذه الامة افضل من اولیاء الامم السابقین کما ان نبیهم افضل من نبی السابقین ولا شک ان الاولیاء الذین

لہ جنید کز بیر لقب سلطان الصوفیۃ ابی القاسم سعید بن عبید ۔ ۱۲ تہ ابوبکر شبلی کنیت ضبر وناموا جعفر بن یونس عالم و فقیہ بودہ ... مالکی ... حفظ کردہ ... منتہی الارب

کانوا فی بنی اسرائیل مثل مریم و ام موسی و زوجة فرعون کان یوحی الیهم
ولا اقل من ان یکون الهاما ولا یکون الامع خلق علم ضروری انہ من اللہ
تعالی فھو حجة قاطعة ولو لم یکن احد من ھذة الامة المرحومة الفاضلة
منھم افضل فی تحصیل العلم القطعی فتکون مفضولة عنھم غایة المفضولیة
لان التفاضل لیس الا بالعلم و الفضل بما عداہ غَیْرُ مُعْتَدٍ بِہٖ ولا خلف اشنع
من ھذا اللازم فا فھم انتھی صفحہ ۶۰۹ مطبع نولکشور۔

چنانکہ خاتم فص الولایة المحمدیة سیدنا الشیخ الاکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں و
لست بنبی ولا برسول و لکنی وارث و لاخرتی حارث۔ فصوص الحکم صفحہ
۴۔ اور فرمایا امام شعرانی قدس سرہ السامی نے وقال الشیخ فی الباب السابع
والستین و ثلثمائة لیس عندی بحمداللہ تقلید لاحد غیر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فعلومنا کلھا محفوظة من الخطاء۔ الیواقیت والجواھر صفحہ ۲۴ ج ۱۔

اور فرمایا فکیف من عندہ الکشف الالھی و العلم اللّدُنی الربانی فینبغی
للعاقل المنصف ان یسلّم لھؤلاء القوم ما یخبرون بہ دیکھو صفحہ ۱۳۶ ج ۱ (الباب العاشر)
فتوحات مکیہ اور فرمایا فھذا حظ اھل الکشف فھم الذین اعطاھم اللہ الحکمة و
فصل الخطاب و قدامرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نعطی کل ذی
حق حقہ دیکھو صفحہ ۴۵۶ ج ۳ (باب ۳۷۳) فتوحات مکیہ نیز فرمایا ولسنا من اھل التقلید بحمداللہ
بل الامر عندنا کما امنا بہ من عند ربنا شَہِدْنَاہُ عِیَانًا دیکھو ۳۵۲ ج ۳ فتوحات مکیہ
باب ۳۶۷۔

نیز فرمایا : فواللہ ما کتبت منہ حرفا الا عن املاء الھی و القاء ربانی
اونَفث روحانی فی رُوْعِ کیانی دیکھو صفحہ ۴۵۶ فتوحات مکیہ ج ۳۔ (باب ۳۷۳)

اور فرمایا : جمیع ما کتبتہ و اکتبہ انما ھو عن املاء الھی و القاء ربانی او نفث روحانی فی روع کیانی کل ذلک لی بحکم الارث لا بحکم الاستقلال فان النفث فی الروع منحط عن رتبة وحی الکلام و وحی الاشارة والعبارة ففرق یا اخی بین وحی الکلام و وحی الالھام تکن من العلماء الاعلام۔ دیکھو الیواقیت و الجواہر صفحہ ۲۴ ج-۱ للامام الشعرانی قدس سرہ السامی المطبوع بمصر

اور فرمایا : و واللہ ما قلت ولا حکمت الا عن نفث فی روع من روح الھی قدسی دیکھو صفحہ ۱۰۱ ج ۳ فتوحات مکیہ-(باب ۳۲۷)۔

اور فرمایا : تمامی ربانی القائات ، الہی املائات اور نفس کیانی میں روحانی نفثات یا فصل الخطاب و حکم یا الہی کشف اور ربانی لدنی علوم ہمارے تو کیا بلکہ تمامی کائنات اولین و آخرین متاخرین و متقدمین کے تمامی القائات، املائات ، نفثات، فصل الخطاب ، اور الہی کشف و ربانی لدنی علوم اللہ تعالی سے براہ راست نہیں ملتے بلکہ وہ تو بوسیلہ و بواسطہ سید دوسرا علیہ التحیۃ و الثناء (سے) ہی ملے ہیں اور ملتے ہیں اور ملتے رہیں گے آپ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں : اِنَّ مُسْتَمَدَّ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مِنْ رُّوْحِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ ھُوَ قُطْبُ الْاَقْطَابِ کَمَا سَیَاْتِیْ بَسْطُہٗ فِیْ مَبْحَثِ کَوْنِہٖ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ فَھُوَ مُمِدٌّ لِجَمِیْعِ النَّاسِ اَوَّلًا وَّ آخِرًا فھو مُمِدٌّ کُلِّ نَبِیٍّ وَّ وَلِیٍّ سَابِقٍ عَلٰی ظُھُوْرِہٖ حَالَ کَوْنِہٖ فِی الْغَیْبِ وَ مُمِدٌّ اَیْضًا لِکُلِّ وَلِیٍّ لَا حِقٍ بِہٖ فَیُوْصِلُہٗ بِذٰلِکَ الْاَمْدَادَ اِلٰی مَرْتَبَۃٍ کَمَا لَہٗ فِیْ حَالِ کَوْنِہٖ مَوْجُوْدًا فِیْ عَالَمِ الشَّھَادَۃِ وَ فِیْ حَالِ کَوْنِہٖ مُنْتَقِلًا اِلَی الْغَیْبِ الَّذِیْ ھُوَالْبَرْزَخُ وَالدَّارِ الْاٰخِرَۃِ فَاِنَّ اَنْوَارَ رِسَالَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیر

مُنْقَطِعَةٍ عَنِ الْعَالَمِ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ وَالْمُتَاخِّرِينَ۔ دیکھو الیواقیت والجواہر صفحہ ۲۰ تا ۲۱ المطبوع بمصر۔

اور : هذا عطائنا فامنن او امسک آیت کریمہ کی تشریح میں حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا یوں فرماتے ہیں هٰذَا عَطَائُنَا المحض فامنن اَوْ اَمْسِکْ ای اطلق ارادتک و اختیارک فی الحل والعقد والا عطاء والمنع عند الکمال التام والعطاء الصرف ای الوجود الموهوب حال البقاء بعد الفناء کما شئت بِغَیْرِ حِسَابٍ علیک فانک قائم بنا مختار باختیارنا متحقق بذاتنا وصفاتنا و ذلک معنی قوله وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَ حُسْنَ مَآبٍ۔ دیکھو تفسیر شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ صفحہ ۱۷۵ ج ۲

اور فرمایا : فَاِذَا اَعْطَی (الخلیفة الرسول) السَّیْفَ وَ اَمْضَی الْفِعْلَ حِیْنَئِذٍ یَکُوْنُ لَهُ الْکَمَالُ فیظهر بِسُلْطَانِ الْاَسْمَاءِ الْاِلٰهِیَّةِ فَیُعْطِی و یمنع و یعز و یذل و یُحْیِی وَ یُمِیتُ وَ یَضُرُّ وَ یَنْفَعُ وَ یَظْهَرُ بِاَسْمَاءِ التَّقَابُلِ مَعَ النُّبُوَّةِ لَا بُدَّ مِنْ ذٰلِکَ۔ فتوحات مکیہ دیکھو صفحہ ۲۷۲ ج ۲۔ (الباب السابع والستون ومائة فی معرفة کیمیاء السعادة)

اور فرمایا : الانسان الکامل اقامه الحق برزخا بین الحق والعالم فیظهر بالاسماء الالهیة فیکون حقا و یظهر بحقیقة الامکان فیکون خلقا۔ دیکھو صفحہ ۳۹۱ ج ۲ فتوحات مکیہ شریفہ (باب ۱۹۸)۔

اور فرمایا : اعلم ان البرزخ عبارة عن امر فاصل بین امرین لا یکون متطرفا ابدا کالخط الفاصل بین الظل و الشمس ۔ ص ۳۰۴ باب ۶۳ ج ۱ فتوحات مکیہ

اور فرمایا : البرزخ کل امرین یقتتران اذا تجاورا الی برزخ لیس هو عین احدهما و فیه قوة کل واحد منهما الخ۔ دیکھو صفحہ ۳۰۴ ج ۱ فتوحات مکیہ

شریفہ۔

اور فتوحات مکیہ ج ۳ کے صفحہ ۱۴۲ پر فرمایا : واعلم ان اللہ لما جعل منزل محمد صلی اللہ علیہ وسلم السیادۃ فکان سیدا و من سواہ سوقۃ علمنا انہ لا یقاوم فان السوقۃ لا تقاوم ملوکھا فلہ منزل خاص و للسوقۃ منزل و لما اعطی ھذہ المنزلۃ و آدم بین الماء و الطین علمنا انہ الممد لکل انسان کامل منعوت بناموس الھی اوحکمی و اول ما ظھر من ذلک فی آدم حیث جعلہ اللہ خلیفۃ عن محمد صلی اللہ علیہ وسلم فامدہ بالاسمآء کلھا من مقام جوامع الکلم التی لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فظھر بعلم الاسماء کلھا علی من اعترض علی اللہ فی وجودہ و رجح نفسہ علیہ ثم توالت الخلائف فی الارض الی ان وصل زمان وجود صورۃ جسمہ لاظھار حکم منزلتہ باجتماع نشاتیہ فلما برز کان کالشمس اندرج فی نورہ کل نور فاقر من شرائعہ التی وجہ بھانوابہ[1] ما اقر وَ نَسَخَ منھا ما نسخ و ظھرت عنایتہ بامتہ لحضورہ و ظھورہ فیھا و ان کان العالم الانسانی و الناری کلہ امتہ ولکن لھؤلاء خصوص وصف فجعلھم خیر امۃ اخرجت للناس ھذا الفضل اعطاہ ظھورہ بنشاتیہ فکان من فضل ھذہ الامۃ علی الامم ان انزلھا منزلۃ خلفائہ فی العالم قبل ظھورہ اذ کان اعطاھم التشریع فاعطی ھذہ الامۃ الاجتھاد فی نَصب الاحکام و امرھم ان یحکموا بما اداھم الیہ اجتھادہم فاعطاھم التشریع فلحقوا بمقامات الانبیاء علیھم السلام فی ذلک و جعلھم ورثۃ لھم لتقدمھم علیھم فان المتاخریرث المتقدم بضرورۃ فیدعون الی اللہ علی بصیرۃ الخ۔

اور فرمایا : فخلق الانسان الکامل علی صورتہ و مکنہ بالصورۃ من

اطلاق جمیع اسمائہ علیہ فردا فردا و بعضا بعضا لا ینطلق علیہ مجموع الاسماء معا فی الکلمۃ الواحدۃ لیتمیز الرب من العبد الکامل فما من اسم من الاسماء الحسنی و کل اسماء اللّٰہ حسنی الا و للعبد الکامل ان یدعی بہا کما لہ ان یدعو سیدہ بہا۔ **صفحہ ۴۰۹ جلد ۳ فتوحات مکیہ۔**

اور فرمایا : فلا یسمی خلیفۃ الا بکمال الصورۃ الالٰہیہ فیہ اذا العالم لا ینظرون الا الیہا۔ **صفحہ ۱۵۶ - ۱۵۷ ج ۳ فتوحات مکیہ۔**

اور فرمایا : فالانسان ذونسبتین کاملتین : نسبۃ یدخل بہا الی الحضرۃ الالٰہیۃ و نسبۃ یدخل بہا الی الحضرۃ الکیانیۃ فیقال فیہ "عبد" من حیث انہ مکلف و لم یکن ثم کان کالعالم و یقال فیہ "ربّ" من حیث انہ خلیفۃ و من حیث الصورۃ و من حیث احسن التقویم و لذلک ای لکون آدم لہ جہۃ ربوبیۃ بہا یناسب الحق سبحانہ وجہۃ عبودیۃ بہا یناسب الخلق جعلہ اللّٰہ سبحانہ خلیفۃ فی خلیقتہ لیاخذ بجہۃ الربوبیۃ و نشاتہ الروحانیۃ عن اللّٰہ سبحانہ ما یطلبہ الرعایا و یبلغہ بجہۃ العبودیۃ بنشائتہ الجسمانیۃ الیہم فبہاتین الجہتین یتم امر خلافتہ کما قال سبحانہ ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا و للبسنا علیہم ما یلبسون لیجانسکم فیبلغکم امری۔ **دیکھو نقش الفصوص شریف۔**

اور علامہ عبدالرحمن جامی افغانی قدس سرہ السامی نقد النصوص کے صفحہ ۱۰۲ پر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں : "آدم بہ اعتبار آنکہ تربیت عالم میکند از مرتبہ خلافت مظہریست جامع مر اسماء و صفات الٰہیہ را و مرآت ہویۃ است پس بہ این اعتبار رب باشد و بہ اعتبار آنکہ اونیز مربوب ذات است و بہ صفت عبودیت موصوف، عبد باشد" انتہی۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا نقد النصوص کے فص آدمی کے صفحہ ۱۰۷ پر فرماتے ہیں : ومن ھھنا ای من ھذا المقام حیث یفھم منہ کون الانسان ربا من حیث باطنہ، عبدا من حیث ظاہرہ، یعلم انہ ای الانسان نسخۃ منتسخۃ من الصورتین مطابقۃ لھما : صورۃ الحق المشتمل علیھا نشاۃ جمعیتہ الباطنۃ، و صورۃ العالم المشتمل علیھا نشاۃ تفرقتہ الظاہرۃ، و ھاتان الصورتان ھما یدا الحق اللتان خلق بھما آدم انتھی۔

اور فرمایا : قال اللہ تعالی من یطع الرسول فقد اطاع اللہ لانہ لا ینطق الا عن اللہ بل لا ینطق الا باللہ بل لا ینطق الااللہ منہ فانہ صورتہ۔ صفحہ ۱۲۲ ج ۴ فتوحات مکیہ شریف۔ باب ۲۸۶

اور فرمایا : و لکن الخلافۃ لما کانت رُبُوبِیَّۃً فی الظاھر لانہ یظھر بحکم الملک فیتصرف فی الملک بصفات سیدہ ظاہراً و ان کانت عُبُوْدِیَّتُہٗ لَہٗ مشھودۃ فی باطنہ فلم تعم عبودیتہ جمیعہ عند رعیتہ الذین ھم اتباعہ و ظھر ملکہ بھم و باتباعھم و الاخذ عنہ فکان فی مجاورتھم بالظاھر اقرب و بذلک المقدار یستتر عنہ من عبودیتہ فان الحقائق تعطی ذلک و لذلک کثیراً ما ینزل فی الوحی علی الانبیاء قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ وَ ھٰذِہٖ آیَۃُ دَوَآءٍ لِھٰذِہِ الْعِلَّۃِ فبھذا المقدار کانت احوال الانبیاء الرسل فی الدنیا البکاءَ وَ النَّوْحَ فانہ موضع تتقی فتنتہ۔ صفحہ ۵۰ ج ۳ فتوحات مکیہ۔

۱۲۲ دفتر چہارم شرح مثنوی (سید الوری علیہ التحیۃ والثنا کے استغفار کے حکم و اسرار) اور جناب سیدنا ملک العلماء بحرالعلوم حدیث نبوی (علی محدثہ الف الف التحیۃ و الثنا) اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً کا مرادی ترجمہ

ع۵ ۱۱۰ - الکھف ۱۸ و ۶ فصلت ۴۱

کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بدرستیکہ من استغفار میکنم اللہ را ہفتاد بار مراد از ہفتاد عدد معین نیست بلکہ مراد کثرت است درتوجیہ استغفار علماء ظاہر آنچہ گفتند گفتند وظاہر آنست کہ از عروض احوال متتالیہ' اوصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باین حال می آورد کہ بربوبیۃ ظاہر شود پس استغفار میکرد و طلب مغفرت میکرد یعنی ستر ربوبیت خود بہ ربوبیّت حق ظاہر باشد و عبدیت اوصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظاہر باشد۔

منقول از سَیِّدِزَمَانْ کہ قدم او برقلب کل ولی اللہ داشت غَوْثُ وُ قُطْبِ اَکْبَرُالشَّیْخُ مُحْیِ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ ابْنُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ دَرْ نَسَبْ وُحَسَبْ سَیِّدُ عَبْدُالقَادِرِ جِیْلانی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وَعَنْ مُحِبِّیْہِ (۱)

---

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب غوث کے محب کو محبوب رکھتا ہے کہ محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہے۔ یہ بھی یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ وہ وہی کرتا ہے جو اس کے محبوب کو محبوب ہو تو اللہ تعالی اپنے محبوب کو بقدر اتباع و بقدر نصیب محبت، روشن استعداد عطا فرمادیتا ہے اور اسی طرح کے علمی، عملی تامہ کمالات دیتا ہے اور فوق تامہ بھی اعنی بہ تکمیلی قدرت بھی۔

امام ہمام احمد رضا خان افغانی مقری ثم البریلوی غوث پاک کے مدح کرتا آپ رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا سے اپنا انتساب کرتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا کے باب عالی کے سگان سے اپنا رشتہ جوڑتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا سے حاجت روائی کی درخواست کرتا ہے۔ اس مدحیہ نظم میں آپ امام ہمام کے علمی و عملی کمالات تامہ اور تکمیلی قدرت عطائیہ اور روشن استعداد

کہ بود آن سَرْوَرْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمْ کہ منتقل میشد دراحوال و سیر

____

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ ------ خداداد نیز غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مَقَامُ وُ مُقَامِ الَّذِیْ لَایُرَامُ وَ لَایُدَامُ اِلَّا بِالْمَدَدِ الْمُحَمَّدِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَنْ شَآءَ کا بہتر و تامہ اندازہ بخوبی لگا سکیں گے۔ آپ کے اشعار یوں فیض بار ہیں :

اِنْتِسَابُ الْمُدَّاحِ اِلٰی کِلَابِ الْبَابِ الْعَالِیّ

برسر خوان کرم محروم نگزارند سگ
من سگ و ابرار مہمانان و صاحب خوان توئی

سگ بیان نتواند و جودت نہ پابند بیان
کام سگ دانی و قادر برعطائے آن توئی

گر بسنگے میزنی خود مالک جان و تنی
وربہ نعمت می نوازی منت منان توئی

پارہ نانے بفرما تا سوئے من افگنند
ہمت سگ اینقدر دیگر نوال افشان توئی

منکہ سگ باشم زکوئے تو کجا بیرون روم
چون یقین دانم کہ سگ را نیز وجہ نان توئی

در کشادہ، خوان نہادہ، سگ گرسنہ، شہ کریم
چیست حرف رفتن و مختار خوان و زان توئی

دور بنشینم زمین بوسم فتم لابہ کنم
چشم در تو بندم و دانم کہ ذوالاحسان توئی

میکرد در منازل قرب پس اورا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظاہر میشد نزد عروض حال آخر کہ در ایفائے حقوق و حدود آن حال قصُوری[1] واقع شد پس استغفار میکرد۔ انتہی

واین ظہور تقصیر بسبب کمال اوبود درمقام عبدیت کہ این مقام اقتضائے میکرد کہ معترف بتقصیر باشد ورنہ اوصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حکیم کامل بود کہ ایفائے حدود و حقوق ہر حال بوجہ اتم میکرد و آنچہ کہ سابق گفتہ شد قریب این منقول است بلکہ اگر تحقیق کردہ شود عین اوست کہ تبین تقصیر درایفائے حدود ہمین خوف ظہور بربوبیۃ است کہ مقام کامل او صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حکم میکرد باینکہ استغفار ازو ظہور کند۔

للہ العزۃ سگ ہندی و در کوئے تو بار

آرے ابن رحمۃ للعالمین ای جان توئی

ہر سگے را بردر فیضت چنان دل می دہند

مرحبا خوش آو بنشین سگ نہ مہمان توئی

گر پریشان کرد وقت خادمانت عوعوم

خامش اہل درد را مپسند چون درمان توئی

وای من گر جلوہ فرمائی و من ماند بمن

من زمن بستان و جایش درد لم منشان توئی

قادری بودن رضا را مفت باغ خلد داد

من نمی گفتم کہ آقا مایہ غفران توئی

[1] قصّ علی (ن) قصراً وقصّ عن الامر قصوراً باز ایستاد از کار ۱۲

واز کلام مولوی قدس سره (ہمچو پیغمبرز گفت واز نثار۔ توبہ آرم روزمن ہفتاد بار) ظاہر میشود کہ استغفار ازاظہار اسرار بود کہ حالت گاہی عارض میشد کہ جان اومست شد کہ اسرار را ازین مستی ظاہر کند چنانکہ دروقت مرض قرطاس طلبید تا اسرار را بوجہ اتم اظہار کند لہٰذا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ معروض داشتند کہ کِتَابُ اللّٰہِ حَسْبُنَا پس ازین اظہار اسرار استغفارے کرد و درقصہ قرطاس نیز ہمچنین واقع شد کہ در روایت مسلم درصحیح وی واقع است کہ چون امیر المومنین معروض داشتند کہ کِتَابُ اللّٰہِ حَسْبُنَا آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود دعونی فالذی انا فیہ خیر بگذارید مرا پس آنکہ من دران ہستم بہتر است پس تصویب فرمود رای آنکسان را کہ توقف کردند در استکتاب و قول امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ را کہ کتاب اللہ حسبنا واین بسبب آن بود کہ آنسرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بکشف اسرار انوار مامور نبود مگر بوجہیکہ درکتاب اللہ است وازکشف مافوق آن اجتناب میکرد اگرچہ کشف بوقت عروض حال مباح بود لیکن مقام اومیخو است ترک آن پس تصویب فرمود قول امیر المومنین عمر را۔ باستغفار مشغول شد و فرمود اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی این وجہ باوجہین اَوَّلِیْن منافات ندارد کہ جائز است کہ وجود استغفار ہمہ ہاباشد۔ ۱۴۴ دفتر چہارم شرح مثنوی بحرالعلوم ملک العلماء ابو عیاش عبدالعلی افغانی ہروی ثم اللکھنوی الفرنجی محلی۔

اور خاتم فص الولایۃ المحمدیۃ الشیخ الاکبر رضی اللہ وارضاہ عنہ آیۃ کریمہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ[ع] کی تشریح صبیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

لماکان علیہ الصلوۃ و السلام حبیبہ فکل من یدعی المحبۃ لزمہ اتباعہ

ع۔ ال عمران ۳۱

لان محبوب المحبوب محبوب فتجب محبة النبى و محبته انما تكون بمتابعته و سلوک سبیله قولا و عملا و خلقا و حالا و سیرة و عقیدة ولا تمشی دعوی المحبة الا بهذا فانه قطب المحبة و مظهره و طریقته طلسم المحبة فمن لم یکن له من طریقته نصیب لم یکن له من المحبة نصیب و اذا تابعه حق المتابعة ناسب باطنه و سره و قلبه و نفسه باطن النبی و سره و قلبه و نفسه وهو مظهر المحبة فلزم بهذه المنا سبة ان یکون لهذا المتابع قسط من محبة الله تعالی بقدر نصیبه من المتابعة فیلقی الله تعالی محبته علیه و یسری من باطن روح النبی نور تلک المحبة الیه فیکون محبوبا لله محبا له و لولم یتابعه لخالف باطنه باطن النبی فبعد عن و صف المحبوبیة و زالت المحبیة عن قلبه اسرع مایکون اذ لولم یحبه الله تعالی لم یکن محباله۔

وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ كما غفر لحبيبه حيث قال لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ ذنبه المتقدم ذاته وَ المتاخر صفاته فكذا ذنوب المتابعين کماقال تعالی لایزال العبد یتقرب الی الی اخرالحدیث وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ یمحو ذنوب صفا تکم و ذواتکم رَّحِيْمٌ یهب لکم وجودا و صفات حقانیة خیرا منها ثم نزل عن هذا المقام لانه اعز من الکبریت الاحمر و دعا هم الی ماهو اعم من مقام المحبة و هو مقام الارادة فقال قل اطیعوا الله و الرسول ای ان لم تکونوا محبین و لم تستطیعوا متابعة حبیبی فلا اقل من ان تکونوا مریدین مطیعین لما امرتم به فان المرید یلزمه متابعة الامر وامتثال المامور به فان تولوا فان الله لایحب الکفرین ای ان اعرضوا عن ذلک ایضا فهم کفار منکرون محجوبون والله لایحب من کان کافرا فبترک الطاعة یلزم الکفر و بترک المتابعة لایلزم لان تارک المتابعة یمکن ان یکون مطیعا بمطابعة الامر

وَ مَعْنٰی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ اَطِیْعُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ صفحہ ۱۰۸ - ۱۰۹ ج-۱ تفسیر الشیخ الاکبر رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا۔

اور ملک العلما عبدالعلی بحر العلوم الافغانی الھروی ثم اللکھنوی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَ مَاتَاَخَّرَ ① ② الفتح ۴۸ آیت کریمہ کے مرادی معانی کے اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں : و حق آنست کہ غفران درلغت بمعنی ستر است واز ذنب مراد تعین بشری است پس اللہ تعالی می فرماید مستور گردانیدیم ذنب تعین تو کہ مقدم است کہ درین دار دنیا است و متاخر کہ در دار عبقی است در ذات حق پس کردہ تو کردہ من است و قول تو قول من است و ابتاع تو اتباع من و عصیان تو عصیان من ' انتہی۔ دیکھو ۱۶۱ دفتر اول شرح بحرالعلوم للمثنوی الرومی قدس سرھما۔

اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا اپنی کتاب مستطاب مدارج النبوۃ کے صفحہ ۶۱۲ ج ۲ پر فرماتے ہیں : و مخفی نیست کہ جمع نکردہ است ہیچ یکی از خلق خدا چنانکہ بود بران محمد صلی اللہ علیہ وسلم از مکارم اخلاق و محامد صفات کہ ازوی پیدا شدہ و ناشی گشتہ و بوی ختم شدہ و اتمام یافتہ و لھذا گفتہ است حق جل و علی در حق وی انک لعلی خلق عظیم و کتب سیر و احادیث مرویہ مشحون است بدان و لاتعد و لا تحصیٰ است و گفت شیخ عارف کامل عبدالکریم جبلی صاحب کتاب ناموس اعظم و قاموس اقدم و این کلمات ملتقط ازان جا است کہ مکارم اخلاق مذکورہ در کتب قطرہ ایست نسبت بدریا ازان چہ وارد نشدہ و حکایت کردہ نشدہ و آنچہ وارد نشدہ جمع نکردہ انرا ہیچ

یکی سوائے وی و مخصوص نگشت بدان هیچ احدے غیروی صلی اللّٰہ
علیہ وسلم و معلوم گشتہ بوی کمال معنوی خلقی وی باکمال حقی کہ
بخشیدہ است انرا حق سبحانہ و مخصوص گردانیدہ است زیادہ ازان کہ
درک کردہ شود و دریافتہ شود غور آن و شناختہ شود مر آنرا غایتی و
نہایتی زیرا کہ بود وی صلی اللّٰہ علیہ وسلم متحقق بجمیع اخلاق الٰہیہ و
صفات ربوبیہ و اوردہ است شیخ رضی اللّٰہ عنہ صفت، صفت و اسم، اسم
در کتاب موسوم بکمالات الٰہیہ در صفات محمدیہ و ذکر کردہ است ازان
آنچہ دلالت کردہ است کتاب عزیز بران تصریحا و اشارۃ و تلویحا و از
انجملہ اسم اللّٰہ است دلیل بر آنکہ آنحضرت مظہر این اسم است قول وی
سبحانہ است و مارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی ۱۷ الانفال ۸ وقول وی
تعالیٰ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ ۸۰ النساء ۴ و ان الذین یبایعونک انما
یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم ۱۰ الفتح ۴۸ و گفتہ است شیخ قدس سرہ و
این است معنی قول وی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انا عبداللّٰہ و این عبودیت
خاص عبارت است از تسمیہ وی باسم پروردگار وی از جہت تخلق وی
باخلاق پروردگار۔ میگوید شیخ رحمۃ اللّٰہ علیہ مستبعد مدار این امر را در
تعظیم حق مر اورا چہ این طعن نمیکند در نزاہت اللّٰہ تعالیٰ و چہ نقصان
میکند این در کمال الٰہی وی تعالیٰ گفت بندہ مسکین خصہ اللّٰہ بمزید العلم
و الیقین عجب است از شیخ کہ اعتذار میکند ازین معنی کہ گویا در تعظیم
شان باین مقدار ایہام بنقص کمال الٰہی است و این چہ معنی دارد و این
خود عین کمال الٰہی است کہ این چنین ذاتے ابراز نمودہ و اظہار کردہ و
حقیقت محمد از اکمل شیونات الٰہی و مظہر کمال نامتناہی است بتحقیق

تسمیة کردہ است اورا باسماء کثیرہ و مشہور آنست کہ در تمامہ اسماء
حسنی الہی تخلق و تحقق ہر دو ممکن است الا درین اسم جلیل جزء تعلق
حاصل نیست و تحقق ممکن نہ و کلام شیخ ناظر دران است کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم را تحقق بدان نیز حاصل در مفہوم این اسم استجماع
بجمیع صفات کمال ماخوذ است و حقیقت محمدی راحاصل است جمیع
کمالات چنانکہ ازبیانے کہ کردہ شد واضح گشت اما شک نیست کہ مرتبہ
الوہیة مخصوص است بذات الہی خدا نہ بندہ خدا خدا است و بندہ محمد۔

و شیخ میگوید این بندگی خاص کہ مخصوص ذات شریف اوست
تقاضا میکند اتصاف اورا بجمیع صفات کمال و تسمیہ او را باسم پروردگار
و گویا این مبنی است بر معنی فنا و بقا و چون وی صلی اللہ علیہ وسلم
فانی شدہ است در ذات و صفات الہی لا جرم باقی باشد بان و متصف گردد
بدان انتہی۔ و شیخ در دریاے فضل حقیقت محمدی کہ وحدت عبارت
ازان است چنان غرق شدہ است کہ نفس دوئی از نظر بصیرت وی محو
شدہ است واللہ اعلم۔

*ملک العلماء بحرالعلوم افغانی ہروی ثم لکھنوی فرنگی محلی شرح مثنوی کے دفتر
اول صفحہ ۳۹ پر رقمطراز ہیں۔* فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّىْ فَلَمَّآ
اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ پس ہر گاہ تاریک شد شب بر ابراہیم علی نبینا و الہ
و علیہ السلام دید کوکبی را گفت اینست رب من پس ہر گاہ غروب کرد
گفت دوست نمیدارم آفلان را تحقیقش آنست کہ ابراہیم علیہ السلام رب را
مشاہدہ کردہ بود در مظہر کوکب پس فرمود اینست رب من و مشار الیہ
گردانید رب ظاہر را نہ مظہر را و بعد غروب گفت من مظہر اقل را دوست

نمیدارم بلکہ در مشاہدہ رب مقید بمظہر دون مظہر نیستم و حاصل بیت (اندرین وادی مروبے این دلیل۔ لا احب الافلین گوچون خلیل) آنست کہ مولوی ارشاد میفرمایند کہ در وادی سلوک بدون دلیل کہ مرشد کامل ست مرو و در مظاہر کہ درین وادی اند اگر حق بہ بینی لا احب الافلین مثل خلیل علیہ السلام بگو و مقید بمظہری مباش و عبور از مظاہر کردہ فانی در حق شو۔ انتہی عبارتہ الشریفۃ۔

اور اِمَامُ الْاَئِمَّۃَ کَاشِفُ الْغمہ مُجلی الظُّلمہ مُوْلی الرَّحْمَۃ امام اعظم اَبُوْ حنیفۃ النعمان بْنُ الثَّابتُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ اَرْضَاہُ عَنَّا اپنے کلام بلاغت نظام میں خالص سچا عقیدہ دیتے ہیں اور مولانا بحر العلوم اسکی شرح کرتے ہیں وَلَا یَبْلُغُ الْوَلِیُّ دَرَجَۃَ النَّبِیّ دَرَجَۃَ الْاَنبِیَاءِ عَلَیہِمُ السَّلَامُ۔ اَلْفِقْہُ الْاَکْبَرُ۔

ملک العلماء ترجمہ اور تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں و نمی رسد ولی درجہ انبیاء را علیہم السلام واین عبارت در نسخہ ملا علی قاری نیست بدانکہ این از قطعیات است و اجماع ملت است وبر ان احتیاج برہان نیست و قول تساوی ولی مر نبی را کفر و ضلال است لیکن این باید دید کہ نبوت افضل است یا ولایت بعد ازان کہ نبی جامع ہر دو مرتبہ پس بدانکہ خلیفۃ الرحمن شیخ ابن عربی در فصوص الحکم میفرماید کہ ولایت افضل است از نبوت بمعنی آنکہ ولایت نبی از نبوت او افضل است و این تفسیر بان اشعار دارد کہ مطلق ولایت افضل نیست از نبوت بلکہ ولایت نبی و بعضی شراح فصوص الحکم ظن کردند کہ مطلق ولایت افضل است از نبوت و بہ این صوب بعضے مشائخ نیز رفتہ اند بدلیل آنکہ ولایت عبارت از قرب الہی است و نبوت عبارت از پیغامبری اللہ تعالی سوی خلق و قرب الہی البتہ

افضل است از پیغامبری لیکن ازین تفضیل ولی بر نبی لازم نمی آید چہ ولایت نبی افضل است از ولایت جمیع اولیاء و معہذا نبی موصوف است بہ نبوت پس فضیلت نبی بر ولی بدو درجہ شد و ہر کہ نسبت کرد سوی شیخ کہ اوشان میگویند کہ ولی افضل است از نبی خالی از جہل نیست۔
دیکھو شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۴ مصنفہ ملک العلماء بحر العلوم مطبع فخر المطابع۔

اور فرید دھر، وحید عصر علامہ شہاب الدین و الملۃ احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب القسطلانی اپنی کتاب مستطاب المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ کے پہلے صفحہ پر خطبہ میں سید دوسرا علیہ التحیۃ والثنا کے دربار دُربار میں مندرجہ ذیل اشعار فیوض بار لکھتے ہوئے یوں عرض پرداز ہیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَاَنۡتَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اَعۡظَمُ کَآئِنٍ	وَاَنۡتَ لِکُلِّ الۡخَلۡقِ بِالۡحَقِّ مُرۡسَلُ
عَلَیۡکَ مَدَارُ الۡخَلۡقِ اِذۡاَنۡتَ قُطۡبُہٗ	وَاَنۡتَ مَنَارُالۡحَقِّ تَعۡلُوۡ وَ تَعۡدِلُ
فُؤُادُکَ بَیۡتُ اللّٰہِ دَارُ عُلُوۡمِہٖ	وَبَابٌ عَلَیۡہِ مِنۡہُ لِلۡحَقِّ یُدۡخَلُ
یَنَابِیۡعُ عِلۡمِ اللّٰہِ مِنۡہُ تَفَجَّرَتۡ	فَفِیۡ کُلِّ حَیٍّ مِّنۡہُ لِلّٰہِ مُنۡہَلُ
مَنَحۡتَ بِفَیۡضِ الۡفَضۡلِ کُلَّ مُفَضَّلٍ	فَکُلٌّ لَہٗ فَضۡلٌ بِہٖ مِنۡکَ یُفۡضَلُ
نَظَمۡتَ نِثَارَ الۡاَنۡبِیَآءِ فَتَاجُہُمۡ	لَدَیۡکَ بِاَنۡوَاعِ الۡکَمَالِ مِکۡمَلُ
فَیَا مُدَّۃَ الۡاِمۡدَادِ نُقۡطَۃَ خَطِّہٖ	وَ یَا ذُرۡوَۃَ الۡاِطۡلَاقِ اِذۡ یَتَسَلۡسَلُ
مُحَالٌ یَحُوۡلُ الۡقَلۡبُ عَنۡکَ وَ اِنَّنِیۡ	وَ حَقِّکَ لَا اَسۡلُوۡ وَلَا اَتَحَوَّلُ
عَلَیۡکَ صَلَاۃُ اللّٰہِ مِنۡہُ تَوَاصَلَتۡ	صَلٰوۃَ اتِّصَالٍ عَنۡکَ (انس) لَا تَتَنَصَّلُ

علماء اعلام و اولیاء کرام رضی اللہ عنہم و ارضاہم عنا کے مذکورہ مذبورہ بالا نیز آیندہ آتیہ اقوال ملہمہ اور کلمات قدسیہ ہی ہمارے اس بنیادی مقدمہ عید میلاد

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابنیہ و مبانی ہیں اور یہی بنیادی مقدمہ عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہیں قدسیہ کلمات اور ملہمہ اقوال زرین کی زبان بیان بھی اور بیان کلام بھی ہے اور اس فقیر الی حبیب ربہ المنیر نے اس بنیادی مقدمہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام مفاہیم کے جملہ اصول حروف و معانی، ظروف و مغانی کو مدنظر رکھا ہے کسی بھی جملہ اسمیہ کے مفہوم کی اداء کیلئے جملہ فعلیہ اختیار نہیں کیا ہے اور جملہ فعلیہ کے مفہوم کو جملہ فعلیہ میں ہی ادا کر دیا ہے اور شبہ جملہ کے مفہوم کو شبہ جملہ میں ہی رکھا ہے اسکے ساتھ ساتھ لکھتے وقت آیات مبینات احادیث نبویہ علی قائلہا الف الف التحیۃ اور ائمہ اولیاء کرام کے ملہمہ اقوال کے مفاہیم انکے ظروف و کلمات اداء کا خوب خیال رکھا ہے۔ حصر و قصر مصطلح کے ساتوں ذرائع کو ملحوظ خاطر و زیر نظر رکھا ہے مختصر و دسوقی، تلخیص و پورا مطول کو مد نظر رکھا ہے اس کا ہر جملہ مستند یا باسند ہے۔ اس میں ایسا کوئی جملہ نہیں جو بغیر سند یا لاسند ہے۔ لہذا اس بنیادی مقدمہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی جملے یا بیان کردہ عقیدے پر گمان خطاء خطاء ہی ہے اور راہ صواب سے دوری بھی۔ پس تمامی مستفیدین و مستفیضین سے واثق امید یہی ہے کہ وہ مصنف کی جانب وُضْعُ الشَّیْءِ فِی غَیْرِ مَوْضُوْعِہٖ کی ناکارہ نسبت روا نہ رکھیں گے اور اس مقدس، مستطاب کتاب سے بھرپور استفادہ و استفاضہ حاصل کرلیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَ مَا کُنَّا لِنَہْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآئَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّؕ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ وَ عَلٰی سَیِّدِھِمْ وَ مَوْلَاھُمْ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ۔ ھٰذَا

اَلْفَقِیْرُ اِلٰی حَبِیْبِ رَبِّہِ الْمُنِیْرِ شَیْخُ الْحَدِیْثِ اَبُو الْفَتْحِ مُحَمَّدٌ نَصْرُ اللّٰہِ خَان نَصَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ نَضَرَہٗ۔

عا ۳۳ ۴۳ الاعراف ۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"تَنۡبِیہ نَبِیہ"

ہر کتاب کا مقدمہ اس کتاب کی تفصیل کا اجمال وخاکہ ہوتا ہے اور تفصیل کتاب کے لحاظ سے وہ مقدمہ مجمل و مغلق رہتا ہے۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ مفصل کتاب مستطاب ہے جسکی تفصیل و تبیین کیلئے کثرت اسباب کے باوجود ہزار سالہ عمر سلامت بھی کم۔ لاجرم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مقدمہ مجمل رہیگا اور اسکے اجمال کا بیان بھی بطور اجمال رہیگا پر یہ بات ملحوظ خاطر عاطر رہے کہ آیندہ آتیہ بیان کردہ آیات بینہ بھی وہی ہیں جو اس بنیادی مقدمہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم اسرار و معانی کیلئے مبانی ہیں اور انکے تفہیم و افہام کے بھی اور وہ یوں ہیں :

وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّ ھُدًی وَّ رَحۡمَۃً وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ۸۹ النحل ۱۶ اور یس ۳۶ کی آیت کریمہ ۶۹ وَمَا عَلَّمۡنٰہُ الشِّعۡرَ وَمَا یَنۡبَغِیۡ لَہٗ اِنۡ ھُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ وَّ قُرۡاٰنٌ مُّبِیۡنٌ اور یہ بھی ملحوظ خیال رہے کہ ان مذبورہ آیات بینہ کے رموز و اسرار کے حصول و دریافت کیلئے فتوحات مکیہ ۱۰۸ اور صفحہ ۱۴۵ دفتر پنجم شرح فارسی للمثنوی لبحر العلوم ملک العلماء عبد العلی افغانی ہروی ثم اللکھنوی فرنگی محلی کا مطالعہ از بس مفید و کافی ہے۔ امام احمد رضا خان افغانی قدس سرہ السامی نے ان آیتوں کے رموز کا خلاصہ بطور اجمال مندرجہ ذیل اشعار فیوض بار میں یوں بیان فرمادیا ہے :

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع　　مولی کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

ان پر کتاب اتری بیانا لکل شئی تفصیل جسمیں ماعبر و ما غبر کی ہے
فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انھیں اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے
دنیا مزار حشر جہاں ہیں غفور ہیں ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

اس بنیادی مقدمہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز سفر بھی یہیں سے رہا ہے اور ہمارے لئے معیار (Motto) اور ہمارا شعار بھی یہی اشعار فیوض بار ہیں۔ وَاللّٰہُ کَالِئُنَا وَ نَاصِرُنَا وَ مُبْصِرُنَا وَ بِہٖ الْحَوْلُ وَ التَّوْفِیْقُ۔

سابق رئیس دار الافتاء
ستره محکمة SUPREME COURT دولت اسلامیة
افغانستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عید میلادالنبی ﷺ کا بنیادی مقدمہ اور

شیخِ طریقت، عالم و عامل، قائل و فاعل، ولی و فاضل، تقی و نقی

الدکتور بروفیسر محمد مسعود احمد

بن علامہ مفتی جلیل وجلی شہیر وتقی مظہراللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کی تقریظ و تبصرہ!

تقدیم

فاضل جلیل، محدث کبیر، شارح شیخ اکبر حضرت علامہ مفتی ابوالفتح محمد نصراللہ خان افغانی دامت برکاتہم العالیہ نے اس کتاب میں آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال محدثین، فقہاء و عرفاء کی روشنی میں حقیقت محمدیہ، فیضان محمدیہ، مقامات و کمالات محمدیہ، مشاہدہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) پر سیر حاصل اور دل نشیں گفتگو کی ہے اور بعض اہم نکات بیان فرمائے ہیں۔ اس بنیادی مقدمہ کے مطالعہ سے مسلمانوں کے دل پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت کا نقش مرتسم ہو جاتا ہے جو اس مقدمہ کا مطلوب اور اسلام کا مقصود ہے۔ اس لئے اس کا نام "عیدمیلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی مقدمہ" رکھا ہے۔ جب تک دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت اور عظمت و شوکت نہ ہو ظہور قدسی کا مبارک دن منانے کا خیال آ ہی نہیں سکتا۔ امید ہے کہ علامہ موصوف عیدمیلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر بھی اپنے افکار عالیہ سے سرفراز فرمائیں گے۔

مولیٰ تعالیٰ آپ کا علمی و روحانی فیض جاری و ساری رکھے۔ آمین!

○

حضرت علامہ ابوالفتح مفتی محمد نصراللہ خاں افغانی مدظلہ العالی منقولات و معقولات کے ماہر اور سلف صالحین کی یادگار ہیں، فقیر نے ان کے مبارک چہرے پر وہ انوار دیکھے جو اکابرین اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ کے مبارک چہروں پر دیکھے۔...

آپ کے استاد محترم حضرت علامہ مفتی نظام الدین مدظلہ العالی (مدرسہ خیریہ، ضلع رہتاس، بہار انڈیا)

کے مکتوب گرامی (محررہ ۲ فروری ۱۹۸۹ء) کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۳۳ سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد آپ کے عادات و اطوار، رفتار و گفتار، لب و لہجہ، انداز بیان اور اسباق کی گہرائیوں میں غوطہ زنی سب کچھ استاد گرامی کی نظروں کے سامنے ہے...... اس سے بڑھ کر ایک طالب علم کی اور کیا سعادت ہو گی کہ وہ اپنے استاد کے دل میں گھر کرلے۔

حضرت علامہ موصوف ایک عرصے درس و تدریس میں مصروف رہے اور اب تصنیف و تالیف اور بیعت و ارشاد میں ہمہ تن مشغوف ہیں۔ ان کا حلقہ عقیدت و محبت بہت وسیع ہے......پاکستان اور بیرونی ممالک میں ان کے چاہنے والے موجود ہیں...... فقیر پر بڑا کرم فرماتے ہیں اور ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ کرم بالائے کرم اس کتاب پر تقریظ قلم بند کرنے کا حکم دیا، فقیر خود کو اس لائق نہیں پاتا......ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے فقیر اس کتاب کے بعض مباحث کا خلاصہ پیش کرے گا کیوں کہ حضرت علامہ موصوف کے افکار بھی عالی ہیں، زبان بھی عالی اور بیان بھی عالی، عام قاری کی رسائی سے بہت بلند ہے، علماء کرام اور محققین اس کتاب سے ضرور مستفید ہوسکیں گے۔ فقیر گویا حضرت علامہ کے دامن سے موتی سمیٹ کر آپ کے دامن میں ڈال رہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس کوشش کو مقبول و مشکور فرمائے۔ آمین!

○

مقدمہ کتاب میں حضرت علامہ فرماتے ہیں کونین کی ہر شئے کے وجود کا منبع اور ہر فیض کا منشاء حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تمام مخلوق کو آپ کے ہی واسطے سے فیض پہنچتا ہے......ساری خدائی کی مالکیت آپ کو عطا کی گئی ہے...... آیات قرانی میں آپ کو ایمان والوں کا ان کی جانوں سے زیادہ محبوب و مالک اور زیادہ قریب و مددگار بتایا گیا ہے (۱)...... حدیث پاک بھی اس حقیقت کی تائید کررہی ہے...... بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نقطہ عروج پر ہیں جہاں امت کی رسائی ممکن نہیں...... حقیقی مومن وہ ہے جس کے دل میں ہر نعمت سے زیادہ آپ کی محبت و الفت ہو......خود سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرمارہے ہیں۔ (۲)

مقدمہ کے بعد حضرت علامہ نے "حقیقت محمدیہ کی حقیقت" پر گفتگو کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ وجود باری، وجود مطلق ہے جو مظاہر و تعینات کے جلوؤں میں جلوہ ریز ہے جن کا مرکز اعلیٰ روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔......خود فرمایا......سب سے پہلے اللہ نے میری روح یا میرا نور پیدا فرمایا۔ (۳)......روح

---

(۱) سورۃ نسآء : ۶۴ (۲) بخاری شریف، لاہور، ج ۱، ص ۱۱۲

(۳) مصنف عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام۔ مدارج النبوۃ، ج ۲، زرقانی، ج ا ص ۴۲

محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر حق سے واصل اور ادھر خلق میں شامل...... مخلوق کو جو کچھ ملتا ہے آپ ہی کے وسیلے سے ملتا ہے......

اس بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت علامہ نے "انسان کامل" پر گفتگو کی ہے جس کا حاصل یہ ہے...... تخلیق کی اصل غایت و مقصود "انسان کامل" ہے اور وہ آپکا وجود گرامی ہے، جو قدیم سے واصل اور حادث میں شامل ہے۔ جب تخلیق کا مقصود و مطلوب آپ ہیں تو بروایت حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ تخلیق کا اول و آخر بھی ہیں اور ظاہر و باطن بھی ہیں۔ (۱)...... آپ انسان کامل ہیں، آپ خلیفہ اعظم ہیں، آپ مخلوق کے مربّی ہیں...... مگر آپ انسان کامل اور خلیفہ رب الارباب ہوتے ہوئے بھی عبد ہیں...... ایسے عبد جسکی حقیقت کا ادراک سوائے پروردگار عالم کے کسی کو نہیں۔

○

حضرت علامہ نے اس بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے اس گفتگو پر قرآن کریم سے شہادتیں پیش کی ہیں...... امتیوں کا مشقت میں پڑنا آپ پر سخت گراں (۲) ہے جیسے کسی شخص کا اپنے عضو کا تکلیف میں مبتلا ہونا گراں ہوتا ہے...... آپ عالمین کے لئے رحمت ہیں (۳) اور رحمت کا تقاضا ہے کہ ہر فریادی کی دادرسی کی جائے...... اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمایا (۴) اور خیر کی اتنی انواع و اقسام ہیں جس کی کوئی گنتی نہیں گویا آپ کو وہ کچھ دے دیا گیا جو انسان کے احاطہ سے باہر ہے...... وہ کریم تو بے نیاز ہے اور بے نیاز کے پاس جو کچھ ہوتا ہے دینے ہی کے لئے ہوتا ہے تو عطا کا محبوب سے زیادہ کون مستحق ہو گا؟...... اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ دے دیا......

آپ اہل کائنات کی ہر صفت سے برتر ہیں...... تمام کمالات میں آپ کا کوئی عدیل و نظیر نہیں...... عالم امکاں میں جو مرتبہ تھا آپ پر ختم کردیا اس لئے آپ خاتم النبین ہیں (۵)...... ساری خدائی آپ کے مشاہدے میں ہے...... آپ کو کثرت کی معرفت اور توحید کا تفصیلی علم عطا فرمایا گیا...... علوم ماکان ومایکون کا نظارہ کرادیا گیا...... الم تران اللّٰہ یعلم مافی السموت والارض (۶)...... کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ اللہ جانتا ہے۔...... آپ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے تو پھر کیوں علوم ماکان ومایکون سے نہیں نوازے گئے؟...... یہ بات اس دنیا میں ہماری سمجھ میں نہیں آتی جس دنیا میں ہم ایک درخت کے ایک ننھے سے بیج کی بہار درختوں میں، شاخوں میں، پتوں میں،

---

(۱) علی قاری شرح للشفاء بروایت علامہ تلمسانی (۲) سورۃ توبہ : ۱۲۸

(۳) سورۃ انبیاء : ۱۰۷ (۴) سورۃ کوثر : ۱ (۵) سورۃ احزاب : ۴۰ (۶) سورۃ مجادلہ : ۷.

پھولوں میں اور پھلوں میں دیکھتے ہیں......یہ درخت کہاں سے آیا، یہ شاخ کہاں سے آئی، یہ پتا کہاں سے آیا، یہ پھول کہاں سے آیا، یہ پھل کہاں سے آیا؟......کوئی باہر سے نہیں آیا، سب اندر سے آئے ہیں......ایک درخت کا بیج اور ایسا پُربہار......! تو جب یہ محیرالعقول مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں تو علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کیوں سمجھ میں نہیں آتی؟......یقیناً سمجھ میں آنی چاہیئے......نور سے پیدا ہونا کوئی سرسری سی بات نہیں، بہت بڑی بات ہے، بہت بڑی بات!......بیشک خدائی آپ کے مشاہدے میں ہے......اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحدت و کثرت دونوں کا بیک وقت شاہد و مشاہد بنایا ہے......آپ حق کا مشاہدہ خلق میں اور خلق کا مشاہدہ اسماء و صفات اور شیون و تجلیات میں براہِ راست فرما رہے ہیں......بلاشبہ حقیقت محمدیہ اللہ تعالی کے اسم اعظم کا مظہر ہے......

○

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدے کی کیا بات......آپ ہر نمازی کے رکوع و خشوع سے باخبر ہیں (۱)......رکوع کا تعلق ظاہر سے ہے اور خشوع کا تعلق باطن سے تو گویا آپ ہر نمازی اور مقتدی کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہیں......خود فرما رہے ہیں اور سچ فرما رہے ہیں......

حضرت علامہ گفتگو کو اور آگے بڑھاتے ہوئے دو نکات کا ذکر فرمایا ہے جن کو "مقاصد" سے تعبیر فرمایا گیا ہے......

پہلا نکتہ:- جمالِ رب کے مشاہدے میں کوئی آپ کا شریک ہے نہ ہو گا۔

دوسرا نکتہ:- مخلوق میں ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق سب سے زیادہ مشاہدہ رب آپ کی ذات گرامی میں کرسکتا ہے جس کا بہترین محل نماز اور پھر قعدہ و تشہد ہے......

پہلے نکتے کو سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن نشین کیجئے کہ تجلی تین قسم کی ہے......تجلی ذاتی، تجلی صفاتی، تجلی افعالی......پھر تجلی ذاتی دو قسم کی ہے......ایک قسم یہ ہے کہ سالک فانی ہونے کے باوجود خود کو پائے......دوسری قسم یہ کہ سالک فانی ہونے کے بعد خود کو نہ پائے، وہی وہ نظر آئے......یہی سالک فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہے......یہی وہ خلعت ہے جس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا گیا۔ یہی وہ تاج ہے جو آپ کے فرق اقدس پر رکھا گیا......

تجلی صفاتی کا اثر سالک کے خشوع و خضوع میں نظر آتا ہے اس صورت میں وہ واحد قہار، صفت جلال کے ساتھ تجلی فرماتا ہے......اور جب صفات جمال کے ساتھ تجلی فرماتا ہے تو سالک کو سرور و کیف

---

(۱) بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۹

محسوس ہوتا ہے......

تجلی افعالی کی تاثیر یہ ہے کہ سالک مخلوق سے قطع نظر کرلیتا ہے اور مجرد فعل الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے پھر خلق کی جانب افعال کی اضافت معزول کردی جاتی ہے...... نظروں میں وہ ہی وہ سما جاتا ہے......

سب سے پہلے تجلی افعالی ظاہر ہوتی ہے جس کو اصطلاح تصوف میں "مُحَاضَرَہ" کہتے ہیں......

پھر تجلی صفاتی جس کو اصطلاح تصوف میں "مکاشفہ" کہتے ہیں...... پھر تجلی ذاتی ظاہر ہوتی ہے جس کو اصطلاح تصوف میں "مشاہدہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تجلی ذاتی سے سرفراز ہو کر وہ مقام پایا جو کسی نے نہ پایا...... اسی لئے مشاہدہ ربّ میں آپ کا کوئی شریک و سہیم نہیں......

دوسرے نکتے کو ذھن نشین کرنے کے لئے یہ بات ذھن نشین کرلی جائے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو مومنین کی معراج قرار دیا ہے (۱)...... دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا...... اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا (۲)...... یعنی روحانی مشاہدے، قلبی حضور، نفسانی انقیاد اور بدنی اطاعت کے ساتھ...... اس نماز میں ایک عمل قابل توجہ ہے جو واجب ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پابندی سے کیا اور کرنے کا حکم بھی دیا...... اور وہ عمل قعدہ میں تشہد کا پڑھنا ہے...... اور یہ پڑھنا صرف لفظاً نہیں بلکہ معناً اور حقیقتاً ہے...... پڑھنے والا اللہ کے حضور ہدایا اور تحفے پیش کرنے کے بعد کہتا ہے:

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین

یعنی اے نبی جنس سلام آپ پر ہے، آپ سے ہے، آپ کی جانب ہے اور آپ کے لئے ہے...... علیک خطاب ہے جو حضوری پر دلالت کرتا ہے یعنی پڑھنے والا دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہے اور سلام پیش کررہا ہے...... آپ کو دیکھ رہا ہے اور یہ سمجھ رہا ہے کہ مشاہدہ رب کے مظہر اتم آپ ہی ہیں، جس نے آپ کو دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا...... ہاں سلام کا یہ سلیقہ، حضوری کا یہ طریقہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سکھایا (۳)...... خود فرمایا کہو السلام علیک ایھاالنبی!...... جب نماز میں نبی کے حکم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا جائز ہے تو نماز کے باہر کیوں جائز نہ ہو گا؟...... یقیناً جائز ہو گا...... جب نبی کہہ کر پکارنا جائز ہے تو پھر سرور دوعالم صلی اللہ

---

(۱) مقدمہ عید میلاد النبی ﷺ (۲) متن قمرالاقمار و شرحہ نورالانوار (۳) ص ۵۹۱ عینی شرح ہدایہ ج ۱ و ص ۶۷۱ عینی ج ۱

علیہ وسلم کے اور صفاتی ناموں سے بھی پکارنا جائز ہوگا...... آپ کو نہیں پکاریں گے تو کس کو پکاریں گے!...... آپ ہی حق اور خلق کے درمیان وسیلہ اتصال ہیں...... اسی لئے قرآن کریم میں گنہ گاروں اور سیہ کاروں کو آپ کے در پر حاضری کا حکم دیا گیا اور آپ کی شفاعت سے توبہ قبول ہونے کی ضمانت دی گئی۔ (۱)

○

تشہد میں سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے خطاب کیا گیا کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم موجودات کے تمام ذروں میں جاری و ساری ہے تو نمازی کے وجود میں بھی جاری و ساری ہے...... نمازی کو اس حضور و شہود سے غافل نہ رہنا چاہیئے تاکہ قرب و معیت حق کے اسرار اس پر کھلیں...

جب آنکھیں مناجات سے ٹھنڈی ہو گئیں تو نمازی کو متوجہ کیا گیا کہ یہ رحمت جلیلہ تو آپ ہی کے وسیلے اور پیروی کے صدقے ملی ہے، آپ پر سلام بھیجو...... بیشک جہاں اللہ تعالیٰ کا حضور ہے وہاں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاضر ہیں...... آپ اللہ کی رحمت ہیں (۲) اور رحمت حق سے کبھی جدا نہیں ہوتی...... نماز کے قعدہ میں اسی حضوری کی تربیت فرمائی گئی ہے...... جب نمازی مشاہدہ حق اور حبیب حق صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوتا ہے تو خود کو اس کا مستحق پاتا ہے کہ اپنی ذات پر بھی سلام بھیجے اور ان صالحین پر بھی سلام بھیجے جو مشاہدہ رب اور مشاہدہ جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرفراز ہوئے...... یہی صالحین ہیں، اصلاح عالم اور ضبط نظام عالم جن کی ذوات عالیہ سے وابستہ کر دیا گیا ہے...... اور اگر دیکھا جائے تو نمازی کا اپنی ذات اور صالحین پر سلام بھیجنا حقیقت میں سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی سلام بھیجنا ہے کیوں کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے ذرے ذرے میں جاری و ساری ہے...... تشہد میں توحید کے راز کھول دیئے گئے اور بندگی کا ادب سکھا دیا گیا...... نمازی پہلے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، پھر اپنی ذات کی طرف اس کے بعد اللہ کے محبوب صالحین کی طرف...... یہاں اشارہ یہ ملتا ہے جب ہم کو یاد کرو تو ہمارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یاد کرو، احساس بندگی کو فراموش نہ کرو اور ہمارے محبوبوں کو یاد رکھنا...... صرف ہم کو یاد کرنا اور ہمارے محبوبوں سے پیٹھ پھیر لینا ہرگز توحید نہیں، شیطانی عمل ہے...... کہ ابلیس نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے پیٹھ پھیر کر گستاخی و بے ادبی کا آغاز کیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوا...... اس نے حضرت آدم علیہ السلام میں نقص تلاش کیا (۳)، تم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہرگز ہرگز نقص و عیب تلاش نہ کرنا...... وہ ہر نقص و عیب سے مبراء ہیں...... وہ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے نور

---

(۱) سورۃ نسآء : ۶۴ (۲) سورۃ اعراف : ۵۶ ، سورۃ انبیآء : ۱۰۷ (۳) سورۃ مائدہ : ۱۵

ہیں ......جو ان میں عیب نکالتا ہے وہ حقیقت میں اللہ میں عیب نکالتا ہے......آپ حق جل مجدہ کے مظہر اتم ہیں، نقص و عیب سے پاک۔

○

حضرت علامہ نے نبوت کی بحث میں ولایت و رسالت کا بھی ذکر فرمایا ہے ممکن ہے کسی کو اس بحث میں التباس ہو....اس بحث میں حضرت علامہ نے ولایت سے مراد ولایت خاصہ لی ہے یعنی وہ ملکہ راسخہ موہوبہ جو نبوت و رسالت کے لئے لازمی ہے....

○

حقیقت یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادراک سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسا دمساز و یار غار بھی قاصر تھا......آپ کی حقیقت کو آپ کے پروردگار کے سوا کسی نے نہ جانا......ہم میں کچھ لوگ بڑی بے باکی اور بے ادبی سے سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں، ایسی گفتگو کا تصور بھی کسی صحابی کے حاشیہ خیال نہ آیا ہوگا......ہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشر جانا جس طرح کفار و مشرکین نے جانا تھا......عارف کامل شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے ہیں......جس نے آپ کو بشریت کے حوالے سے مانا، اس نے مانتے ہوئے بھی نہ مانا، اور جس نے آپ کو رسالت کے حوالے سے مانا بیشک اس نے آپ کو مانا (۲)......

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی حوالے سے معرفت کرا رہا ہے، ہر رسول اللہ کا محبوب ہے اور آپ رسولوں کے رسول، محبوبوں کے محبوب ہیں......ہر مسلمان کو اس حقیقت کا ادراک ہونا چاہیئے، حضرت علامہ نے اسی ادراک کو بیدار کرنے کے لئے یہ مقدمہ تحریر فرمایا ہے......ہم امید رکھتے ہیں کہ حضرت علامہ عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سیر حاصل تحریر فرمائیں گے......سارا عالم میلاد پاک کی خوشی میں سجایا گیا ہے......ہم مانیں نہ مانیں ان کے وجود مبارک سے ہمارا وجود ہے......وہ سارے عالم کے سرتاج ہیں......ان کے ظہور قدسی کا جشن عالم بالا میں اس وقت منایا گیا جب وہ دنیا میں تشریف نہ لائے تھے......کم و بیش ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء علیھم السلام اس جشن میں شریک تھے (۳)......پھر نبی نے اپنی اپنی امتوں میں جشن ولادت باسعادت منایا......اور آخری جشن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منایا اور بھری محفل میں اس طرح آپ کی آمد آمد کا اعلان فرمایا:

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (۴)

---

(۱) مکتوبات امام ربانی، ج ۳، مکتوب نمبر ۶۴

(۲) سورۃ آل عمران : ۸۱ (۳) سورۃ الصف : ۶

پھر جب سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو جشن ولادت منایا گیا...... سن ۹ ہجری میں غزوہ تبوک سے واپسی پر سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے سامنے بھری محفل میں عربی میں منظوم مولود نامہ پیش کیا (۱)...... حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی شریف میں منبر بچھایا، آپ نے نعتیہ قصائد پیش کئے (۲)، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاؤں سے نوازا...... یہ ساری باتیں احادیث میں موجود ہیں...... انھیں مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے جلیل القدر علماء و عرفاء نے جشن منایا......

محدث جلیل شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محفل میلاد منعقد کرتے تھے اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے تھے (۳)...... عارف کامل حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے جس روز سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی اس روز اہل خانہ کو جشن منانے اور قسم قسم کے کھانے پکانے کا حکم دیا...... بیشک محفل عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم قائم کرنا سنت الٰہی بھی ہے، سنت رسول بھی، سنت انبیاء بھی ہے، سنت صحابہ بھی ہے، سنت علماء و عرفاء بھی ہے...... اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے؟...... جو اللہ کو نہیں مانتا، جو رسولوں کو نہیں مانتا، جو علماء و صلحاء کو نہیں مانتا وہی انکار کرسکتا ہے...... مولیٰ تعالیٰ ہم کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال فرمائے ہمارا ظاہر و باطن سنتِ کے رنگ میں رنگ جائے، بیشک یہی اللہ کا رنگ ہے اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہے؟ آمین بجاہ سیدالمرسلین رحمۃ للعالمین علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ واصحابہ وسلم۔

احقر محمد مسعود احمد

(۱۰ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ، ۹ جون ۱۹۹۵ء)

شب جمعۃ المبارک

۱۷/۲- سی، پی- ای- سی- ایچ- سوسائٹی

کراچی (اسلامی جمہوریہ پاکستان)

---

(۱) ابن کثیر: میلاد مصطفےٰ ترجمہ اردو، ۲۹-۳۰ (۲) ابوداؤد شریف: ج ۲، ص ۳۳۶

(۳) اخبارالاخیار، کراچی، ص ۶۲۴ (۴) مکتوبات امام ربانی: دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۰۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عیدمیلادالنبی ﷺ کا بنیادی مقدمہ اور اس پر العلامۃ الحسیب النسیب صاحب النطق والتمکین سحبان الزمان واصف الحق

مولنا السید الشاہ تراب الحق

بن المولی السید شاہ حسین بن المولی السید شاہ محی الدین بن المولی السید شاہ عبداللہ بن السید شاہ میران الحسنی والحسینی الحیدرابادی الدکنی رحمۃاللہ علیہم کی تقریظ و تبصرہ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاضل جلیل حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ مفتی ابوالفتح محمد نصراللہ خان صاحب افغانی دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب " عیدمیلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی مقدمہ " کا میں نے مطالعہ کیا جس میں متفقہ عقائدِ حقہ ہیں۔ جس میں ہر جملہ نور کا لمعہ اور ہر لمعہ نور کا بقعہ ہے۔ یہ مقدمہ تفصیلی عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اجمال ہے۔ یہ مقدمہ انوار لمعات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ہے۔ یہ ہر مومن کے ایمان کو چمکا دینے کا ایک خاکہ ہے جس میں مومن کے دل کو جِلا دینے کا سامان ہے۔ عیدمیلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایسے ایمان افروز نکات کا مجموعہ کبھی کسی کی نظر سے نہ گزرا ہوگا۔ محققین کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہے عیدمیلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان کی ایسی راہیں کھولتا ہے جس سے اس دور میں اہل علم بھی واقف نہیں۔ فاضل جلیل نے اس کتاب میں وہ بحرِ ذخّار جمع کردیا جس کا جواب نہیں۔ اس کے ایک ایک ورق سے تحقیق کی ناختم ہونے والی راہیں کھلتی ہیں، ایک ایک ورق سے عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا دریا بہتا نظر آتا ہے۔

سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ عنہ و علامہ جامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور اعلی حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے جگہ جگہ استدلال اور ان کے اشعار مبارکہ کو کتاب کے مضمون سے اس خوش اسلوبی سے ہم آہنگ کیا کہ جس میں علامہ موصوف کی ذات منفرد نظر آتی ہے۔

کتاب کے پڑھنے سے قاری کو اندازہ ہوگا کہ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی پر علامہ موصوف کی جو گرفت اور مطالعہ ہے اس کا کماحقہ قاری کو جگہ جگہ احساس ہوگا۔

خدا کرے کہ موجودہ دور کے محققین، علماء اس کتاب کو اپنا رہنما اصول بنا کر مزید وہ راہیں کھولیں کہ جس کی طرف علامہ موصوف نے اشارے دیئے ہیں۔

آخر میں، میں یہ کہنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتا کہ محدث کبیر علامہ موصوف کی ایک ایسی نادر کتاب پر تبصرہ کرنے کے لائق نہیں۔ مجھ جیسے ہیچمدان کی دسترس سے باہر ہے۔ یہ حضرت علامہ کی شفقت و مہربانی کہ مجھے حکم فرمایا تو چند سطریں میں نے لکھیں۔ حضرت علامہ اس فقیر پر نہایت مہربان اور نہایت شفیق و کریم ہیں۔ باکمال شفقت و مہربانی باوجود اس بلند مقام کے دارالعلوم امجدیہ تشریف لاتے ہیں اور اپنی بے شمار مستجاب دعاؤں سے نوازتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی ان کا سایہ ہم پر سلامت رکھے، علم و فضل میں اور ترقیاں عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والتسلیم

احقر

ناظم دارالعلوم امجدیہ

بسم الله الرحمن الرحیم
شیخ الحدیث
مشاور معتمد رهبری محاذ ملی اسلامی افغانستان
واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان
سابق رئیس دار الافتاء
سترہ محکمة SUPREME COURT دولت اسلامیة
افغانستان